

حسب و نسب

مؤلفہ

مفتی غلام رسول



WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHL E SUNNAT WAL JAMAAT"

انجمن فاطمیہ "یو کے"

نامشیر

دارالعلوم قادیانہ جیلانیہ انٹرنیشنل مسلم یونیورسٹی
والنظم سٹوڈنٹس، لندن، برطانیہ

حسب و نسب

مؤلفہ

مفتی غلام رسول

(لندن)

+++++



www.NATSEISLAM.COM
انجمن قاطمیہ "یو کے"
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHMAD RAZVI"

ناشر

دارالعلوم قادریہ جیلانیہ انٹرنیشنل

مسلم مومنٹ

والتھم سٹو۔ لندن، برطانیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب _____ حسب و نسب _____
 مؤلف _____ مستحق غلام رسول _____
 اشاعت _____ ستمبر ۱۹۹۰ء _____
 تعداد اشاعت _____ ۱۰۰۰ _____
 کنیت _____ محبوب الہی _____
 مابین _____ فضیل الدین پریس _____

محمد شہید پریس کثیر روتہ دہلی ہند

www.NATSEISLAM.COM
 " THE NATURAL PHILOSOPHY
 OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT "



نذرانہ عقیدت

بمختصر

اہل بیت اطہار

جن کے نسب کی عظمت و طہارت پر



قرآن شریف ہے۔
WWW.NAFSE-ISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF اہل بیت اطہار WAL JAMAAT"

نسب پاک

ہے اکرم بہ نسباً طابت عناصرہ
اصلاً و فرعاً و قدسات بہ البشر

آپے کا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اس کے
مواد پاکیزہ ہیں، اصل سے بھی اور نسل سے بھی
اور آپے کے سبب سے جنس بشر کو شرف حاصل
ہو گیا۔



www.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WALJAMAAT"

حسب و نسب پڑھنے سے پہلے مندرجہ ذیل نوٹ پڑھ لیا جائے

ہر جو کلمہ مسند زیر بحث فقہ اہل سنت و جماعت کے مشترک پہنچوں
سے متعلق ہے جو کہ علیٰ طور پر وقتین ترین مضامین ہیں اور دینی لوگوں
علیٰ اصطلاحات کے استعمال کی وجہ سے متوسلہ لوگوں کے لیے
سمانی زیر ہد پر جاتے ہیں اس لیے ایسے مقالات پر نوٹ دے کر
ہم نے ذیل میں یا ما شہیر پر انسان ترین الفاظ میں وضاحت کر دی
ہے اس لیے قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ایسے مواقع کو ہرگز

غور نہ کرنا چاہئے بلکہ ان کو نہیں مگر بطور حوالہ ہی لے کر گذر جائے۔
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"
(مفتی اعظم پاکستان)
(استدین)



اغلاط نامہ وصحت نامہ

نمبر شمار	غلط	صحیح	سطر	صفحہ
۱	ہوں ہوں	ہوں	۶	۳۳
۲	برابر ہو	برابر ہونا	۱	۳۶
۳	یہ اس طبقہ	اس طبقہ	۸	۳۷
۴	(حاشیہ ۳۸) بن نعیم	بن نعیم ہے	۱	۳۸
۵	کنیت اور ابو عبد اللہ ہے	کنیت ابو عبد اللہ ہے	۱	۳۸
۶	قاضی خان کا بھی قول	قاضی خان کا ہی قول	۵	۴۲
۷	دعا مختار	دعا مختار	۲۱	۴۲
۸	آپ کا ذاتی ارادہ ہے	آپ کا ذاتی ارادہ ہے	۱	۴۶
۹	نفعی نہیں	نفعی نہیں	۱۰	۴۶
۱۰	شرح مسلم مسلم	شرح مسلم	۵	۴۸
۱۱	شمش الایہ	شمس الایہ	۶	۵۰
۱۲	پاس لڑیں	پاس سے لڑیں	۷	۵۳
۱۳	فرماتے ہیں فرماتے ہیں	فرماتے ہیں	۱۰	۵۵
۱۴	حسن حسنین	حسن حسین	۶	۵۸
۱۵	ہو جائیں گے	ہو جائیں گے	۹	۶۳
۱۶	بینبعی	بینبعی (ع)	۳	۶۳
۱۷	اہل البیت	اہل البیت	۱۴	۶۵

صفحہ	صفحہ	غلط	تصحیح
۱۸	۲۰	ردالمحتار	ردالمحتار (رج)
۱۹	۱۸	بدلتے ہیں	بدلتے جاتے ہیں
۲۰	۸	رہا شیعہ مسلمان	ایک مرد اور دو عورتیں نہیں ہو سکتی
۲۱	۷	بادجوہر کی	بادجوہر کی یہ شرط ہے طہ نہیں ہے
۲۲	۲۱	فلا تعضوا منہن	فلا تعضوا منہن
۲۳	۱۰	عورت کے لئے	عورت کے لئے
۲۴	۱۸	عدالت سے	عدالت سے
۲۵	۹	ون فتویٰ موجود ہیں	من فتویٰ موجود ہیں
۲۶	۱۹	قرآنی وحدیث کا ذکر کر کے	قرآن وحدیث ذکر کر کے
۲۷	۱۹	ایسے نہیں ہے	ایسے نکاح کے عدم
۲۸	۱۵	بچہ سے بعض رکھا	بچہ سے بعض رکھا
۲۹	۱۳	کل مؤمن بعدی	کل مؤمن بعدی
۳۰	۱	وآلہ وسلم دونوں متحد	وآلہ وسلم اور علی دونوں متحد
۳۱	۲	قبیلہ سے	قبیلہ سے
۳۲	۷	پسند آئیں	پسند آئیں
۳۳	۱۹	شرعاً اور نہیں پڑتا	شرعاً اثر نہیں پڑتا
۳۴	۲۳	یہ مذکورہ	یہ مذکورہ
۳۵	۳	امام امام محمد	امام محمد
۳۶	۲	دنیا کی سی	دنیا کی کسی
۳۷	۷	یہ وہ فیصلہ	یہ وہ فیصلہ

نمبر شمار	غلط	صحیح	سطر	صفحہ
۳۸	مے فرمایا	نے فرمایا	۵	۱۶۳
۳۹	اور ایسی حجر	اور ایسی حجر	۳	۱۶۹
۴۰	فعل اس پر	فعل کے اس پر	۲	۱۷۱
۴۱	کے دل کو	کے دلی کو	۶	۱۷۶
۴۲	اولیاء و ظاہر	اولیاء و ظاہر	۵	۱۷۷
۴۳	ہم ہم کفوم	ہم ہم کفوم	۶	۱۷۷
۴۴	تفسیر روح المعانی محمد بن عمر زحرفی المتوفی ۵۳۶ھ	تفسیر روح المعانی علامہ آرمی المتوفی ۱۲۷۰ھ	۶	۱۸۵
۴۵	علامہ ابوالدین	علامہ ابوالدین	۱	۱۸۹

OF AHLESUNAT MAAT

مفتی غلام رسول

لندن

فہرست مضامین

حسب و نسب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۳۱	۱۲	انتساب	۳۳
۲	مصور کی محبت اصل ایمان ہے	۶	۱۳	حسب و نسب کے متعلق	
۳	سادات قابل عزت و احترام ہیں	۷	۱۴	قبیلہ مشکور اسلام کی اہمیت	۳۴
۴	امام شافعیؒ کا نسب	۱۲	۱۵	توریل اوس	۳۵
۵	اہل بیت کی محبت دین کی	۱۵	۱۶	علیؑ پر شریف میں پچیس سال	۳۵
۶	سکھ احمدؒ کا نسب ہے	۲۲	۱۷	کفوہ کنوہ کی تشریح	۳۶
۷	خانوں جنت کی اولاد حضورؐ	۱۷	۱۸	کفوہ میں چھ چیزوں کا اعتبار	
۸	کی طرف مشرب ہے		۱۹	کیا گیا ہے	
۹	مصور کی دوسری صاحبزادیوں	۱۸	۲۰	جیسوں کے نسب کا اعتبار نہیں ہے	۳۶
۱۰	کایہ حکم نہیں ہے	۱۹	۲۱	مسائل خطیہ تین طبقات پر ہیں	۳۷
۱۱	نکاح میں اہل بیت کا ہم کفو	۲۰	۲۲	مفتش بہا مسائل کی تین قسمیں ہیں	۳۷
۱۲	کوئی نہیں ہے مگر وہی جو	۲۱	۲۳	غلام بروایت اور نادور روایت کا فرق	۳۷
۱۳	اہل بیت سے ہر	۲۲	۲۴	واقعات اور تواریخ	۳۸
۱۴	نبوت کی توہین ایمان شکنی ہے	۲۳	۲۵	نکاح میں کفوہ کا اعتبار	۳۸
۱۵	سبب تالیف	۲۴	۲۶	امام ترمذیؒ کا استراخ کہ	۳۸
۱۶	اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے		۲۷	حدیث مستقل نہیں ہے	۳۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۵	امام حاکم فرماتے ہیں کہ حدیث { صحیح ہے۔	۳۸	۳۹	کھڑکے خدات نام ابر حنیفہ { سے کوئی روایت نہیں ہے {	۳۷
۲۶	چار بڑے محدث	۰	۴۰	جب دور و آیتوں میں تعارض { ہو جاتے تو پھر کیا حکم ہے {	۳۲
۲۷	امام حاکم کی تصانیف	۰	۴۱	فقہاء میں روایت پر فتویٰ کی { تصریح کریں وہی معتبر ہے {	۰
۲۸	مکرمہ ابن ابراہیم کی تالیفات	۳۹	۴۲	فقہاء اصولوں کو زیادہ { جستے ہیں۔ {	۰
۲۹	علامہ حلی کہتے ہیں کہ حدیث { صحیح ہے۔	۰	۴۳	فقہاء خلاف اصول فتویٰ { نہیں دیتے۔ {	۰
۳۰	علامہ ریشی کی تصانیف	۳۰	۴۴	فقہاء روایت کا مسئلہ	۳۳
۳۱	علامہ ریشی کا استدلال	۰	۴۵	امام کریم اور جہاد پر حاکم	۰
۳۲	علامہ ریشی کا جواب	۰	۴۶	قصص پر کلام کافی سن { صحیح ہیں۔ {	۰
۳۳	حدیث قابل استدلال ہے	۰	۴۷	حدیث کے مقابروں میں قیاس	۰
۳۴	علامہ ریشی کہتے ہیں کہ کلام { نکاح میں معتبر ہے۔ {	۳۱	۴۸	کو پیش کرنا جن اصول کی خلاف ورزی { حضرت بلال کا نکاح {	۳۵
۳۵	شمس المیثمہ فرماتے ہیں { کلام نکاح میں معتبر ہے {	۰	۴۹	جہاد بنت ولید بن عقبہ کا نکاح	۰
۳۶	امام کریم کی کلام فی النکاح { کے قائل نہیں ہیں۔ {	۰	۵۰	جہادیت کے دور کی بات { دو چہیدہ {	۰
۳۷	امام کریم نے امام مالک اور { سفیان ثوری کے قول کو رد کیا {	۰	۵۱	حضرت عمر فاروق کا ذاتی ارادہ	۰
۳۸	قاضی جان طبعہ ثانی سے { تعلق رکھتے ہیں {	۲			

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۲	مرد طالب فراشس ہوتا ہے	۳۶	۶۵	مجتہد فی الشرح اور مجتہد فی	
۵۳	حضرت عیسیٰ و غیرہ کے		۶۶	الذہب میں منسرق	۴۸
۵۴	نکاحوں کا جواب		۶۷	اصحاب ترجیح اور اصحاب	
۵۵	حضرت فاضل بریلوی		۶۸	تخریج میں منسرق	۵۰
۵۶	کفایت فی النکاح کے تاق میں		۶۹	عروہ کے نزدیک نسب	
۵۷	حدادہ کوئی کا جواب	۳۷	۷۰	باعت نسب ہے۔	
۵۸	مسلمانوں کے ساتھ فریب		۷۱	نسب کی اہمیت	
۵۹	اور دھوکہ کرنا		۷۲	قیامت کے دن عرمن اولاد	
۶۰	فریب گندہ و سبکے دینی		۷۳	بکو توکن والدین کے ساتھ	
۶۱	تحقیق مفید نہیں ہے		۷۴	جلاد یا جاتے گا۔	۵۱
۶۲	مسائل و مہم پر اپنا دل داری		۷۵	والدین کے اصحاب صاحب کا نتیجہ	
۶۳	سے تحقیق کر لی جاہی ہے۔	۳۸	۷۶	سب اور گھر میں منسرق	
۶۴	حضرت کے نسب کی تربیت		۷۷	اسلام میں نسب کی حیثیت	
۶۵	کرنا ایک سنگین جرم ہے		۷۸	فقوی کی نصیحت کا تعلق	
۶۶	نکاح میں کھوہ کی شرعی ملت		۷۹	آخرت سے ہے۔	
۶۷	نکاح عورت کیسے از قسم نکاح	۳۹	۸۰	حضرت کے نسب کی نصیحت	۵۲
۶۸	مرد و امک ہوتا ہے		۸۱	حضرت علی اور خاتون جنت	
۶۹	ضرورت کفو میں پڑی		۸۲	کا نکاح۔	
۷۰	ہو جاتی ہے۔		۸۳	حضرت کا نسب فائدہ دے گا	
۷۱	صاحب حدایہ کا تعلق		۸۴	حدیث مقبول ہے	
۷۲	اصحاب ترجیح سے ہے		۸۵	اسکا انکار غار حیت ہے	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۸	صفیہ بنت عبدالمطلب کا واقعہ	۵۳	۹۲	اہم سوانح کا نظم اور چارون ارشید	
۷۹	شہر فہرست	.		کا مکالمہ .	۵۹
۸۰	کل اور جزو کا حکم ایک ہے	۵۵	۹۳	اہم من اور حسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔	.
۸۱	اولاد صاحب اولاد کی		۹۴	حضور علیہ السلام حسن اور حسین کے باپ ہیں۔	.
۸۲	جسزہ ہوتی ہے		۹۵	حضور کا نسب حضور کی اولاد کی	۶۰
۸۳	حضور کے بے دہلی بالاتفاق		۹۶	کوفہ دہ دے گا۔	.
۸۴	حسدیم ہے		۹۷	اہم ہدی حضرت خاتون	.
۸۵	سادات کا نسب نہیں	۵۶	۹۸	جنت کی اور اس سے چورنگے	.
۸۶	کی طرف مرسوب ہے		۹۹	حضور کا ارشاد کہ میری	.
۸۷	صرف خاتون جنت کی		۱۰۰	نسل قیامت تک ہوتی۔	.
۸۸	اولاد مستند ہے		۱۰۱	سوال	.
۸۹	حضرت علیؑ کے مزار ہیں		۱۰۲	حضرت علیؑ کی بیٹا رضانیہ	۶۱
۹۰	سیدہ فاطمہ الزہراءؑ تمام	۵۷	۱۰۳	حضرت علیؑ کے بھائی	.
۹۱	عمر قریب سے افضل ہیں			عقیل بن ابی طالب	.
۹۲	حضرت حسن اور حسین سید ہیں			سید نسبی	.
۹۳	حضرت فاطمہ کی اولاد	۵۸		سادات کے خصوصیات	.
۹۴	رسول اللہؐ کی اولاد ہے			کیسا تقدیر ہی ممکن ہیں	۶۲
۹۵	آیت مباہد			حضور کا ارشاد کہ میری فدیت	.
۹۶	سادات کی اولاد سارا ہے			علیؑ کی مصلحت میں ہے	.
۹۷	سید کا اطلاق حسینؑ کے لیے				
۹۸	کی اولاد پر ہو گا۔				

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۴	قیامت کے دن لوگوں کے	۱۰۶	۶۶	چار آہیوں کی شہادت کا ذکر	۶۶
	نسب ختم ہو جائیں گے۔	۱۰۶		جیسے میں کی تعلیم فرماتا ہے اسی	
۱۰۵	قیامت کے دن حضور ہیں	۱۰۷	۶۷	طرح پر کی میں فرماتا ہے۔	۶۷
	اہل بیت کی شہادت فرمائیے	۱۰۷		حضرت زید کا ان جاسم	
۱۰۶	سادات کا نسب محفوظ	۱۰۸	۶۸	کے ہاتھ کو پرست۔	۶۸
	اور محفوظ آ رہا ہے	۱۰۸		حضرت سیدہ فاطمہؓ کا مال	
۱۰۷	مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ	۱۰۹	۶۹	فطرت کو تسلیم کرے کا طریقہ	۶۹
	حضور کے نسب کی حفاظت کریں	۱۰۹		امام ابوحنیفہؒ اہل بیت کی	
۱۰۸	سادات کو غیرت جیدنی کا	۱۱۰	۷۰	بہت زیادہ عزت کہتے تھے	۷۰
	نبوت دینا پڑتا ہے	۱۱۰		امام محمدؒ میں مثل کا رشتہ رکھیں	
۱۰۹	جنگ کے ساتھ شکار کرے	۱۱۱	۷۱	حضرت سیدہ ام کلثومؓ	۷۱
	سے سیدہ ہاسٹ قطع ہو جائے	۱۱۱		کی اور کا علم۔	
۱۱۰	سادات کا نسب پاکیزہ ہے	۱۱۲	۷۲	شریعت کا امام قاسم	۷۲
۱۱۱	امام حاکم کی روایت	۱۱۲	۷۳	عبداللہ بن جعفرؒ کا اولاد	۷۳
۱۱۲	آیت تطہیر میں حضور کی	۱۱۳		حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ	
	تمام اولاد داخل ہے۔	۱۱۳		حضرت ام کلثومؓ کا صاحب	
۱۱۳	کتاب اللہ اور حضور کی	۱۱۴	۷۴	مثل میں کوئی نہیں پڑا۔	۷۴
	حضرت دونوں جدا نہیں رہتے	۱۱۴		خصوصیت نمبر ۷	
۱۱۴	سادات کی تعلیم فرماتا ہے	۱۱۵		نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے	
۱۱۵	خاتون حسنت علیہا السلام	۱۱۶		خصوصیت نمبر ۸	
	کی عزت۔	۱۱۶		بہن اشکم کے غلاموں کی سب سے بڑا	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳۰	لینا حرام ہے	۷۱	۱۳۳	نکاح میں رتی کا مقام	۷۷
	حکم اپنی ملت کے ساتھ		۱۳۴	ضعیفہ رتی کے نکاح کیسے ہے	
	دائرہ ہوتا ہے	۷۲		رتی کا ہر نام ضروری ہے۔	۷۸
۱۳۱	مصر علیہ السلام تمام بڑا شہر ہے		۱۳۵	عاقبتہ بانو رتی نکاح کے	
	اور جو عہد مطلب ہے افضل ہیں			معاہدہ میں سخت رہے	۷۸
۱۳۲	عربی مرد سیدہ کیسے ہم		۱۳۶	قاعدہ کلیہ	
	کھوا نہیں ہے۔	۷۳	۱۳۷	ضعیفہ رتی ماں میں	
۱۳۳	مشہور بن وید ضعیف			تصرف نہیں کر سکتی	
	راوی کا ہے۔	۷۴		رتی کا علی حب وہی راوی	
۱۳۴	مشہور بن وید رتی کا ہے		۱۳۸	کے خلاف ہو۔ رسا حکم	۷۹
۱۳۵	حدیث قریشی تفسیر		۱۳۹	کشت تانی	
	کلیہ ہیں ہے۔		۱۴۰	نسب و محبت محرم ہے	
۱۳۶	ہاشمی ہاشمی کا کفر ہو گا۔	۷۵	۱۴۱	اہل بیت و عیال کا نسب	
۱۳۷	نقص صیحت نسو			مشہور ہے۔	۸۰
۱۳۸	انہوں فقہ کا کتاب	۷۶	۱۴۲	حب تکفیر کا بیان	
۱۳۹	خیر کفر میں نکاح نہ ہو گی وجہ	۷۷	۱۴۳	سادات کرام کا قدیمی دستور	
۱۴۰	ملت و جو حکم میں ہو شرع		۱۴۴	حضرت عمر فاروق کا بیان	۸۱
	ہوتی ہے۔		۱۴۵	دل کی رضائے بھی سیدہ کام	
۱۴۱	فساد زہر نکاح کے منقہ			نکاح خیر کفر میں منع نہیں	
	برخہ میں نثر نہیں ہے			ہو گا۔	
۱۴۲	ولایت کا لغوی اور اصطلاحی معنی	۷۷	۱۴۶	سادات کے نسب کا خلاصہ ہے	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۵	پھر کیا حکم ہے ؟	۱۶۱	۸۱	کہ وہ عیوض ہے	۱۶۱
۸۶	مخصوص سبب مطر و طہار کے ہوگا	۱۶۲	۸۲	سادات حضور کی اولاد ہیں	۱۶۲
۸۷	حسن بن زیاد کی روایت دو ہیں	۱۶۳	۸۳	سادات کا نسب خاص تھا	۱۶۳
۸۸	مؤرخوں کو شامل ہے ۔	۱۶۴	۸۴	کے تابع ہے ۔	۱۶۴
۸۹	نکاح کے جواز و عدم جواز	۱۶۵	۸۵	معتز کا بااختصاص نسب	۱۶۵
۹۰	کیسے علت مناسب	۱۶۶	۸۶	کا ذکر مندرجہ ذیل	۱۶۶
۹۱	بحث رابع ۱۰ نمبر ۱	۱۶۷	۸۷	خیر کفوا میں نکاح نہ ہونے	۱۶۷
۹۲	حسن بن زیاد کی روایت تین ہے	۱۶۸	۸۸	کی علت	۱۶۸
۹۳	علاوہ مطر و طہار کی تصریح	۱۶۹	۸۹	علت کے معنی ملازم	۱۶۹
۹۴	کس قدر قوی ہے	۱۷۰	۹۰	سای کی روش حدت	۱۷۰
۹۵	کس قدر قوی ہے	۱۷۱	۹۱	اصل سبب کی عورت کے	۱۷۱
۹۶	مسائل و برائے کے میں	۱۷۲	۹۲	لے مرد بھی اصل سبب چاہیے	۱۷۲
۹۷	عفتی کو صریح جہر تہیہ تلاش	۱۷۳	۹۳	ہر قاضی عادل نہیں ہوتا	۱۷۳
۹۸	کرنا چاہیے ۔	۱۷۴	۹۴	نکاح کے فسخ نہ ہونے کا	۱۷۴
۹۹	جو مجتہد نہیں ہے وہ عفتی	۱۷۵	۹۵	باعث فساد زمانہ ہے ۔	۱۷۵
۱۰۰	نہیں ہے ۔	۱۷۶	۹۶	بعض دفعہ ولی کی رضا غرض	۱۷۶
۱۰۱	قواعد اور ضوابط سے فتویٰ	۱۷۷	۹۷	دنیاوی معادیر میں ہوتی ہے	۱۷۷
۱۰۲	نہیں دیا جائے گا	۱۷۸	۹۸	نسب کا منقطع ہو جانا بجائے	۱۷۸
۱۰۳	بحث خامس ۱۰ نمبر ۵	۱۷۹	۹۹	خود ایک جہت بڑا محیب ہے	۱۷۹
۱۰۴	فتویٰ کیسے مضبوط ترین الفاظ	۱۸۰	۱۰۰	بحث ثانی ۱۰ نمبر ۳	۱۸۰
۱۰۵	فتویٰ کے الفاظ	۱۸۱	۱۰۱	گزشتہ کی کا نسب مشہور ہے تو	۱۸۱
۱۰۶		۱۸۲	۱۰۲		۱۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۳	ایک غلط تادیب	۸۹	۹۳	میرے بیٹے جی	۹۳
۸۴	امام محمد کا اہل بیت علیہ السلام کی نسبت	۹۰	۹۴	علامہ محمد بن یوسف نے مذکورہ	۹۴
۸۵	کرسٹینی ہمرنا	۹۰	۹۵	حدیث کی تصریح کی ہے	۹۵
۸۶	فلت مناسد میں تبدیلی	۹۱	۹۶	اہل اسلام پر لازم ہے	۹۶
۸۷	واقع نہیں ہوگی۔	۹۱	۹۷	اکثر عزا کی صورت میں	۹۷
۸۸	حاصل بحث	۹۱	۹۸	عورت کی رہنمائی مل جاتی ہے	۹۸
۸۹	بحث سادس	۹۱	۹۹	فتح وہاں ہو گیا ہے جہاں	۹۹
۹۰	تو میں تیرا الفاظ	۹۱	۱۰۰	پہلے نکاح ہو۔	۱۰۰
۹۱	اصل مسئلہ جو زیر بحث ہے	۹۱	۱۰۱	دوسری روایتوں کے پیش نظر	۱۰۱
۹۲	ہزار ہا اور بڑے بڑے حکمت	۹۲	۱۰۲	قوی و مضبوط	۱۰۲
۹۳	اہل بیت زنجیر و شکنجہ	۹۲	۱۰۳	تہاں صورت	۱۰۳
۹۴	خواہند بود	۹۲	۱۰۴	سوال	۱۰۴
۹۵	اہل بیت کی محبت اصول	۹۲	۱۰۵	جواب	۱۰۵
۹۶	یہاں سے ہے	۹۲	۱۰۶	ادب و صفات کے لحاظ سے تفصیل	۱۰۶
۹۷	بحث سابع، نمبر ۱	۹۲	۱۰۷	علامہ یوسف بہانی کی تصریح	۱۰۷
۹۸	جس کے ساتھ محبت ہو	۹۲	۱۰۸	علامہ شعرائی کی تصریح	۱۰۸
۹۹	انسان اس کی قرب میں نہیں کرتا	۹۲	۱۰۹	مختار روایت کی تفصیل	۱۰۹
۱۰۰	من کنت مولاه فقد ملک من لاد	۹۳	۱۱۰	بحث ثامن، نمبر ۱	۱۱۰
۱۰۱	مختار نے فرمایا ظاہر ہے	۹۳	۱۱۱	نکاح مذکورہ جائز نیست	۱۱۱
۱۰۲	جسم کا ٹکڑا ہے	۹۳	۱۱۲	پس در صورت مسطور محبت	۱۱۲
۱۰۳	مختار نے فرمایا حسن اور حسن	۹۳	۱۱۳	محبت و ناخواہ بود	۱۱۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۱۲	قیس بنی عامر کا قول	۲۱۷	۲۲۷	سیدت میں شک ہونا	۱۰۳
۲۱۳	فتاویٰ صبریہ	۰	۲۲۸	سیدہ ادرغیر سیدہ کے نکاح	۰
۲۱۴	خدا کی پناہ کہ مدعی عزت میں ایسا کرے۔	۰	۲۲۹	فتویٰ دینے والے کا قلم	۰
۲۱۵	چودھویں رات کا پانچواں بھی	۰	۲۳۰	مسلمانوں پر ظلم	۰
۲۱۶	تورات سے مناسبت رکھنا	۰	۲۳۱	صادات کی عزت کا سند	۰
۲۱۷	استغفار کا تجزیہ	۰	۲۳۲	تمام مسلمانوں کا ہے۔	۱۰۴
۲۱۸	حسن بن زیاد کی روانہ جنگ	۰	۲۳۳	اہل سنت کی عزت پر قصور	۰
۲۱۹	دوسو تیرے۔	۰	۲۳۴	شرعیہ وارہ ہیں۔	۰
۲۲۰	قاعدہ یہ ہے	۰	۲۳۵	جنگ عافہ اور سترگی کے	۰
۲۲۱	دل کی عطا یا عدم عطا کا ذکر کرنا۔	۰	۲۳۶	ما میں عدم ایسا کہ	۰
۲۲۲	جواب پیشہ سوال کے	۰	۲۳۷	ایک استدراجی صورت	۱۰۵
۲۲۳	مطابق ہونا چاہیے۔	۰	۲۳۸	نزدیکی اور الترازی جنگ	۰
۲۲۴	مفوضہ نمبر ۱۸۱	۱۰۴	۲۳۹	غیر کفر میں نکاح کے عدم	۰
۲۲۵	عالم کے جوئے کی توجہ میں	۰	۲۴۰	جواز کی علت فساد نہ نہیں ہے	۰
۲۲۶	مفوضات صبریہ	۰	۲۴۱	علت کے متعلق مقامہ شامی	۰
۲۲۷	شرف والی اور شرف عارضی	۰	۲۴۲	کی تفریح۔	۱۰۶
۲۲۸	ازل و کائنات	۱۰۳	۲۴۳	خون کی طارٹ سے	۰
۲۲۹	برادر کا فتویٰ دینے والے کے	۰	۲۴۴	عند التبرع بھی عیب ہے	۰
	کے متعلق حکم	۰	۲۴۵	بحث تاسع ۱ نمبر ۹	۰
		۰	۲۴۶	علم فتویٰ اور فقہ فتویٰ میں فرق	۱۰۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۲۰	بقول مفتی کو اجتہاد کی کوشش {	۲۵۱	NI	توحید کا خلاصہ	
	نہیں کرنی چاہیے۔ {	۲۵۲	۱۰۶	حضرت کی ذات پاک قس ہے	
۲۲۱	کسی مسئلہ کو دلائل کے ساتھ {	۲۵۳	۱۱۲	نور محمدی نور خداوندی ہے	
	ثابت کرنا اور ہے اور {	۲۵۴	۵	سوال	
	فتویٰ دینا اور ہے۔ {	۲۵۵		حضرت آدم علیہ السلام کی {	
۲۲۲	احقر کا بڑا ذریعہ عبادت ہے		۶	پشت میں اجر جمید تھے {	
۲۲۳	جو کہ میں غیر معتد ہیں اس {	۲۵۶	۶	ہزار اسید و مسیہ	
	سے فتویٰ دینا منع ہے۔ {	۲۵۷		حال کے تقویت پر کب {	
۲۲۴	دونوں طریق اور مسلمان کی دانی {		۱۱۳	نصیب نعمت۔ {	
	بھی کتب غیر معتبرہ سے مست {	۲۵۸	۸	روایت مفتی	
۲۲۵	کی ہائے کتب سے روک دیا {	۲۵۹	۱۰۹	اہل بیت کے نزدیک {	
۲۲۶	سیاحت اور وہ کا کو صحت {			اس کا حقیقت {	
	فناں اہل بیت ہے {	۲۶۰	۶	فرشتے کو چاہے یا نہیں لکھے {	
۲۲۷	نیا بیچ المودۃ عند رقتہ داری {			کا حکم	
	کی تصنیف ہے {	۲۶۱	۱۱۴	اشیاء میں تالیف	
۲۲۸	یہ کہن کہ فتویٰ قرآن و حدیث {	۲۶۲		دروازہ حدیث کے دروازے {	
	سے دینا چاہیے۔ ایک {			تعلیق۔ {	
	طرائی خیال ہے۔ {	۲۶۳	۱۱	حضرت برہہ علیہ السلام {	
۲۲۹	بکثرت و شرف نمبر {			اسد کے عیال ہیں۔ {	
۲۳۰	تکلیف پہلے آئندے ہے {	۲۶۴	۱۱۵	حضرت علی المرتضیٰ	
	بھی کے نور کو پیدا {	۲۶۵	۶	حضرت علی کی محبت حضرت	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	کی قیمت ہے	۲۷۵	۱۱۵	حضرت فاطمہ ستر ہزار حوروں کے ساتھ بی سرائے گزریں گی	۱۱۹
۲۶۶	جنت کے دروازے پر حضور اور حضرت علی کا نام	۲۷۸	۱۱۶	حضرت عذیبہ کیلئے دعا	۱۲۰
۲۶۷	حضور کا فرمان کہ علی میرے بھائی ہیں۔	۲۷۹	۱۱۷	حضرت سیدہ فاطمہ حوروں کی سردار ہیں۔	۱۲۰
۲۶۸	علی ہر نوکری کے دل میں	۲۸۰	۱۱۸	حضرت امام حسن علیہ السلام	۱۲۱
۲۶۹	حضور اور حضرت علی دونوں متعجب ہیں۔	۲۸۱	۱۱۹	حضور کا امام حسن کیلئے دعا فرمان	۱۲۱
۲۷۰	حضرت علی سر پہ ہزاروں کے ہیں۔	۲۸۲	۱۲۰	امام حسن تعجب رکھتے تھے	۱۲۱
۲۷۱	حضور کا رسا اور حضرت علی میرے گریب ہیں۔	۲۸۳	۱۲۱	حضرت ابو بکر کا امام حسن کو کھنڈھے پر تھا۔	۱۲۱
۲۷۲	حضور کا ارشاد کہ علی میرا خون ہیں۔	۲۸۴	۱۲۲	امام حسین علیہ السلام	۱۲۲
۲۷۳	حضرت سیدہ فاطمہ از ہر ام حبیبہ السلام	۲۸۵	۱۲۳	امام فضل کا غراب دیکھنا	۱۲۳
۲۷۴	ہزار چھوٹی کی کھنکھاتی ہیں	۲۸۶	۱۲۴	حضور کا حسین کا مہر رکھا	۱۲۳
۲۷۵	حضرت فاطمہ کی رونا میں	۲۸۷	۱۲۵	حضور نے فرمایا کہ حسین بھری بیٹی کے بیٹے ہیں۔	۱۲۴
۲۷۶	اللہ کی رضا ہے	۲۸۸	۱۲۶	حضرت نے فرمایا کہ حسین کی	۱۲۴
	جو سیدہ کی اوراد پر غم کو ہے	۲۸۹	۱۲۷	حضرت نے فرمایا کہ حسین کی	۱۲۴
	اس کیلئے ہلاکت ہے۔	۲۹۰	۱۲۸	نبی میری بہت ہے	۱۲۴
		۲۹۱	۱۲۹	حضور کا فرمان حسین بھوتے	۱۲۴
		۲۹۲	۱۳۰	سب اور میں حسین سے ہوں۔	۱۲۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹۱	حسین کا نسب حضرت کا نسب ہے	۱۲۴	۳۰۲	ایک صریح حکم	۱۲۸
۲۹۷	محمد بن حنفیہ کا ارشاد	۰	۳۰۵	متبنی حقیقی میا نہیں ہے	۰
۲۹۳	سوالات کے جوابات	۰	۳۰۶	ایک قبیلہ رسم	۰
۲۹۴	زید بن حارثہ کا واقعہ	۰	۳۰۷	متبنی کی بیوی سے نکاح	۱۲۹
۲۹۵	حضرت زید کو حکیم بن حزام نے	۱۲۵	۳۰۸	حضرت زینب کا نکاح اہل	۰
۲۹۶	انصاف سے زیادہ درست بات	۰	۳۰۹	مسئلے مستثنیٰ ہے۔	۰
۲۹۷	حضرت زید کی متبنی بننا	۰	۳۱۰	حضرت زینب کا نکاح اہل	۰
۲۹۸	حضرت زید کی رشتہ	۱۲۶	۳۱۱	کرمی سے ملحق نہیں رکھتا	۰
۲۹۹	کا مطالبہ کرنا۔	۰	۳۱۲	محمد مصعب کسی دربار حضرت	۰
۳۰۰	حبیب اللہ و اس کا رشتہ کسی	۰	۳۱۳	عمر کی روایت	۱۳۰
۳۰۱	معاذ کا بیعت کر کے نہ چھو کسی	۰	۳۱۴	عمر بن عبد الوہاب کی روایت	۰
۳۰۲	کو اختیار باقی نہیں رہتا۔	۰	۳۱۵	جعفر بن محمد کی روایت	۰
۳۰۳	حضرت زید کا زینب سے	۰	۳۱۶	عبد اللہ بن عمر کی روایت	۱۳۱
۳۰۴	نکاح کرنا۔	۰	۳۱۷	حضرت حقیل کا حضرت علی	۰
۳۰۵	حضرت زینب زید کو اپنے	۱۲۷	۳۱۸	پر نازل فرما ہے۔	۰
۳۰۶	برابر نہ سمجھتی تھیں۔	۰	۳۱۹	حضرت ام کلثوم بنت علی	۰
۳۰۷	حضرت زید کا حضرت زینب	۰	۳۲۰	کی رشتہ۔	۰
۳۰۸	کو طلاق دینا۔	۰	۳۲۱	ایک ہے علی اور ہے نو قوت	۰
۳۰۹	حضرت کسی مرد کے باپ	۰	۳۲۲	حضرت عمر فاروق کا فرمان	۱۳۲
۳۱۰	نہیں ہیں۔	۰	۳۲۳	کوئی شخص اپنے بھائی کے	۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۱۸	پیغام نکاح پر پیغام دے	۱۳۲	۳۳۱	حضرت ام کلثوم کی تاریخ وفات	۱۳۶
۳۱۹	نکاح ام کلثوم والی روایتیں	۱۳۲	۳۳۲	زید کو عہد الملک نے زہر دیا تھا	۱۳۷
۳۲۰	روایتیں مرفوعہ ہے	۱۳۳	۳۳۳	حضرت ام کلثوم کربلا میں	۱۳۷
۳۲۱	دریت کے اعتبار سے	۱۳۳	۳۳۴	تشریف لے گئی تھیں	۱۳۷
۳۲۲	حدیث پر تنقید	۱۳۳	۳۳۵	دارالافتاء نے صحیحین کی دوسری	۱۳۷
۳۲۳	اگر راوی خود اقرار کرے کہ اس نے	۱۳۳	۳۳۶	روایت کو ضعیف قرار دیا ہے	۱۳۷
۳۲۴	حدیث وضع کی ہے تو حدیث	۱۳۳	۳۳۷	حضرت کا فاضلہ بنو قریظہ	۱۳۷
۳۲۵	مرفوعہ ہے۔	۱۳۳	۳۳۸	میں پڑھتا۔	۱۳۷
۳۲۶	حدیث کے متن بہت کیسے	۱۳۳	۳۳۹	ابو سہیل کی طرف	۱۳۷
۳۲۷	کچھ انہوں میں۔	۱۳۳	۳۴۰	بکیر حسنین کی والدہ	۱۳۸
۳۲۸	شیخہ رادیوں کی داستان	۱۳۳	۳۴۱	کا نام ہے	۱۳۸
۳۲۹	شیخہ رادیوں کا مترج	۱۳۳	۳۴۲	اقامت کے بعد صرف	۱۳۸
۳۳۰	حضرت عمرؓ کے رشتہ نہیں لگا	۱۳۳	۳۴۳	میں سنت پڑھنا مکروہ ہے	۱۳۸
۳۳۱	حضرت عمرؓ فاطمہؓ کا مال غنیمت	۱۳۳	۳۴۴	بخاری شریف میں بعض	۱۳۸
۳۳۲	کا چادری تقسیم کرنا	۱۳۳	۳۴۵	احادیث ضعیف بھی ہیں	۱۳۸
۳۳۳	امام بخاری نے نکاح ام کلثوم	۱۳۳	۳۴۶	حضرت زینب علیہ السلام	۱۳۸
۳۳۴	کا تذکرہ نہیں کیا۔	۱۳۳	۳۴۷	کا نکاح ابو العاصی کے ساتھ	۱۳۸
۳۳۵	لفظ جنک کا اصل مفہوم	۱۳۳	۳۴۸	ہوا تھا۔	۱۳۹
۳۳۶	حضرت ام کلثوم کی پیدائش	۱۳۳	۳۴۹	جواب	۱۳۹
۳۳۷	حضرت ام کلثوم کے مفروضہ	۱۳۳	۳۵۰	فاطمہؓ کی تاریخ وفات	۱۳۹
۳۳۸	نکاح کی تاریخ	۱۳۳	۳۵۱	شقی سے ہوا تھا۔	۱۳۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴۳	شیعہ کے نبیہ اول اور شہید تالی	۱۴	۲۵۸	امام شعرانی کا قول مرجع ہے	۱۲۵
۲۴۴	اموی دور حکومت	۰	۲۵۹	ادب سے جہی ہے کہ نکاح {	
۲۴۵	اموی شہزادے کیساتھ نکاح		۱۳۶	نہ کرے۔	
	والی روایت درایت کے کاغذ		۰	حضرت کے شہر کا ادب	۰
	سے موصوع ہے۔		۰	حضرت امیر ملت کا واقعہ	۰
۲۴۶	حضرت عمر فاروق کا فرمان	۱۳۱	۲۶۲	یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا	۰
۲۴۷	کسی انفرادی فعل شرعی		۲۶۳	حضرت امیر ملت نے سات {	
	اموال کو متاثر نہیں کرت		۰	پرسوں میں فرض عطا کیا تھا	۰
۲۴۸	سوال	۰	۲۶۴	اشہد ان الخلق	۱۳۸
۲۴۹	مختار کا کتب	۰	۲۶۵	امرت سے کئے کر دئی {	
۲۵۰	مداوات کے سبب کا استنا	۱۳۲		ہے تاکہ سے کھدائی	۰
۲۵۱	سبب میں حیب کا راجع ہوا	۰	۲۶۶	میرفت کا توی	۰
۲۵۲	فتادی رضویہ پر تبصرہ	۰	۲۶۸	اگر دُرد شریف - پڑھا جائے {	
۲۵۳	تفتیات اور تعرواات کر بظہر {			تو دُعا آسمان اور زمین کے	
	مسد پستیں کرنا درست نہیں ہے {	۱۳۳	۱۳۸	در میان مُعلق رہتی ہے۔	
۲۵۴	رشتہ ازدواجی میں خشک		۲۶۸	دعا کے ساتھ دُرد شریف {	
	ہر یکے بعد دیگر میں شروع ہوگی {	۱۳۴	۰	کو بھی شامل کرنا چاہیے۔	۰
۲۵۵	ایک سوال	۰	۲۶۹	دُعا عبادت کا معجز اور خلاصہ ہے	
۲۵۶	علامہ شعرانی کے مختلف اقوال	۰	۲۷۰	نکاح کا شرعی معنی	۱۳۹
۲۵۷	پیر و مرشد کی بیٹی سے نکاح {		۲۷۱	نکاح کے معنی ملتے ہیں {	
	ذکر نا چاہیے۔	۲۵		چار توں ہیں۔	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۷۲	نکاح کے اصل معنی تقدیر کے ہیں	۱۳۹	۳۷۳	نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے	۱۵۰
۳۷۳	نکاح کے پتے بھی چار عقبتیں ہیں	۳۸۷	۳۷۴	ایک اعرابی کا حضور پر نفرت ہے	۳۸۸
۳۷۴	سجڑہ کا منطوق نہ کرنا	۱۵۱	۳۷۵	اعرابی کا حضور کے ہاتھ پاز نہ کرنا	۳۸۹
۳۷۵	عورت خاوند کے مال کی حفاظت کرے	۳۹۰	۳۷۶	بزرگ چاہیے اور بزرگ کو	۳۹۱
۳۷۶	عورت پر لازم ہے کہ وہ	۳۹۱	۳۷۷	خدا کے حقوق اور اگر سے	۳۹۲
۳۷۷	اوسب کی بحث	۳۹۲	۳۷۸	نبوت و رسالت کا احترام	۳۹۳
۳۷۸	نبوت کی سب سے بڑی بات	۳۹۳	۳۷۹	حضرت سابت بن قیس کا قول	۳۹۴
۳۷۹	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۴	۳۸۰	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۵
۳۸۰	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۵	۳۸۱	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۶
۳۸۱	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۶	۳۸۲	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۷
۳۸۲	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۷	۳۸۳	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۸
۳۸۳	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۸	۳۸۴	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۹
۳۸۴	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۳۹۹	۳۸۵	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۰
۳۸۵	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۰	۳۸۶	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۱
۳۸۶	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۱	۳۸۷	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۲
۳۸۷	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۲	۳۸۸	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۳
۳۸۸	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۳	۳۸۹	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۴
۳۸۹	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۴	۳۹۰	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۵
۳۹۰	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۵	۳۹۱	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۶
۳۹۱	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۶	۳۹۲	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۷
۳۹۲	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۷	۳۹۳	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۸
۳۹۳	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۸	۳۹۴	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۹
۳۹۴	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۰۹	۳۹۵	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۰
۳۹۵	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۰	۳۹۶	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۱
۳۹۶	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۱	۳۹۷	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۲
۳۹۷	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۲	۳۹۸	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۳
۳۹۸	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۳	۳۹۹	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۴
۳۹۹	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۴	۴۰۰	حضرت سابت بن قیس کی تہذیب	۴۱۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۹۹	امام احمد بن حنبل کا ارشاد گرامی	۱۵۹	۳۱۲	اہل بیت سے نژاد گون ہیں	۱۶۵
۴۰۰	اہل بیت کرام سیدہ نجا ہیں	۱۶۰	۳۱۳	صاحب مدنی بھی حضرت کی	
۴۰۱	ادب و احترام کی توفیق			اولاد سے ہوں گے۔	۱۶۶
۴۰۲	حضرت زید کسب رسول		۳۱۴	مقام ابن ہمام کا قوی	
	سے ملکہ کیا گیا۔		۳۱۵	غیب کی تصریح	۱۶۷
۴۰۳	حضرت زید کا ذکر جادوان	۱۶۱	۳۱۶	حق سائل قرآن و حدیث	
۴۰۴	حضرت زید کا نام جب قرآن			سے مستند ہیں	۱۶۸
	پاک میں پڑھا جلتے قرآن		۳۱۷	انہوں کے معنی	
	نبیوں میں ہیں۔		۳۱۸	مقبیہ چیزیں	
۴۰۵	اخلاص	۱۶۲	۳۱۹	حرام گروہی کا فرمان	۱۶۹
۴۰۶	طہارت سے حضور کے		۳۲۰	رائے برداشتہ کا ذکر	
	نسب میں کوئی ترکیب		۳۲۱	شریعت سے اہل بیت کی	
	نہیں ہے۔			تعلیم کو لازم قرار دینے	
۴۰۷	اصحاب یمن اور سابقین		۳۲۲	حضرت امیرت کا ارشاد گرامی	
۴۰۸	حرب قبائل چھ طبقات		۳۲۳	مولانا بکر العلوم فرماتے ہیں کہ	
	پر مشتمل ہیں۔			حضرت کا کوئی نام شکل اور ہم	
۴۰۹	حضور کا ارشاد کہ میرا جی بیت			کفر نہیں ہے۔	۱۷۰
	میں ہوں سے پاک ہیں		۳۲۴	حضرت امیرت سے بھی دلی	
۴۱۰	حضرت ام سلمہ کو فرمایا کہ			کی وصایا عدم رمنا کا ذکر	
	توبہ دلائی پر ہے۔			نہیں کیا۔	
۴۱۱	اسد کے ارادہ میں تبدیلی	۱۷۱	۳۲۵	ایک مسئلہ حقیقت	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۲۶	حضور کا اپنی اُمت کو نصیحت کرنا	۱۴۰	۳۲۸	ولی کی اولاد کی عزت	۱۴۳
۳۲۷	حضرت حسن بصری کا واقعہ	۱۴۱	۳۲۹	سادات کے ساتھ حسین	۱۴۴
۳۲۸	حضرت امام حسن مجتبیٰ کا ارستار	۱۴۲	۳۳۰	احتماد رکھنا چاہیے	۱۴۵
۳۲۹	المران میاں اپنے آپ کا	۱۴۳	۳۳۱	اولاد کا اپنے باپ سے غمی رشتہ	۱۴۶
۳۳۰	طرف ہی منسوب رہنا ہے	۱۴۴	۳۳۲	مطلق نہیں ہوتا	۱۴۷
۳۳۱	جو سادات عقیدہ اور عمل میں کوتاہی کرتے ہیں ان کا احترام عمل ضروری ہے	۱۴۵	۳۳۳	جن دوزخوں کا باپ صاحبِ اُنیک تھا	۱۴۸
۳۳۲	حضرت عبد بن مسعود کی حدیث کے بارے میں روایت	۱۴۶	۳۳۴	حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ارتداد	۱۴۹
۳۳۳	عبد اللہ بن مبارک کا فرماں	۱۴۷	۳۳۵	سادات کے نسب کا احترام لازم ہے	۱۵۰
۳۳۴	عبد اللہ بن مبارک کا خواب	۱۴۸	۳۳۶	ساحبِ شفقہ انصاف کی حد تک	۱۵۱
۳۳۵	امیر تمبورنگ کا واقعہ	۱۴۹	۳۳۷	دلہن کے سر پر نقیبہ	۱۵۲
۳۳۶	آلِ محمدؐ کی محبت ساری جہر کی عبادت سے بہتر ہے	۱۵۰	۳۳۸	جنہیں پہنچ سکتا	۱۵۳
۳۳۷	کبھی سید کا بے عمل ہونا اس کو اہل بیت سے خارج نہیں کرتا	۱۵۱	۳۳۹	غیر گھروا میں نکاح منع ہے	۱۵۴
۳۳۸	کراہی میت سے طہارح نہیں کرتا	۱۵۲	۳۴۰	ہونے کی شبہ و حدیث ہے	۱۵۵
			۳۴۱	صاحبِ شفقہ انصاف کی حد تک	۱۵۶
			۳۴۲	کامطلب	۱۵۷
			۳۴۳	نقیبہ کا ظہر برداری کی حد تک	۱۵۸
			۳۴۴	ایک ستر لطیف	۱۵۹
			۳۴۵	فقیہ کا دورِ روايت کے مطابق ترقی دینا	۱۶۰
			۳۴۶	ایک فسط نہیں	۱۶۱
			۳۴۷	دعوتِ رسولؐ اعظمؐ بالصواب	۱۶۲

پیش لفظ

ذریعہ کتاب "حسب و نسب" میں مسند کی تشریح کی گئی ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید علی مرد کے ساتھ کیا ہی نہ ہو۔ پر میں جوتا کیونکہ حق، کہ وہ سے یاں "یہ ہے" غیر کہہ میں نکاحا منقذ ہیں جوتا اہل غیر کو میں نکاح منقذ۔ جسے کی اہم عزت اور نام و آواز کی دست سے۔ علامہ شاہی غیر کفر میں نکاح کے منقذ نہ ہونے کی علت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وہو عدم نصہ فہو عدم ذوق حرمہ"۔ کہ اس نکاح کے منقذ نہ ہونے کی اس روایت پر رد و جواب ہے اور اہل کتاب کے کہ جب نکاح غیر کفر میں ہوگا تو داروں کے لیے موجب ذمہ داریوں ہے۔ پامتہ تک وہاں ہونا۔ مگر کسی عام مسلمان کی توہین و رداست میں کرتا، یہ کچھ ہو سکتا۔ اسلام عام ہونے کی توہین نہ سب کہہ حاکم عام ہوتا ہے۔ نہ سالت کی علت و علت کہہ یہ سبہ شمار مخصوص تشریح موجود ہیں۔ درایت چہرہ کس شخص ہے نہ حضور صلی علیہ وسلم کی محبت و تعظیم فرض اور واجب۔ ایمان ہے جب حضور کی محبت و تعظیم فرض اور واجب ایمان ہوتی تو حضور کی ولادت کی محبت بھی فرض اور جزو ایمان ہوگی۔ اسی وجہ سے آج تک حضور امت مسلمہ سے کسی سے بھی اسی مسند میں کسی اختلاف نہیں کیا کہ تمام امت مسلمہ منقذ طور پر کلمہ رسول اور عزت نبوی کی قطع کے قائل ہیں، مگر آلہ رسول ہونے کی حیثیت سے حضور کی تمام ولادت یعنی مساوات خواہ ان کا سلسلہ کتنا ہی بعید بھی ہو قاطبی عزت و احترام میں سیدنا امام شافعی ہی اللہ عزوجل سے جب دیکھا کہ کچھ لوگ اس میں کوتاہی کر رہے تھے ہیں تو آپ نے چند اشعار میں اپنے لوگوں کی سخت مذمت فرمائی، وہ تعداد یہ ہے: ۱۔

یاد کیا فتنہ بالمعصیہ میں سے
 حقاً تو یہاں الحقیقہ ہی ہو
 اور کلامِ رضا حیدر آلِ محمد
 وہ ہے بساکنِ حیمہ اور ہمس

ترجمہ: اے شہ سوادستی کی فراہمی کے قریب مکہ جاؤ اور جب سح کے وقت ہمارے ۲۴ مسیوہ ایک خانہ میں

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حقوق سے کوئی بھی نکاح میں آپ کے بی بیٹ کا ہم کنوہ نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضور کی طرف منسوب ہے اور حضور کی اولاد کا سوائے حضور کی اولاد کے کوئی دوسرا ہم کنوہ نہیں ہے اور مفتی ہا (جس پر فتویٰ ہے) حدیث کے مطابق ہم کنوہ ہونا صحبت نکاح کے لیے مشروط ہے۔ جب کنوہ نہ ہوگی تو بی بی و عورت نکاح منع نہیں ہوگا۔ اگر کسی غیر سیدہ نبی نے سادات کی لڑکی سے نکاح کیا تو نسب رسول کی توہین ہوگی اللہ نسب رسول یا اولاد رسول کی توہین ایمان کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبردستی مسئلہ۔ اگرچہ ظاہر میں ایک فقہی جزیہ معلوم ہوتا ہے لیکن اپنے نتائج کے لحاظ سے عقائد سے متعلق ہے۔ اور عقائد میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبوت کی معمولی توہین اور گستاخی مسلمان ہونے کے بکسر مٹاتی ہے۔ جب یہ مسئلہ مرتبہ نتائج کے لحاظ سے عقائد سے متعلق تھا تو میں نے دیکھا کہ ۱۲۰ وقت بعض لوگ یہ کہہ کر کہ "مردی عورت کسی قوم یا برادری سے تعلق رکھتا ہو وہ سیدہ زدی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے" اس سے یہ طرف سادات کی توہین کے ہی مرتب نہیں ہونے بلکہ عام مسلمانوں کے عقائد میں بکسر پیدا کر رہے ہیں تو میں نے لپیٹ اللہ کی رحمت و مہربانی کی خاطر وہ مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ کے بہتر طریقہ کن بہ حسب و نسب ترتیب دی اس کی تحقیق اور تفصیل پر میں نے محنت کی۔ دوسری طرف میری ذاتی حالت مانع نہ تھی۔ سب سے بڑی وجہ اس سے منع نہ تھی کہ اس کی زندگی میں سکون احمیوں کا تعلق ہونا سے دلچسپی اور سے کسی نظر میں آتا تھا۔ پس اس کے ساتھ میری امیدیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وابستہ تھیں کہ وہی تو ایک ذات ہے جو کہ میرے لیے سکون و اطمینان کے مہاب پیا ارا سکتا ہے اللہ مجھے اس کی بے پایاں رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے جو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک اللہ اس کی آنکھ کے صدف مجھ پر بھی پناہ خاص مکر و کم فرمائے۔ کیونکہ وہ انا رحیم اللہ کریم ہے جس سے زیادہ تصویر نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لطف و کرم کو بیش نظر رکھتے ہوئے میں نے "حسب و نسب" کو لکھنا شروع کیا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس ایک فقہی جزیہ کا مضمون انا بھیجی جائے گا کہ میرے لیے اس کا ہمیشہ مشکل ہو جائے گا اور نفس مسئلہ کے علاوہ مجھے حوالہ جات کو بھی جمع کرنا تھا بعض دفعہ مجھے ایک ایک حوالہ پر رات اللہ دن صرف کرنا پڑتا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جس حوالہ یا جزیہ کو مجھے تلاش کرنا ہوتا وہ میں تلاش کر ہی بیٹا آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اللہ ہی اس کتاب حسب و نسب کو اس شخصیت کی طرف منسوب کرتا ہوں جو اس وقت دنیا نے اسلام میں اپنے علم و فکر کے کاغذ سے اپنی مثال آپ ہیں

اللہ اپنے حسب و نسب کے لحاظ سے تجزیہ و تفریق حسنِ حسینی سیدہ ہیں جن کی زندگی کا حاصل بھی خاندانِ نبوت کا ادب و احترام ہے۔ اس عظیم شخصیت سے میری مراد بقیۃ السلف، حجت الخلفاء و منکر اسلام علامہ پرستید علیہ السلام اور شاہ صاحب گیلانی رحمت برکاتہم العالیہ ہیں۔ جب حسب و نسب کا مسوہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو فرمایا فرماتے کے بعد اجلاس خیال کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب حسب و نسب اپنے موضوع کے لحاظ سے اعتبار سے بول اللہ تو کتاب ہے۔ اس سے قبل ایسی کتاب دیکھنے میں نظر نہیں آئی۔ جس میں "سفر میں" بھی فاضلہ "پرستید" کا شکر گزار ہوں۔ چوں جنہوں نے حسب و نسب کے چھپوانے اور شائع کرنے کا انتظام پایے وہ لیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو جہنم کی عذبت اور رحمت اللہ اور اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مفتی مسعود رحول

دعایہم تمامہ علیہ

سہ

(۱) پیشہ، سب کے لحاظ سے مرد کا خاندان عزت کے قاعدہ کے برابر چاہیے۔ اگر مرد کا خاندان عزت کے خاندان
 سے الگ ہو تو وہ عزت کے لیے کمزور نہ ہوگا۔ پھر نسب کے لحاظ سے کمزور ہوتا۔ عروا کے بے سببیوں کے لیے نہیں
 کیونکہ جی لوگ اپنا سبب فاش کر چکے ہیں۔ فقہ کرام فرماتے ہیں لا العصب ضیعوا العصبہ اشرع ذلک منہ ۲۵۔
 بکرانی ص ۲۵، طحاوی ص ۲۵، جب جی لوگوں کے سبب کا عقیدہ نہیں تو اسی وجہ سے جی مرد عربہ عزت کے لیے کمزور
 نہیں ہوگا، العصب لا یکنون کمزوراً للعربیۃ ولو کان العصبی عالماً لم یطعنوا وھو الاصل، درکنار ص ۲۵، ظاہر
 الروایۃ انہ لا یکونوا عصباً لہدھب (سکتہ الخاق ص ۲۵)، ظاہر الروایۃ ان العصبی لا یکنون کمزوراً للعربیۃ
 بکرانی ص ۲۵، جی اگرچہ بادشاہ عالم ہی کیوں۔ مرد عربہ عزت کے لیے کمزور نہیں ہو سکتا ہیں طہر روایت سے
 اور یہی خدیب ہے اور یگانہ ص ۲۵، اور درکنار ص ۲۵، جی سے العصب مدی النصب وانما عصب کمزور للعربیۃ کما فی
 النیب شیخ درکنار ص ۲۵، فتاویٰ عالمگیری میں ہے والاصل لا یکنون کمزوراً للعربیۃ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰) پس
 صاحب منصب و عاویہ صاحب مرد عربہ عاویہ کے لیے کمزور نہیں ہو سکتا جیسے کہ بتایا میں ہے ہدف دی عالمگیری میں
 اسی کو صحت کما گیا ہے اور ہدف واضح ہے کہ سبب سبب جس کا مرد بادشاہ عربہ عزت کے لیے عاویہ ہدف کے مدعی کمزور
 نہیں ہوگا تو یہ سبب عاویہ کے لیے عورت جن کو نہیں ہوگا۔ اور یہ ہدف ہی مسئلہ ہے کہ فتویٰ طہر روایت پر ہونا ہے
 اسی وجہ سے مسئلہ حلیہ نہیں ملتا برہنہ۔ اولیٰ طبقہ وہ مسائل میں جو طہر روایت سے ثابت ہیں طبقہ دوم وہ مسائل
 میں جو طہر روایت سے ثابت ہیں طبقہ سوم میں وہ مسائل میں جو طہر روایت سے ثابت ہیں طبقہ چہارم میں وہ مسائل
 خود اجتہاد کے ثابت کیے ہیں جن کو فتاویٰ اور روایات سے ثابت نہیں ہیں۔ شاہد اول فقہ محدث و جوی ہدفی مشہور ہے ہدف
 الجدید میں مفتی مسلمان کی نہیں نہیں بیان کی ہیں۔ قول قسم وہ ہے جو طہر روایت سے ثابت ہوں اور ان کا حکم یہ ہے
 کہ فتویٰ میں جہاں تک قبول کیے جائیں۔ ورنہ یہی قسم وہ ہے جو نہ طہر روایت سے ثابت ہوئی ہیں۔ اسی کا حکم یہ ہے
 کہ اگر اصول کے حوالے ہوں تو مشہور کیے جائیں ورنہ نہیں قسم تا طریقی کی تخریک ہے کہ اس کا مجموعہ مفتی نہیں
 ہیں۔ پس ان کو اصول اور حکام مطلق کے نظائر کے مطابق کیا جائے۔ اگر مطابق ہوں تو قبول کیا جائے ورنہ ملکہ کی جائے۔
 ظاہر روایت امام محمد ہدفی مشہور ہے کہ وہ چھ کتب ہیں جن میں انہوں نے امام ابو حنیفہ ہدفی مشہور۔ امام ابو یوسف
 ہدفی مشہور اور اپنے مفتی علیہ مختلف فیہ سبب مسائل لکھ دیئے ہیں یعنی مسودہ روایات، جاح صغیر، جامع کبیر،

لہ بتایا فی معرفۃ الاصول و التقریرات فقہی کی کتاب ہے، تفصیل بحث تا شیخ میں دیکھیے

یہی فتح القدر میں اس کی تفصیل ملتی ہے مصنف القرن ص ۱۰۱۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ حدیث جابر میں اختلاف اور قابل
استدلال ہے۔ جب اس حدیث جابر کی صحت غلام ابن بہام، عائد ابن جبر، عثمان بن زکریا، جابر بن عبد اللہ بن
ابن کوفہ، استدلال اور قابل بحث سمجھتے ہیں اور فقہاء، اصناف میں کو کفو کے معبر ہونے پر بعد دلیل پیش کر رہے ہیں
تو یہ حدیث بھی ہے۔ ہذا ہمارے سامع کا یہ کہنا کہ کفو کا اصلاً اعتبار نہیں ہے، صرف غلط ہی نہیں بلکہ باطل
بھی ہے۔ دیکھئے عقیدہ حنفیہ لکھن میں کفو کے معبر ہونے کے متعلق لکھتے ہیں قدوری ص ۱۰۱۔ فقہ النکاح
معتبرۃ "قدوری ص ۱۰۱" پایہ میں ہے "الکفاۃ فی النکاح معتبرۃ" ج ۱ ص ۲۹۱۔ غلام زبیری لکھتے ہیں "اصول
الکفاۃ معتبرۃ فی النکاح" زمینی شریعت گزشتہ ص ۱۰۱۔ غلام زبیری فرماتے ہیں "ان الکفاۃ معتبرۃ" حاشیہ ص ۱۰۱،
غلام ابن بہام کہتے ہیں "الکفاۃ" فقہ النکاح معتبرۃ "فتح القدر ص ۲۹۱" حاشیہ شریعت ج ۱ میں ہے "فقہ معتبرۃ
فی النکاح" در لکھن میں ہے "تفسیر الکفاۃ" للزور ص ۱۰۱۔ در لکھن ص ۲۵۔ قدوری قاضیخان میں ہے "الکفاۃ
معتبرۃ فی النکاح" قدوری قاضیخان ص ۲۹۱۔ قدوری قاضیخان میں ہے "الکفاۃ معتبرۃ فی النکاح" للزور
ص ۱۰۱۔ کما فی "عسط السوسنی" شامی میں ہے "فی طہارۃ علیہم مناشعہ فی النکاح معتبرۃ"۔ در لکھن ص ۲۵
ان عبارت سے ثابت ہو کہ غلام زبیری کفو کا اعتبار نہیں کرتے۔ غلام زبیری کہتے ہیں کہ غلام زبیری سے حاشیہ
در میں لکھا ہے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" اور "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے
اس کے تابع لکھتے ہیں "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے
عن ابی حنیفہ لہذا احتکارہا روا لہما روا لہما ص ۲۵۔ اور "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے
اس میں لکھ کر اختیار کرتے ہیں: "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے
ہو سے میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قول کو جو ہے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے
کے روایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قول نہیں تھا کہ کفو میں اعتبار نہیں ہے بلکہ امام زبیری نے یہ قول امام زبیری اور
سفیان ثوری کا یہاں سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے
حدیث موجود نہیں تھی حاشیہ در میں غلام زبیری نے یہ تصدیق کر لی تھی اور اس میں غلام زبیری کا حالہ صدر
شامی نے کر دیا دیکھئے قاضیخان لکھتے ہیں "الکفاۃ معتبرۃ فی النکاح" خلافاً لما لا یجوز وجہہ اللہ تعالیٰ۔ ہذا
وجہاً علیہ من المصنوعات من حیث ان اللہ علیہم احصیٰ وعن النکاح رضی اللہ عنہ انہ احدہما لیس
قدوری قاضیخان ص ۲۹۱۔ کہ کفایت نکاح میں معتبر ہے لیکن امام زبیری نے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" سے

یہی ہیں اور کرنی ہے ہی ان کا قول یہ ہے قاضی نہیں ہے جب تعزیر کر دے کہ کرنی ہے امام مالک اور صفیاء و غیرہ کا
 قول یا ہے تو بے تہہ ہر سے کہ امام کرنی ہے ابو حنیفہ کا قول نہیں یا کیونکہ ابو حنیفہ سے کلمہ کے غیر مستبر ہوئے ہیں
 کوئی قول ہو رہا ہے تھا جب تعزیر مستند ہو تو پھر کہ کہ قرآن قیاسی یہ ہے کہ کلمہ کے غیر مستبر ہوئے ہیں یا ابو حنیفہ
 کا قول ہو رہا ہے صراحتاً غلط ہے کیونکہ ابو حنیفہ سے کلمہ کے غیر مستبر ہوئے ہیں کوئی روایت ہی نہیں ہے پھر جبکہ قاضی مالک
 تعزیر کر دے ہی کہ امام کرنی ہے امام مالک اور صفیاء ثوری کا قول یہ ہے تو پھر قاضی مالک کا بھی قول مستبر ہو گا۔ علامہ
 فرج اور علامہ شامی کا قول مستبر ہیں ہر گاہ کیونکہ قاضی مالک ثقیل کے "جہود غائض" یعنی حنفی مالک سے تعلق رکھتے ہیں۔
 ان کا منصب ہے کہ وہ صاحب صاحب ہے کہ کوئی نفس صریحاً ہو تو یہ صاحب ذہب کے معقول کردہ قواعد و ضوابط کے
 مطابق اجتہاد و استنباط کرتے ہیں۔ ان کا قول مستند علیہ ہوتا ہے اسی لیے علامہ قاسم نطنجی کہتے ہیں قاضی صاحب
 اجداد میں بدستند علیہ و قصاص حد مقدم علی تصحیح غیرہ مگر قاضی مالک کسی مسئلہ کی کسی کے مقابلہ
 میں نصیح کریں تو قاضی مالک کی نصیح کو اختیار ہو گا۔ بعد جب قاضی مالک سے تعزیر کر دی ہے کہ "باز کرنی ہے امام
 مالک اور صفیاء ثوری کے قول کہ صریحاً ہے تو ثابت ہو گا۔ ابو حنیفہ مالک میں کلمہ کے مستبر ہونے کے تامل
 میں کی بے حقیقت دیکھ سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے مقدم ہیں وہ کفایت لی سکے کے تامل میں امام ابو حنیفہ سے
 کوئی مستند علیہ روایت ہی کے خلاف مروی نہیں ہے۔ اہل حقیقت و حق پر مبنی ہی فرماتے ہیں لکن وہ نصیر
 کہ ممکن ہیں کلمہ کا اختیار ہے (فتاویٰ صوبہ ملتان) مریک فقہاء صحیحہ صراح میں بعد کو مستبر کہتے ہیں۔ وہ یہ بات بھی
 پیش نظر ہے کہ مسئلہ کفایت میں ایک ہی روایت سے اور دوسری میں بن زیاد کی روایت ہے تفصیل کے لئے یہی ہے
 لیکن معنی ہا روایت حسن بن زیاد کی ہے۔ فتاویٰ قاضی مالک میں ہے "ان لم یکن کلمہ الا یحوی الزکاح اصلاً
 وهو المختار" روایہ الحسن قال الشیخ الامام شمس الامین السرخسی روایہ الحسن
 اقرب فی الاحتیاط اور اگر کلمہ جو قرآن کا باطل ہی مستند ہیں ہر گاہ کہ ہمارے زمانہ میں جس میں روایہ کی
 روایت ہی مختار ہے۔ شمس الامین سرخسی فرماتے ہیں کہ حسن بن زیاد کی روایت مستجاب کے بہت قریب ہے۔
 اور علامہ شامی نے لکھا ہے "و تعتبر الکلام فاللغزوم الکلام" ہی علی مظاهر الروایة و لصحة علی روایة
 الحسن السرخسی و روایت حسن بن زیاد کی ہے۔ ظاہر روایت کے مطابق نکاح کے مزم میں کفایت معتبر ہے۔
 اور حسن بن زیاد کی روایت یہ ہے کہ کفایت نکاح کی صحت کی شرط ہے اور یہی معنی ہے۔ ہمارا سامع یہ بھی
 لکھتا ہے کہ علامہ شامی اور دیگر فقہاء نے ظاہر روایت کو چھوڑ کر امام حسن بن زیاد کی روایت پر مبنی دے کر

مطالعہ اصول کیا ہے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ فتویٰ ظاہر روایت کے مطابق ہوتا ہے اور جب دو روایتوں میں تضاد پیش
 ہو جائے تو پھر بھی فتویٰ ظاہر روایت کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ اس کی غلط فہمی ہے کیونکہ اس اصول پر اس وقت عمل
 ہوتا ہے جب کہ فقہاء یہ تصریح نہ کریں کہ فتویٰ ظاہر روایت کے خلاف ہے، اگر فقہاء ظاہر روایت کے خلاف کسی دوسری
 روایت پر فتویٰ دے کر یہ کہتے ہیں کہ فتویٰ کے لیے یہ مقام روایت سے اور اس کے اقرب الیٰہی صحت یا ط ہے اور یہ ایک مساد
 نہاد کی وجہ سے فتویٰ کے لیے مختار ہے اور اس کی پر فتویٰ ہے تو نئے تقریحات ہونے پر اس اصول کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے
 پس بڑا بلکہ اس اصول سے یہ قاعدہ گریا کہ سستی ہو گا کہ برکت تہذیب فتویٰ ظاہر روایت پر ہو گا لیکن اگر فقہاء تصریح
 کر دیں کہ فتویٰ ظاہر روایت پر نہیں ہو گا بلکہ دوسری روایت پر ہو گا تو یہ اصول کے خلاف نہیں ہے بلکہ اصول سے اقرب
 الیٰہی صحت یا ط ہے یہ صورت سستی ہو گی جیسے کہ مسئلہ زیر بحث میں اگر آراء مختلف ہوں تو یہ صورت سے
 غیر کفایت ہوتی ہے تو ظاہر روایت کے مطابق نکالنے کے بعد میں کلمات مستتر ہے لیکن میں بن زیادہ کی روایت کے
 مطابق اس روایت کی صحت کی مشروط سے وہ فتویٰ ہی برے کہ نکالنا بالکل منقطع نہیں ہو گا۔ اصول تو یہ ہی ہے
 کہ مخالف روایت کے مطابق ہوتا ہے میں اس پر عمل ہی رفت ہو گا جب فقہاء ظاہر روایت نے خلاف کسی اور
 روایت پر فتویٰ دینے کی تصریح نہ کریں اگر تصریح کر دیں تو پھر مستویٰ ظاہر روایت پر ہو گا بلکہ دوسری روایت پر
 ہو گا میں اس کے ساتھ ہوتا ہے یہ صورت بھی حرجی کہ میں سے خلاف اصول مستویٰ دے دیا بلکہ یہ لوگ ہم سے
 فتویٰ کے اصول کو یاد دہا رہے ہیں یہ بھی نہ کا یہ اصول ہے کہ جب کسی دور سے ظاہر روایت سے خلاف فتویٰ
 دے دیں تو فتویٰ اس روایت پر ہو گا ظاہر روایت پر نہیں ہو گا جیسے کہ شمس المآثر شرعی اللہ تعالیٰ علیہ السلام اور علامہ ابن
 ابراہیم نے تصریح کی ہے کہ فتویٰ حسن بن زیاد کی روایت پر ہے وہ ظاہر روایت پر نہیں ہے اعلیٰ حضرت قاضی
 بریلوی بھی لکھتے ہیں یہ اصول بعد ازہو احدہ وهو المختار للمستویٰ لعدا المردن کہ اگر نکالنا
 غیر کفایت میں ہو تو اس کے خلاف ہو گا بالکل مستویٰ دیا جائے گا اور اس قول خداوند کی وجہ سے فتویٰ کے لیے
 مختار ہے۔ رفت و کا مضبوطی سے یہ بھی نہ کیا جائے گا کہ اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی نے خلاف اصول
 فتویٰ دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے معاملہ کے خلاف فتویٰ جو گئی ہے کہ فقہاء خلاف اصول فتویٰ دے رہے
 ہیں۔ خلاف اصول میں وقت بات ہوتی جب فقہاء دوسری روایت کے مفتی بن زیاد کی تصریح نہ کرتے جب بڑے
 ترسہ اور فقہاء نے تصریح کر دی ہے کہ فتویٰ حسن بن زیاد کی روایت پر ہے تو پھر یہ خلاف اصول نہیں ہے بلکہ
 یہ ایک مستثنائی قاعدہ ہے جس کے مطابق حسن بن زیاد کی روایت کو قابل فتویٰ مسترد دیا گیا ہے۔ اور فقہاء

اور میں سے معاشرہ جو یہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کا نکاح رید بن عمار سے کیا تھا اور اپنی دونوں صاحبزادوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کیا تھا اور حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق سے کیا تھا اور امامہ صدیقہ کا نکاح عمار بن عبد ربیع بن عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ تمام خبر کتب میں پونے تھے قرآن کے جوابات آئے آ رہے ہیں۔ دینی برہمنی جید مصلحت کی ڈکی ضہدہ کا نکاح جو مت دیوبند اسوہ سے کیا گیا تھا اور ابو جہد کا نکاح ابو جہد کی عورت سے ہوا تھا اور حضرت بلال کا نکاح ایک انصاری عورت سے ہوا تھا اور ان کے بعد مت قیس کا نکاح سامیہ رید سے ہوا اور تمام نکاح میر کتب میں تھے تو اسکا جواب یہ صاحب مباحث مقرر کیجئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں متعدد نکاح اس طرح فرمودہ ہیں اسکی قسم کی دینی مصداق کی بنا پر بیٹے لکھے تھے سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور صرف انقرآن مثلاً "صاحب مباحث انقرآن کی کلام کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسے نکاح ہوتے ہیں میر کتب میں تو اسکی سے یہ لازم نہیں آتا کہ عبادت کی ہی میں ہو جائے بلکہ جہاں تک کتب کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ برقرار ہے نہ کہت میں کتب کا اعتبار یہ جائے گا۔ ان روایت کے میں متبرکہ جہاں چاہئے تو وہ ساتھ ساتھ ثابت ہو جائے گا۔ علاوہ کتب کا اس میں متبرکہ کا دل صحتی منہ سے وہی عہد مبارک کا بیان ہے تمام مسلم کے ساتھ رہے و خود نہ کہ کسی سے کسی تعلق کتب میں نہیں ہوتی دیکھئے صاحب مباحث انقرآن لکھے ہیں صاحب یہ ہے کہ کتب میں عبادت و عبادت کی عبادت ربا میں مطلوب ہے تاکہ وہ میں میں تو عبادت میر نہیں کوئی دوسری اہم مصطلحات اس کلمات سے برہنہ کر سائے تاجانے تو عبادت اور اس کے وہاں کو پایہ حق چھوڑ کر غیر کتب میں لکھا کر لینا جائے خصوصاً جبکہ کوئی دینی مصطلحات پہلی طور پر جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعدد واقعات سے ثابت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان واقعات سے "اس مسئلہ کلمات کی نفی نہیں ہوتی اس سے بھی ثابت ہو کہ جہاں تک کلمات کفایت کا تعلق ہے وہ ان بروہی نکاحوں سے جو کہ کسی مصطلحات کے ماتحت کیے گئے تھے مت تو نہیں ہو گا اور مسئلہ کلمات اپنی جگہ برقرار ہے اور سلام میں مستبرکہ اور یہ کہ اس کے ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مافی ظنی من۔ اور اللہ علیہ غیر متبرکین غیر الی اللہ ابالی اہی السہین انکحت و ما بعد انکحت کہ تمام عبادت کی صورت و چیزیں میں نے دینی دینی ہیں ایک یہ کہ میں کسی مسلمان کے ساتھ رشتہ کر رہا ہوں اس میں حد نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ میں کسی مسلمان عورت کیساتھ نکاح کر رہا ہوں اس میں حد نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہاں دو چیزیں ذکر فرمائی ہیں ایک یہ کہ میں کسی مسلمان کے ساتھ رشتہ

کہوں یہ ایک تپ کا زالی اولاد ہے میں کا جلد فرما رہے ہیں اس سے کلو کی نفی نہیں کر رہے یہ بھی کسی مصیبت کی بنا
 پر ہوا جیسے کہ صحابہ کے ساتھ میں بھی اگر کوئی نکاح غیر کفو میں کسی مصیبت کی بنا پر ہوا تو میں مستند کلمات کو دستاورد
 میں کرتا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی منسب کلمات کو تشریح نہیں کرے گا۔ دوسرے مرد کے کہ میں
 کسی مسلمان عورت سے نکاح کر لوں تو مجھے عار نہیں ہے۔ یہ صورت تو پہلے سے ہی جائز تھی کیونکہ مرد خواہ نکلتے
 اپنے نسب کا کیوں نہ ہو وہ اگر کسی گھٹیا اور اونٹنی قبیلے کی عورت سے نکاح کرتا ہے تو یہ منہر فاجارہ سے کیونکہ کفو کا
 اعتبار تو مرد کی جانب سے ہوتا ہے کہ اعلیٰ نسب کی عورت کے لیے، اہل نسب کا ہونا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ شریف
 عورت کو کمتر کا فرشتہ ہونا ناگوار ہوتا ہے۔ وہ دو حصوں کے بچے رہتا ہے۔ پہلی کلمات مرد کے وہ غالباً مراد
 ہوتا ہے جس کے لیے کتری، عیاشی، عار نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ میں کسی مسلمان عورت سے نکاح
 کر لوں مجھے عار نہیں ہے یہ تو صورت و پیرے کی عار ہے۔ دوسری عورتوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 کلو کی نفی نہیں کی بلکہ اپنے آباء کے حوالے سے گھر چکا ہے کہ عورت عورت روق یعنی تہ نہ فرما کرتے تھے
 کہ میں نہ غم مانی کر رہا نہ کسی شہ اوپر عار نہ ہو نہ کلمات دوسرے کم ہونے سے نہ کیا جائے اس سے
 ظاہر ہے کہ نکاح میں کلمات کا اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ جو بھاگ سے کہ عار اس حرم نہ سی۔ اس کی سزا ہے
 جس کی عورت میں منی کی سند نہیں ہے جس سے چار کا نکاح ہر سادات سے ہو جائے۔ عورت نرسب کا
 نکاح دیدہ بہ جہ ملک سے عورت فاسد نکاح معاویہ بن عبد اللہ سے، عورت جلد کا نکاح معاویہ بن
 عبد اللہ سے اور ام قاسم کا نکاح مروان بن ابی انصاری بن عثمان بن عفان سے ہوا ہے۔ اسی کا جواب یہ ہے کہ میں سنی
 کی جن صاحبزادوں کے نکاح امری خاندان میں جوئے تھے وہ کل نظر میں کہ مرکہ کر بلا کے بعد یہ شہ۔ یہی وہی خاندان
 کے عورتوں میں رضائیکے نکاح کر سکتی تھیں۔ اگر بقول بن حزم ہونے میں تو پھر یہ کسی مصیبت پر مبنی تھے۔ اور صاحب
 معارف القرآن کے حوالے سے مستند متوجہ گذر چکا ہے کہ جو نہ کسی دینی مصیبت کی بنا پر کفو میں ہو وہ اصل کلمات کی
 نفی نہیں کرتا۔ لہذا جہاں تک کلمات کے مسئلہ کا تعلق ہے وہ برقرار ہے۔ یہی ہے فقہاء متنبیہ سے اہل سنت فاضل برہم کی کفو کو
 نکاح میں مستحب سمجھتے ہیں۔ اور اہل سنت فاضل برہم کی فرماتے ہیں کہ یہ کفو میں اصل حقیقت نہیں ہوتا۔ اگر ان نکاحوں
 مذکورہ بالا کے پیش نظر کلو کی نفی ہو جاتی تو اہل سنت فاضل برہم کی بار بار نفی میں یہ نہ کہنے کہ نکاح بیکفو
 میں اصل مستند نہیں ہوتا۔ اہل سنت کا یہ حکمت کہ نکاح حبیب کفو میں مستند مستند نہیں ہوتا۔ اس سے
 بات کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ یہ تقدیر صدق ان حدیث نکاحوں سے کفو کی نفی نہیں ہوتی۔ اور جو تیار

صاحرا کے کوئی تحقیق تھیستے ہوئے علامہ شری کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نام ہوگ
 کٹھن کے ذہنوں کی طرح برابر ہیں کسی عربی کو کسی عربی پر فضیلت نہیں ہے، انسانیت صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی
 ہے۔ کہ جو ب ملازم شری خود اسی کے بعد سے۔ ہے میں دیکھنے فرماتے ہیں واللہ اعلم بالصواب
 فی احکام الاحادیث وہ فقہاء الف الفاضل الذی خیرہ بالتقویٰ (مجموعہ ص ۳۳) کہ وہ آراء وہ روایات
 جن سے ہمارے اور ایک دوسرے پر فضیلت کی معنی معلوم ہوتے ہیں ان کا خلق آفریت سے ہے مذکور ہے اور یہ کہ روایات
 علامہ ربیع نے بھی مشہور کثیر ہیں کہ ان فی انکسار کے معنی جو ہے پر اگر کیا ہے اسناد وہ روایات جن میں سے کہ سب
 لوگ کٹھن کے دھاروں کی طرح ہیں یا کسی عربی کو کسی عربی پر فضیلت نہیں، اسی سے۔ تو کہ ان کی نفی کرتے ہیں کہ وہ نہ
 ہی ان روایات اور آیت کریمہ ان انکو مکمل عند اللہ انکسار کا نکار سے تعلق ہے اور کہ ہم شری ان روایات
 اور آیت کریمہ کو پیش کر کے کلمات فی انکسار کی نفی کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم نام شری نے ان روایات اور آیت کا ذکر
 اسی سے کیا ہے تاکہ وضاحت کریں اس اصل صداق اور مصدق آخرت سے متعلق ہے۔ اس سے کلمات فی انکسار کی
 معنی ہیں ہوتی کہ ان اس سے ہم سے جو عظمت کے ساتھ تعلق ہے اب ہمارے ساتھ صرف یہ روایات کا
 ذکر کرنا اور ہم شری سے ان روایات کا ذکر کیا ہے اسی کا ذکر کیا ہے جیسے کہ ہمارے شری نے ساتھ ساتھ اور
 صحت ہے کی طرح مسندوں کے ساتھ ہی ایک مست برا عرب اور دھور سے عبد وں جس میں مشہور ہیں یہی
 فریب وہ دھور وہی سے ہر ذمہ تو ہر کی سے ہے یہی وہی تحقیق آخرت کے لیے ضروری ہیں ہی سکتی۔ آخر میں یہ
 صاحب لکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انکسار کی روایات کا نکار غیر سلامت سے حرام ہے۔ یہ
 جس سے کسر قول ہے اللہ اللہ رسول کے حوالے کے ہونے کو جو اس سے مراد ہے ہم اس قول سے انکی پناہ
 میں سے ہیں۔ چوں کہ اس میں ایسی مسندیں ہیں جو انکسار کے روایات میں سے کوئی شخص غیر کفر میں
 رخصت کر دے تو اس کو حرام کرنا اور نہ جملے کیا چوکا جانا ہے اور یہ تک کسی شخص سے اس مسند پر تحقیق اور تفصیل

لہذا کہ تاثر یہی حدیث ہے لا ینکحکم احدکم ولا احدکم یوم الیمۃ انکو مکمل عند اللہ
 انکسار و انکسار میں سے ہے کہ ان سے مسندیں اور مسندیں سے قیامت کے دن سوائے ہیں ہر ذمہ انکسار کے ہاں تو وہ کفر ہوگا جو یہاں
 قیامت کے دن ان حدیث میں عرض ہوئے کہ ایسی ہی نہیں تھیں آخرت سے تھیں۔ انکسار میں سے ہے اور یہی اس سے کلمات
 فی انکسار پر استدلال صحیح ہے۔ (مجموعہ ص ۳۳)

سے قلم نہیں اٹھایا تھا تو میں سے توسیع، اپنی سے احکام تربیت کی اہلیہ کی حاضر اللہ بعد اس کے رسول کے احکام کو
 دلائل سے واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ میرا اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کو میرے بے قوت کوشش کر دے۔ اسی مسئلہ کی تحقیق
 میں اس صفحات پر اس سبب کی حجاب ہونے سے وہ بیانیہ ہو گیا ہوں کی سبب کی سے میت کہ سے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلہ کرم کا
 یہی اسلوب اور طریقہ کہ وہ نیک کی ایک فقرہ سے گن ہوں کی اپنی سبب کی اور اللہ ہے جس کو وہ منہ کے لیے حسنوں کا نام
 پائی گئی ہوتا ہے، (اللہ شہداء مسلم مسلم ص ۱۲۵) پر لینے ہیں کہ اگر یہ سادہ صرف غرض سنو گنوں پر یاد دلائی ہے بحث کے تو
 ممکن تھا کہ جس کے، موصوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے لیے معرفت کا قوش بنا دیتا لیکن یہ سادہ لفظ سادات کو درست
 کے آیا ہی کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلو غلوب ہے۔ لفظ سادات کا مستلزم اگرچہ اللہ ایک جتنی جریہ معلوم ہوتا
 ہے لیکن آخر کار یہ ایک عقیدہ کا مستلزم بنانا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ قوی دینا کہ ایک جی ہونے کے لیے جائز ہے حاکمیت دینی
 سے طمان کرے۔ اس ستری سے قوی دینے والا جس صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی ہے اولاد
 منتخب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی ہے اولاد اور تو بن کر آیا۔ اس سے اولی اللہ
 تو میں سے زیادہ سببیں حرم سے فرشتوں کے سرور رہتی تھیں۔ کہ تحقیق میں مصحاب پر اس سبب کی حجاب ہوتی ہے اسی سبب کی
 مرزا گن ہوں توسیع اور ان حد میں سبب کی صیغہ سادہ کے وہ درتیب کہ زیادہ سبب سادہ کی حد میں گستاخی اور ہے اولی
 و ساد سے ہے نہ ہی نہیں ہوں حرم سادہ کے پانی کے تعزات سے سادات میں تو جرح بھی یہ گستاخی اور ہے اولی ساد میں
 ہون حد کی وجہ سے تو نہیں کاربہ میں حاکم کی یہ پسترت تاج سے ہم حد و اس کے ہوں کے غلبہ سے پناہ
 مانجے ہیں۔

نکاح میں کفو کا اعتبار اور اس کی شرعی علت | شریعت اسلام نے نکاح میں کفو اور نسب کا

اعتبار اس لیے کیا ہے کہ نکاح کا مقصد صحیح معنوں
 میں اس وقت ممکن ہوتا ہے جب مرد اور اس کی بیوی ایک خاندان میں برابر ہوں اگر مرد خاندان کا خاص سے عورت سکے برابر
 نہیں ہے تو محبت ایسے مرد کو حقوق و رحمت پیش کرے کہ اس کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوتی۔ امام شمس الدین عسکری نے منظرہ
 لکھتے ہیں **وقد اعمل المثل علی السراة فوجوۃ والیہ اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ان النکاح**
رفی فیظہر احدکم این یعم کریمتہ و اولان النفس حراد قال صلی اللہ علیہ وسلم لیس لہ من ان یدل
نعمہ و اساجورہ و حور منہ و احب العروس و رفی استعراش من لا یکانہ ریاۃ الدن و لا ضر و رفی
فی حدہ الریاء و وہدہ العتیرت الکفاۃ۔ (مصر ص ۲۵) علامہ برہن الدین جوہر مرغینانی، مترجم ص ۲۵

کھینچے ہیں، مکملۃً فی النکاح معتبرۃً قال علیہ السلام الا بروح النکاح الا بالکلیۃ ولا یورث من الا من اذکثر
 ولان انتکاح المصالح بین النکاحین علاوۃ لیس الشریعۃ تاکفی ان یتکون مستغنیاً عن العیس فلابد من
 اعتنا بها بخلاف جامعہ لان الروح مستغنی عن خلاصہ وتمام العراش (ج ۱ ص ۱۹۱) چونکہ نکاح میں ہر
 عورت کا ایک لحاظ سے ملک ہوتا ہے اور عورت اس کی مالک ہوتی ہے اور ملک کو جس نے میں عورت کی ذات ہے، اسی
 لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح عورت کے لیے ایک عطا ہے، جب تم چند بیٹی کسی کو دو تو دیکھ لو تم کہیں سے
 رہے ہو، مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو دین کرے۔ نکاح صرف عورت کے لیے جائز ہوا ہے اور عورت
 کنوڑ میں پہنک کر جاتی ہے اور غیر کنوڑ میں نکاح کر دینے سے زیور ذات ہوگی اور زیادہ ذات برداشت کرنے کی ضرورت
 نہیں ہے۔ ہر کنوڑ کا اعتبار کیا گیا ہے، پھر غیر کنوڑ میں نکاح کے متعلق بھی پوچھتے ہیں، پوچھتے ہیں کہ شریعت خاندان کی عورت
 کسی عیسوی آدمی کے لیے حلال نہ عورت پیش کرنے سے انکار کرتی ہے کیونکہ اس میں وہ گناہ ذات ہے، اس سے ظاہر ہوا
 کہ کنوڑ میں نکاح کرنے کی علت شرعی یہ ہے کہ انسان ذات سے محروم ہے اور غیر کنوڑ میں اس لیے ناجائز ہے کہ غیر کنوڑ
 میں نہ پہلی اور تو میں ہے۔ اب غیر کنوڑ میں نکاح کے وہ درجہ علت محض انسانی کی تھیں اور بنی ہوئی عورت، اس
 کی علت عیسوی، نہ کہ عورت، نہ کہ نکاح کے لیے ایک قسم کا سبب ہی رہا ہے کیونکہ جب غیر کنوڑ میں کسی وجہ سے نکاح
 ہو جائے گا تو اس کے بیچ کے لیے مرد ذات برداشت کرے نہ ہوگی۔ ان کیس حکم کے دونوں پر جانے کا بھی عدالتوں
 کے چکر کاٹے گا چونکہ عورت، نہ کہ نکاح کے لیے سبب ہی رہا تھا، فقہاء نے کہا کہ خضار نہانہ کی وجہ سے خضار
 اور مٹی، قول یہی ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ وہ اصل غیر کنوڑ میں نکاح مستند نہ ہونے کی وجہ سے ذات برداشت ہے کیونکہ
 علت حقیقت میں وہ ہوگی جس کو فقہاء نے حدیث پاک سے مستند کر کے بطور علت ذکر کیا ہو اور جس کو فقہاء نے ذکر کیا ہے
 وہ تخیل اور توجہ ہے۔

یہ علت ذکر کر کے قانون میں سے تمام شخص عادی شرعی اور صاحب پر یہ بھی ہیں اور شخص الازکر کا تعلق فقہاء کے
 تیسرے طبقے سے ہے اور صاحب عداۃ کا تعلق مجاہد تراج سے ہے۔ علاوہ ابن ماجہ بن مسعودی المتوفی ۲۵۰ھ کہتے ہیں کہ
 فقہاء کے سات طبقے ہیں

۱۔ طبقہ معتبر فی الشوریع : یہ طبقہ اپنے لیے مقرر کردہ قواعد و قوانین پر یقین اور یقین کے ساتھ احکام مستند کہتے
 ہیں، اصول و مسودہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے جیسے امام ابو حنیفہ، امام مالک، الشریعہ، امام شافعی، المتوفی ۲۴۰ھ
 امام احمد بن حنبل، المتوفی ۲۴۱ھ۔

وَمَا أَتَيْنَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ إِلَّا مِنْ تَحْتِهَا، ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد سے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے عذاب کی اور ان کے عمل میں آسمان پر گدگد نہ کی یعنی جنت میں اگرچہ باپ و داد کے وجہ سے بلند ہوئے تو بھی ان کی خوشی کے لیے ان کی اولاد ان کے ساتھ عطا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس اولاد کو بھی وہ درجہ عطا فرمائے گا اور انہیں ان کے عمائد کا پورا ثواب دے گا اور اولاد کے وجہ سے اپنے فضل و کرم سے جنت کرے گا، ابن جبر البرقانی مشہور، ابن المنذر، المتوفی ۳۲۵ھ، ابن ابی حاتم، المتوفی ۳۴۰ھ، امام حاکم، امام بیہقی، المتوفی ۴۵۰ھ، امام زہرا، المتوفی ۴۸۰ھ، امام طبرانی، المتوفی ۳۲۰ھ، ابن مردودہ، المتوفی ۳۵۰ھ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال ابی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی درجۃ فی الجنت وان کل دوسہ فی العمل لقریبہ حبیبہ ثم قرأ الآية (تفسیر روح المعانی ج ۲۲، تفسیر ذک حلاۃ ۲۲، تفسیر روح البیان ج ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴

حضور کے نسب کی تفصیلات

قرآن پاک میں ہے: **وہو الذی خلق من اللہ بشراً وجعلہ نسباً وجعلہ** علامہ قرطبی ابن تیرن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ آیت

کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نافذ ہوئی ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں یہی نسب و صہر حاصل ہیں۔ علامہ اسماعیل حق التوفی شمسہ لکھتے ہیں:

”ایسی سیرت گفت این آیت در مصطفیٰ علیہ السلام و علی کریم اللہ وجہ فرود آمد کہ مصطفیٰ و خیر فرشتہ ریزی و بی بی واد علی پسرش محمد بود و شہر و خمرش ہم نسب بود ہم صہر

قار فی انساب العیون کاذ فی النسبة الثانية من الهجرة تدویج داطة لعلی رضی اللہ عنہما عقد عیدہا فی رمضان و کان حمیرہا خمس عشرة سنة و کان سن علی یومئذی احدی و عشرين سنة و خمسة اشهر، (تفسیر روح البیان ص ۳۳۵) حضرت حاتون جنت سلام اللہ علیہا کانکرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سترہ ماہ رمضان میں ہوا تھا اور اسی وقت خاتون جنت کی عمر پندرہ سال تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت اکیس سال اور پانچ ماہ تھی

یہ آیت کریمہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہی نافذ ہوئی ہے تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب، صہر کے نصیبت ظاہر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اولاد کا بھی ایک ایسا نسب ہے جو دینی ہے۔ قیامت کے دن دوسرے لوگوں کے نسب تم پر جائیں گے ان کو صرف تقویٰ اللہ پر ہی کارآمد ہی ہوگی، ان کا اپنا ذاتی نسب کوئی فائدہ نہ دے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو حضور کا نسب فائدہ دے گا، حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ طرہی سترہ فرشتے بھی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ینقطع بوجہ القیامة کل سبب و نسب الا سبب و نسب الی محمد و آل محمد (علیہ السلام ص ۳۳۳) ۱، مستدرک ص ۱۹۵ ۲، مجمع الزوائد ص ۱۵۳ ۳، فیض القدر ص ۱۵۳ ۴، ذیل النبی ص ۱۵۳ ۵، مسند احمد بن حنبل ص ۳۳۳ ۶، ذخائر العقبی ص ۱۵۳ ۷، کنز العمال ص ۱۵۳ ۸، تاریخ بغداد ص ۱۵۳ ۹، سنن بیہقی ص ۱۵۳ ۱۰، کنایۃ اللغات ص ۱۵۳ ۱۱، جامع تفسیر ص ۱۵۳ ۱۲، تذکرۃ الخلفاء ص ۱۵۳ ۱۳، صواعق خرقہ ص ۱۵۳ ۱۴، ینایا المروءہ ص ۱۵۳)

اس حدیث پاک کو بے شمار تھنیں روایت کر رہے ہیں۔ اس کی صحت میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ اسی
 سے علامہ سید محمود آلوسی المتوفی ۱۳۵۷ھ لکھتے ہیں: "وہو خبر مقبول لا یکنادیرودہ الا من فی قلبہ شاکہ
 نصب و تفسیر بدر المعانی ص ۱۹۵" کہ یہ حدیث مقبول ہے۔ اسی میں وہی شک کریں گے جس کے دل میں عاریت اور
 نامعیت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کا ایک لاکھوت ہو گیا
 وہ اسے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بھی آپ نے ہی ہیں جس کا حال یہ اسلام میں بچہ فوت ہو جانے
 کے جنت میں مقرر ہو گا۔ جب حضرت صفیہ آپ کے پاس رہیں تو ایک شخص ان کے پاس گیا ان کو ابیہ محمد بن
 قیس عن ابیہ عن ابیہ شیبہ سے لکھ کر کہ قرأت سے اللہ کے ہیں آپ کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ تو حضرت صفیہ
 مدینہ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو آپ گھبرا کر بہر تشریف لائے اور حضور ان کی
 تعظیم فرمایا کرتے تھے اور ان سے محبت کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے: "پھر بھی" آپ وہ ہی ہیں جبکہ میں نے آپ سے
 جو کچھ کہا وہ یاد نہیں رہا۔ حضرت صفیہ برہیں میں کسی وجہ سے نہیں ملتی تھیں تو اس شخص کی بات سے مدلی ہو کر
 جب اس کی بات بتائی تو سب نے اس سے مدد و اطمینان حاصل کر لیا اور فرمایا کہ اس کا حالان کر دے۔
 انہوں نے ایسا ہی کیا پھر آپ کھڑے ہوئے حمد و ثناء کے بعد فرمایا یا ایہ انھوم بر صوف ان قلوبی لا تنفم
 ان کل سبب و نسب یستطیع یوم نقیضہ الا سبب و نسبہ۔ لو کہ کوئی ہو گیا ہے کہ کہتے ہیں میری قرأت
 فائدہ نہ دے گی۔ سنو! میرا نسب و رحم و دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگر وہاں خیر نہیں ہو گا (خاطر اجنبی نہ
 اس سے ثابت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب و رحم و دنیا و آخرت سب سے افضل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اولاد کے لیے یہ دین و دنیا اور آخرت میں مفید ہے۔

حضور کی اولاد ایسی سادات کو جو فضیلت حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے کہ سادات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شرف انساب
 کی اولاد ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حاکم المتوفی ۲۴۱ھ اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فائدہ میرا جزو بدن ہے۔ اس کی رضا مندی میں میری رضا مندی ہے اور اس کی
 ناراضگی میں میری ناراضگی ہے۔" یہ ایک تمام نسب ختم ہو جانے کے سوا سبب و نسب باقی رہے گا۔ (صواعق محرقة
 ص ۲۱۵، تاریخ النبوت ص ۲۲۵، مشکوٰۃ ص ۲۵۲) حدیث عبد المطلب لما طمعت شرہ و لاذریتکامن بعدہ

الی یوم القیامۃ، ہے کھج جزد رسول پر نہ کا حکم اللہ جزو کی ایذا و خوشی خود حضور کی ایذا و رنگ و راست
 پر نہ کا حکم غلطہ بنت رسول کے حق میں ثابت ہوا، اللہ پھر حق کے بعد وہی حکم جڑیت اللہ رنگ و راحت کا سدری
 اولاد غلطہ رسالت کے لیے بھی ثابت ہے۔ تادم و قیامت بالکلیہ کوئی فرق نہیں ہے (غایۃ تخیس المردود ص ۲۹)
 علامہ ابن حجر مکتبہ ہی کہ اسی حدیث سے یہ اصول ثابت ہوا کہ ہر اسی فرد کی ایذا حرام ہے جس کی یز سے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایذا اللہ تکلیف ہو۔ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا بالاتفاق حرام ہے۔ اگرچہ
 ایذا کا باعث مریدانہ اور مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔

لام مشرف الدین ابو ذکیا ندوی المتوفی ۱۳۵۲ھ فرماتے ہیں اسی حدیث سے ظاہر ہے کہ ایذا رسول حرام ہے۔
 لیکن حال و شکل وجہ اگرچہ مریدانہ سے ہو ذوقی مشرک مسلم ۱۳۵۲ھ شمس اللہ شرعی فرماتے ہیں جو حکم
 اصل کا ہے وہی فرقہ کا ہے۔

علی بن ابی بکر سرمدی فرماتے ہیں وحزب الردی معنی نفس کہ آدمی کا جزا اسی کے ذات کے حکم میں
 ہے۔ جب اصل کا حکم خیرا گئے اور آدمی کا جزا اسی کی ذات کے حکم میں سے تو یہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں ہے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت فرض ہے، اسی طرح حضور کی اولاد
 کی عزت فرض ہے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین منع ہے، اسی طرح حضور کی اولاد کی توہین منع ہے۔ پہلے
 تخیس المرد کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس حکم میں حضور کی تمام اولاد و تفریق است تک واصل ہے کیونکہ ذات کے جزا
 ذات کے حکم میں ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وجعلناہ من عبادہ جنات۔ اللہ اس کے لیے اس کے بندوں میں
 سے اس کا جزا بجزا یعنی مشرکین کے لئے طائفہ کو اللہ کی بیسیاں قرار دیا۔ اللہ اولاد صاحب اولاد کی جزا ہوا
 کرتی ہے۔ اللہ اس کے حکم میں ہوتی ہے۔ کچھ کہنے میں کو بھی اللہ اور صید کجا کہ اللہ کا بیٹا اور بیٹی بھی ان کا چچا
 جب اولاد صاحب اولاد کی جزا ہوتی ہے اللہ اس کے حکم میں ہوتی ہے تو اولاد کی توہین صاحب اولاد کی توہین ہوگی چچا
 ملاقات حضور کی اولاد ہی توہین کی عزت حضور کی عزت ہے۔ اللہ ان کی توہین حرام ہے اولاد حضور کی توہین حرام ہے اولاد
 ہوگی چچا کہ بالاتفاق حرام ہے۔

ابن حجر کی المتوفی ۸۵۰ھ نے ابوالشیخ عبد اللہ بن محمد متوفی ۷۵۰ھ اللہ لام دینی المتوفی ۷۵۰ھ سے روایت
 کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا جو شخص میری اولاد کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا وہ منافق ہے۔ (صواعق

حضرت علیؓ، انرا میں فرماتے ہیں کہ سادات کو راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ انساب ہے اور حسینؓ کریمین کا خون ان کی رگ و پے میں ہے، آپ کے جگر گوشہ ہیں اور مستند و تغیر کا حکم ہر کے لیے مل کی مانند ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصل بہرہ کے بندہ جسدِ پھر کے جز کا احترام بالکل اس طرح ہے جس طرح دنیوی حیات بہرہ میں اس جز کا احترام تھا، ثابرت ہوا کہ سادات کو جو فضیلت عطا ہوئی ہے وہ حضور کی طرف منسوب اور انوار ہونے کی وجہ سے ہے۔

سادات کا نسب رسولؐ کی طرف منسوب ہے | سید کے لغوی معنی متعدد ہیں، زیادہ تر

عرف اور اصطلاح میں سید معنی نبی صوفی اور رسولؐ پر بولا جاتا ہے۔ مصباح اللغات میں ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک سید وہ لوگ ہیں جو خاتونِ جنت عائشہؓ ازہر علیہا السلام کی اولاد اور نسل سے ہوں، اور السیدان، امام امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو کہتے ہیں (مصباح لغات ص ۳۰) اور محیط المحیط ص ۳۹ میں ہے: السید من السیدین من کان من سلسلۃ روحیہ و النبی و صاحبین اللہ علیہ وسلم، مسلمانوں کے سید وہ ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں اور سیدہ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ میں سے ہیں ان کا نسب کو کہا جاتا ہے، جو کہ حضرت علیؓ کے بیٹے ہیں، اسی سے ظاہر ہے کہ جو لوگ خاتونِ جنت عائشہؓ ازہر علیہا السلام سے ہیں ان کا نسب سید ہی دوسرے ان سید نہیں قرآن اور حدیث میں اگرچہ بعض دوسرے لوگوں پر سید کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن وہ معنی لغوی یعنی معزز کے استعمال ہوا ہے۔ عرف اور نسب کے لحاظ سے سید کا اطلاق صرف خاتونِ جنت کی اولاد پر ہی ہوا اور کسی پر نہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لیے اور حضرت علیؓ، حضرت خاتونِ جنت اور حسینؓ کریمین کے لیے لفظ سید بطور تعظیم انتخاب فرمایا ہے۔ علامہ کبیر نام مسلم المتوفی ۱۲۸۰ھ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ التوفی ۳۶ھ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اناسید ولد آدم یوم القیامۃ (یعنی مسلم کتاب الفضائل) کہ قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اسی کو نامِ زندہ ہی ہے۔ اسی روایت کی ہے (سنن ترمذی ص ۲۵)

امام حاکمؓ اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اناسید ولد آدم و علی سید العرب (مسند ک ص ۲۵، کنز العمال ص ۲۵، حلیۃ الاولیاء ص ۱۵، مناقب النضر ص ۲۵، تاریخ بغداد ص ۵۵، مجمع الزوائد ص ۱۶، معجم کرم ص ۱۶)

امام بخاری المتوفی ۲۵۵ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو فرمایا: اَمَّا تَرْضَیْنِ اَنْ تَكُوْنِیْ سَيِّدَةً قَانِسًا
 اَهْلَ الْجَنَّةِ اَوْ سَيِّدَةً الْعَالَمِیْنَ، فَاَطْرَ الزَّهْرَ کَیَا قَوِیْہِ سَیِّدَہِیْ کَرْتِیْ کُجَنْتِ مِیْ عَمْرُوْکِیْ کِیْ سِرْدَارِہِیْ فَرَمَیْ
 کہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہو (بخاری ۲۵۵۱، تلمیح) مسند احمد بن حنبل ۲۵۵۲، طبقات ابن سعد ۲۵۵
 اسناد امام ۵۵۲، ۵۵۳، خصائص النساء ۵۵۳، حلیۃ الاولیاء ۵۵۳، مشکوٰۃ ۵۵۳، بسطن ترمذی
 ۵۵۳، مستدرک ۵۵۳، کنز العمال ۵۵۳، مجمع ابن جہان ۵۵۳، ابن ہشاک ۵۵۳، ابن جریر ۵۵۳،
 ذخائر معینی ۵۵۳

امام حاکم اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ابی جنت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں، ظاہر ہے کہ جب افضل ہیں تو چہرہ پر ہی جنت کی عورتوں
 کی سردار ہیں، مستدرک ۵۵۳، ۵۵۴، مسند احمد بن حنبل ۵۵۴، ۵۵۵، مستجاب ۵۵۵، اسناد امام ۵۵۵
 ۵۵۵، روح المعانی ۵۵۵، ابن جریر ۵۵۵، مجمع الزوائد ۵۵۵، مشکوٰۃ ۵۵۵، کنز العمال ۵۵۵،
 فیض القدر ۵۵۳، ۵۵۴، تفسیر ابن جریر ۵۵۳، ۵۵۴، تہذیب ۵۵۳، ۵۵۴

امام ترمذی المتوفی ۲۵۵ھ اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری، متوفی ۲۵۵ھ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول
 اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الْحَسَّ وَالْحُسْنَ حَبِیْبٌ، شَبَابُ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَیْحُ تَرْمِذِہِیْ ۵۵۵
 مسند احمد بن حنبل ۵۵۵، ۵۵۶، حلیۃ الاولیاء ۵۵۵، ۵۵۶، کنز العمال ۵۵۵، ۵۵۶، خصائص النساء
 ۵۵۵، ۵۵۶، اسناد امام ۵۵۵، ۵۵۶، کنز العمال ۵۵۵، ۵۵۶، مجمع ابن جہان ۵۵۵، ۵۵۶، ابن ہشاک ۵۵۵، ۵۵۶، مستدرک ۵۵۵، ۵۵۶
 اصحاب ابن جریر ۵۵۵، ۵۵۶، مجمع الزوائد ۵۵۵، ۵۵۶، کنز العمال ۵۵۵، ۵۵۶، ذخائر معینی ۵۵۵، ۵۵۶

جب سیدہ کا لقب حضرت فاطمہ الزہراء کے لیے اہل کتبہ کا لقب حضرات معینہ کی عین کے لیے خود حضور صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا ہے تو اب یہ لقب (سیدہ) ان پر اور ان کی اولاد پر کیوں نہ ملے گا۔ ثابت ہوا کہ سیدہ کا
 خصوصی شرف نسب کے لحاظ سے صرف جناب فاطمہ زہراء معینہ کی عین کے لیے ہے، چونکہ حضرت خاتونِ ثامنہ

بے عاقلانہ، بے عقلان لکھتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے لیے شہرہ سیدات بھی سے ثابت ہے، حدیث سے کہا ہے کہ
 اخصیۃ فاطمہ الزہراء اور اتفاق ہو چکا ہے، بخاری ۵۵۵، ۵۵۶، تلمیح، فیض القدر ۵۵۵، ۵۵۶

صرف اور صرف حضرت خاتونِ جنت اور امام حسن اور امام حسین کی ولادت ہی دیگر کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔ عور و سادات کے
 نسب کے احکام دوسرے نسبوں سے جدا ہیں، وہ یہ کہ دوسرے لوگوں کے نسب باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور سادات
 کا نسب بواسطہ خاتونِ جنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
 نے فرمایا ہے کہ تمہارا نسب خاتونِ جنت کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام کا نسب حضرت مریم کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ جب سادات کا نسب حضرت خاتونِ جنت
 کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوا تو نسب اسی نسبت کی وجہ سے مخصوص ہوا، اسی لیے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ذریت علی کی صاحب بی بی رکھی گئی ہے۔ چنانچہ خاتونِ جنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں لہذا
 فرمایا کہ حضرت علی سے بواسطہ مائل اولاد ہوگی وہ میری اولاد ہوگی اور میں ان کا حصہ ہر بی بی ہوں گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ
 حضرت علی کی اولاد جو حضرت خاتونِ جنت سے ہوگی وہ حضور کی اولاد ہوگی اور حضرت علی کی دوسری بیویوں سے جو اولاد ہوگی وہ
 حضور کی اولاد نہ ہوگی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری اولاد حضور کی اولاد نہ ہوگی تو وہ دوسری اولاد مستثنیٰ
 ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مستثنیٰ ہیں تو ان کی حاکم دوسری مستثنیٰ ہوں چاہیے تو ان کا جو بھائی
 و امی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دو اولاد سیادت ہوگی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی خاتونِ جنت سے نسبت سے حضور
 کی اولاد ہوگی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیادت انسانیہ کا حصہ نمک نقص ہے وہ واسطہ خاتونِ جنت سے اگر حضرت
 علی علیہ السلام کا مشابہ خاتونِ جنت کی طرف ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے سیادت
 انسانیہ کا نقص ہے۔ فرماتے ہیں اس کی وضاحت فرماتے ہیں یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ذریت حضرت علی
 رضی اللہ عنہ کے عقب میں رکھی گئی ہے۔ علامہ یہ کہ نسب کے واسطے میں حضرت علی کی سیادت مخصوص ہے، اس شخص کی
 وجہ یہ حدیث اور دیگر احادیث رکھی ہیں نہ ثابت ہوتا ہے کہ سادات کا نسب حضور کی طرف منسوب ہو رہا ہے حالانکہ دوسرے
 نسب اپنے باپوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور یہ نسب بواسطہ خاتونِ جنت حضور کی طرف منسوب ہے لہذا جہاں یہ نسبت
 مرتفع ہوگی وہاں سیادت انسانیہ ترثر نہ ہوگی۔ سیادت انسانیہ وہاں ترثر نہ ہوگی جہاں خاتونِ جنت کی نسبت ہوگی۔ دیکھئے
 جعفر بن ابی طالب اور قتیبہ بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی ہیں، ان کو جب سیادت انسانیہ حاصل نہیں ہوئی ان کی اولاد
 علی مستثنیٰ نہیں ہوئی۔ نسبت سے احکام میں تفریق نہ ہوتی ہے جیسے کہ آئینہ تفسیر اور ہا ہے طریقیہ سائنس کے جو یہ کہہ رہے
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مستثنیٰ ہیں تو سنیہ کی اولاد دوسری مستثنیٰ ہوگی یہ قاعدہ وہاں جاری ہے جو کہ مستثنیٰ نہیں ہو سکتے
 جو حسن اور حسین علیہما السلام کی اولاد ہے۔ حضرت علی علیہ السلام مستثنیٰ نہیں ہیں بلکہ مستثنیٰ یعنی ملوکی یا اس سے

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ السنونی مشہور ہے کہ آپ کے پاس تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلام عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہوئے ساتھ کیا اللہ تعالیٰ آنکھوں کے درمیان برسر دیا۔ حضرت عباس نے دعا پڑھ کر کہا کہ آپ ان سے محبت کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا ان کے ساتھ مجھ سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر نیک کی قربت اس کی صلب میں رکھی ہے اور ہر بری کی پشت میں رکھی (شک الہاد کی مت) سلوات کے نسب میں یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو دوسرے لوگوں کے نسب میں نہیں ہے۔

خصوصیت ۲: قیامت کے دن دوسرے لوگوں کے نسب ختم ہو جائیگا۔ قرآن پاک میں ہے۔ **فَلَا خَلْفَ فِي الصُّورِ فَلَا أَصْنَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ** تو جب صور پھونکا جائے گا تو ان میں شکستہ رہیں گے جنہر دیا میں نخر کرتے شک اللہ آپس کے نسبی تعلقات منقطع ہو جائیں گے اور قرابت کی کھتیں باقی نہ رہیں گی۔ حدیث میں ہے کہ اگر آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور بیوی کے ساتھ ہے تو ان کے ساتھ ہی رہے گا۔ لیکن اگر وہ کسی اور شخص کے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ رہے گا۔ آپ کی اولاد کے لیے مسجد بھی ہوگی۔ ملازمین کے لیے بھی رہے گی۔ لا ینفع لہم یومئذ الا نسبہم (صلی اللہ علیہ وسلم) تفسیر دار الفکر ص ۱۹۵ اگر قیامت کے دن کسی کا نسب ختم ہو جائے تو وہ کسی اور شخص کے ساتھ رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما السنونی مشہور ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم سے پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ جس سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت جب پہلے اہل قرابت کے لیے ہوگی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اہل قرابت کے لیے مفید ہوگا۔ یہ ہے کہ مسلمانوں پر حضور کے اہل قرابت کی محبت فرض کی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ **قُلْ لَا اسْتِغْنٰکُمْ عَلَیْہِ اٰھِلُ الْاٰلِ الْاَوْدٰقِ**۔ ترجمہ: تم فراڈ میں اس قدر تم سے کچھ جوت نہیں پاؤ گے کہ قرابت کی محبت۔ جب مسلمان اہل قرابت کے ساتھ ملوث اور محبت کا اظہار کریں گے تو یہی قرابت اہل قرابت قیامت کے دن مسلمانوں کے لیے باعث شفاعت ہوگی۔ فرمادیا کہ ایک ایسا نسب ہے جو کہ قیامت کے دن بھی اولاد کے لیے فائدہ مند ہے یہ خصوصیت کسی دوسرے نسب کے اندر متفق نہیں ہے۔

خصوصیت ۳: اہل بیت رسول کے نسب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے کہ آج تک محفوظ اور محفوظ رہا ہے۔ نہ ماری گزرتی ہیں اور خطبات اس پر اثر انداز نہ ہو سکے اور طاغوتی قوتیں
 اس کو منہدم نہ کر سکیں۔ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کچھ ایسے افراد پیدا فرماتا رہے جو اس کی حفاظت فرماتے رہے۔ ہر مصلحت
 شہاب الدین احمد بن قریظی لکھتے ہیں: یعنی لکن بعد ان یکتوں نے تعمیر علی حد الشب الشریف و
 ضبطہ حتی لا ینتسب الیہ صلی اللہ علیہ احد الا یحق و یستل انساب اهل البيت النبوی
 مضبوطة عن تناول الایام واحسابهم التي بها یتعیزون مضبوطة عن انت یدعیھا (الجہاد)
 والنام قد الہم اللہ صحت یقوم متصحیحا فہم زمان ومن یعنی یہ حفظ تمام پیدا فی کل
 اوان وصالحی کریم صحت ہر سال کے پے سرور کی ہے کہ وہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک اور اس کے خاندان
 پر اپنی غیرت کا سوا ہرگز کسی سے نہیں ٹک کر سکتی۔ جو سے کے کوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا رشتہ انساب
 پیدا نہ کر سکے اس لیے ان خطبات نامہ کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بی بیٹ کے نسب دست چھو نہیں
 سکتے۔ اہل الدین کمالات کی وجہ سے وہ سنا ہیں اس استیلا کی کمالات کے باعث وہ اس سر سے محفوظ ہیں کہ قابل اہل بیت
 طہرٹ لوگ اس کے دل پر سکیں ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جو کہ ہر زمانہ میں
 نسب کے سبب پاؤں حفاظت قصیدت قابل شفات لکھے ہیں۔ علامہ ابن حجر کی کلام کا مطلب یہ ہے کہ تمام
 مسلمانوں کے لیے فرمان رسالت کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب رسول کی حفاظت کریں اور جس مسلمان میں
 غیرت و حریت کا ثبوت ہیں۔ اگر کوئی غیر سنی مسلمان یا کافر و نسب کے ساتھ آؤ کا دسٹ بھی نہیں سہیہ جسے کی
 کوشش کرے لکھے تو اس کی اس سے سختی سے منع کریں۔ مگر کوئی سنیہ یا زیدی کا رشتہ غیر سنیہ کے ساتھ کرے کی
 ناجائز کوشش کرے تو دیگر سادات اپنی غیرت حیدر کی کثرت سے کہ اس پر بھی پابندی لگا دیں تاکہ سادات کا سب
 محفوظ اور منصف رہے۔ اگر سنیہ یا زیدی اپنی مدد پتے دل کی رضا مدد سے غیر کفر میں نہ لگا کر لیا تو پھر بھی اس نسب پر رو
 پڑے گی۔ کیونکہ غیر کفر میں نہ لگا کر سے سے اس سنیہ یا زیدی کا اصل نسب سے دستہ کٹ جائے گا۔ اس کی آگے جو اولاد
 ہوگی وہ سنیہ نہیں ہے گی بلکہ وہ بھی کی ہر کفر بن جائے گی۔

علامہ ابن ماجہ لکھتے ہیں: من كانت امها علویة مثلاً و ابوہا نجی یكون العجسی کقول الہما و
 ان کان لہا شرف مالای النسب للآباء ولہذا اجاز دفع الزکاة الیہا ولا یعتبر التماوت بیہا من
 جہۃ الام۔ رد المحتار ج ۳، یعنی جس عورت کی ماں علویہ ہو اور باپ نجی ہو تو اس حرمت کے لیے بھی مرد بھی
 کفر ہو سکتا ہے اس لیے کہ سب تر باپ کی طرف سے ہے۔ اگرچہ وہ اس حرمت کی ذکوۃ دینا بھی جائز ہے۔

داخل ہے۔ دیگر احادیث صحیحہ میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لوگوں میں سے ان کے اندر جو چیزیں چھوڑے جا رہے ہیں، اگر تم ان سے تمسک کر کے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، کتاب اللہ و عترتی اہل بیعت (ترمذی ص ۳۰) ۱۰، خصائص غسان ص ۱۰، مسند ابی حنیفہ ص ۱۰، صواعق مرقومہ ص ۱۰، مسند احمد بن حنبل ص ۱۰، مجمع الزوائد ص ۱۰، طبقات ابن سعد ص ۱۰، فیض القدير ص ۱۰، حلیۃ الاولیاء ص ۱۰، تاریخ ابن ہشام ص ۱۰، مسند العساکر ص ۱۰، دیلمی ص ۱۰، مناقب النضر ص ۱۰، قصص الانبیاء ص ۱۰، سنن بیہقی ص ۱۰، سنن دارمی ص ۱۰، مسند عبد بن حمید ص ۱۰، مشکوٰۃ ص ۱۰، ایکہ کتاب اللہ ص ۱۰، اپنی عزت و اہل بیت، نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ دونوں جہان ہوں گے یہاں تک کہ حرمین تو قرآن مجید میں ہے، اور میرے بھی طریقہ کو آؤنا، میں تمام مسند میں ہوں گے جو میری اہل بیت سے ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسند وراثت پر سب دین و آخرت میں جو مسئلہ ہے، تمپ میں مسند میں نے مسند میں نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرمایا کہ میں نے یہ روایت سنی ہے کہ یہ ہادی رسول قیامت تک سے گئے۔ بیت تعمیر ما میری اللہ! میں داخل ہوں۔ یہ ایسی خصوصیت ہے حرام کی میں متفق ہوں۔ خصوصیت وہ جو بات میں سب سے متفق ہیں، ان کی تعمیر میں ہے۔ قرآن پاک میں ہے، و نغفر لہ و نؤخر لہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توثیق کر دے، الاصل بالشیء من صمدہ کہ کسی شے کا امر ان کے ضد و علان سے نہیں ہے۔ جب تعظیم فرض ہے تو جوین صمدہ ہے۔

ہم فرمادیں گے اپنی مسند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب بھی حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے وہ حضرت عائشہ الزہراء کو برسرِ وجہ اور اپنے پاس بھیجتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کھڑے تشریف لے جاتے تو سیدہ عائشہ الزہراء سب کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتیں۔ فقینہ واجلسہ فی مجلسنا (صحیح ترمذی ص ۱۰) ۱۰، ابوداؤد ص ۱۰، ابی ابی ایوب ص ۱۰، مسند ک ص ۱۰، ابی ابی ایوب ص ۱۰، تاریخ الامم ص ۱۰، مستدرک ص ۱۰، سنن بیہقی ص ۱۰، کنز العمال ص ۱۰، فیض القدير ص ۱۰، مسند احمد بن حنبل ص ۱۰، مسند النجاشی ص ۱۰، مجمع الزوائد ص ۱۰، حلیۃ الاولیاء ص ۱۰، صواعق مرقومہ ص ۱۰، اور حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن میں چار آدمیوں کا شیعہ ہوں گا۔ المحرم لد ریتی، والقاسی ہم حواء جہنم، والباغی لہ

لاق ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں عبد اللہ بن الحسن انسی کی شفاعت میں ہوں۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ استوفی شدہ جب مابلی سمیت دھیرہ تقسیم کرنے تو پیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں سے مسترد کر دے۔ ایک وفد آپ مابلی تقسیم کرنے کے تو آپ نے ابستہ حضرت حسن
اللہ حضرت حسین سے کی تو آپ کے بیٹے عبد اللہ بن عمر نے کہا، باپ میں زیادہ حق تقسیم رکھتا ہوں کیونکہ آپ خلیفہ
ہیں۔ تو حضرت عمر نے فرمایا حسین بن علی کے باپ جیسا باپ اللہ بنے جیسا نانا نانا کا بچے مقدم کروں۔

حضرت امام مالک، استوفی شدہ عمر رضی اللہ عنہ وسلم کی اپنی بیت اور قریبی رشتہ داروں کی بہت عزت
کرتے تھے۔ ایک وفد جعفر بن سلیمان عبادی (دین مومنین کے قور) نے آپ کو کونہہ مگرنے، آپ سے برہنہ ہو گئے
ہو سنسن آنے کے بعد فریاد و گور، تم لوہا دین میں نے جعفر بن سلیمان کو مصافحہ کیا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا رشتہ دار ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اپنی بیت کی تعظیم و توقیر کے لیے متعدد مرتبہ قابل تعظیم موقوف، اختیار
کیا جس کی بنا پر حسن کو ست میں حکومت وقت کی طرف سے قتال، زلزلہ، اور آفر کا حق کے ساتھ قسب اور رسالت
ہے۔ یہاں کی حالت میں حضرت جعفر کی عزت و محبت میں حق تقسیم ہوئی، سنی کیا یہ تھے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حفاظت سے ۱۴

امام سنی ہی بیت لڑی سلیہ کرتے تھے آپ سے تعزیر و زنی ہے، میں ابو بیت کے نامہ داروں سے ہوں
یہاں تک کہ آپ کے بارے میں چہ بیگنیاں ہوئے تھیں تو آپ سے جو بامسودا، اگر آپ کو دل محبت رحمہ ہے حبیب
المنشکات اللہ رافضی تو میں دانش گو، رہو کہ میں دانشی ہوں امام احمد بن حنبل، اپنی بیت رسول کا بہت احترام
ہو تعظیم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل جامع مسجد کے عداوت پر بنو ہاشم کے ایک چھوٹے لڑکے سے ملے
جو دروازہ سے باہر چلا جا رہا تھا حضرت اس نے ہم کو دیکھ کر تعجباً کھڑا ہو گیا تاکہ آپ شکل جائیں۔ امام صاحب نے
جولہ دیکھا تو پہلے ہٹ گئے اللہ ہاشمی بچے کو ہز زربوسہ دیا اور کھڑے ہو گئے مگر وہ بچہ مسجد سے باہر چلا گیا۔ روایا
یہ بچہ اب بیت سے ہے طوفانی نے من کا احترام فرمائی ہے۔

میں اللہ بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کوئی سنیہ تقسیم کئے یہ آتا تو اس کو خند جگہ پر بٹھاتے اور
تو نیچے بیٹھتے۔ حضرت زبیر بن عوف رضی اللہ عنہ جن کی ولایت اکثراً تمام دینداروں سے مشہور تھا

کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام المتوفی سنہ ۱۴۰ کے گھرنے میں ہاں جڑ کرتے تھے۔ حضرت امام کوفی متوفی سنہ ۱۲۰ جو صوفیہ کے پیشوا ہیں وہ حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام المتوفی سنہ ۱۴۵ کے دربار میں تھے امام شافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ اپنی کتاب "ایضاحیت وایضاح" میں عقائد کی بحث میں لکھتے ہیں کہ واجب ہے کہ محبوب محبت ویت نبی علیہ السلام کا اعتقاد رکھا جائے، وہ جس و جس میں، حضرت خاتم الزہرا کے وہ نواسے بیٹے دران کی اولاد ہے اندر قیامت تک۔ نجات ہو کہ اولاد بیت امام سادات کی تعظیم و توقیر فرض شریعت ہے جو ان کی ہی خصوصیت ہے۔

خصوصیت ۳: اس نسب کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ سادات صرف وہ ہوں گے جو حضرت خاتم الزہرا یا حسین کریمین کی صبی اولاد سے ہوں گے جیسے کہ پہلے گدہ پناہ ہے اللہ حضرت خاتم الزہرا کی وہ صاحبزادی حضرت زینب اللہ حضرت ام کلثوم اگرچہ اولاد رسول ہیں لیکن آجے دن کی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو کر سادات میں شمار نہ ہوگی بلکہ ان دونوں صاحبزادوں کی اولاد ہیں۔ کھائے جان کے پہلے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں گی۔ پس حسب باپ کا پڑاوی اور کا سرگرم۔ اسی پر علماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خٹا ملک میں سے یہ بھی لکھا ہے کہ چہ و چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا کی اولاد ہیں۔ آپ کی طرف منسوب ہے اللہ حضرت فاطمہ کی صاحبزادی حضرت زینب حضرت ام کلثوم کی اولاد ہے جیسے اس قسم کا ذکر میں نے۔ پس سیدہ فاطمہ الزہرا کے واسطے اللہ کی سبب دیکھ کر شریعت احمد و کاوی عامقا و صفا کی ہوگا جس میں اولاد علی طسب صرف پہلے باپ کے تابع ہوتے ہیں۔ اور کسی بچے سلف اور عبد کے برابر یہ بات مسلم ہے کہ ایک سیدہ زادی کی اولاد اس وقت سیدہ نہیں کہلا سکتی جب تک اس کا باپ سیدہ ہو، پس سیدہ فاطمہ کی اولاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت ہوگی اللہ حسین کی اولاد حسین کی طرف اور حسن کی طرف نسبت ہوگی۔ اگر ہی ماؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو حضرت خاتم الزہرا نے واسطے حضرت زینب اللہ حضرت ام کلثوم کے والدہ گرامی ہوتے ہیں۔ ان کے لیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی بیٹی رہی ہو، اس لیے کہ آپ کی آپسی بیٹی کی۔ اور اس خصوصیت پر دلیل یہ حدیث ہے: نکاح علی ام حبیبہ الاولاد مالکۃ فاعاد لہم وحصہ تھو۔ ہر ان کی اولاد کا ایک حصہ دیا ہوگا ہے مگر فاطمہ کے ورثے حضرت حسن و حضرت حسین، پس میں حضرت خاتم الزہرا کا ولی ہوں اللہ حضرت حسن اور حضرت حسین کا حصہ حصہ کی ولی ہوں۔

۱۔ بات بھی پیش نظر ہے کہ اسکا تذکرہ بالا حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب حضرت فاطمہ الزہراؑ اور ان کی اولاد کے متعلق فرمایا ہے کہ میں ان کا غصب (ہمدی دلی) ہوں۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں اور بھی تھیں، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت کھنڈم، ان کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خصوصیت صرف حضرت فاطمہ کی اولاد کے لیے ہے دوسری صاحبزادیوں کی اولاد کے لیے نہیں ہے۔ ان کے بارے میں یہ نہ کہا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باپ ہیں اور وہ آپ کے بیٹے ہیں جس طرح کہ یہ بات اولاد فاطمہ کے لیے کہی جاتی ہے، ہاں یہ کہا جائے گا کہ وہ آپ کی اولاد اور نسل سے ہیں۔ فرمادے کہ اولاد فاطمہ الزہراؑ اور امام حسن اور امام حسین سے ہے وہ قسادات ہیں اور جو دوسری صاحبزادیوں کی اولاد ہے یا حضرت فاطمہ الزہراؑ کے فرزند اور فراسیدی ہیں وہ سادات سے نہیں ہیں۔ یہ بھی وہ خصوصیت ہے جو نسب سادات کے ساتھ متعلق ہے۔ در کسی نسب میں نہیں ہے۔

خصوصیت ۲۔ اہم پہلے مذکور ہے کہ ہر کلمہ میں نکات منفہ میں ہونا بیکن ہتھول نہ لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ نکات سوچنا ہے، لکھ کر دے۔ ان پر کلمہ میں نکات کر کے کی تو سادات کے نسب سے کٹ جانے کی اور اس سے کہ جو اولاد ہوگی وہ نجس ہو جائے گی اور سادات سے اسلام میں پہلا گرو نہیں ہوں گے۔ جو سادات کے نسب میں جہت بنا نہیں ہے۔

علامہ محمد بن مسلم، انصاری، سلاسلہ نسبہؒ کے حوالے سے کہتے ہیں، ولہذا اجری السلف والعلف علی ان اسب التریذہ لا یگوید شریفاً الذلویوں ابود شریفاً، اور اسی لیے سلف و خلف کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ایک سید زادی کی اولاد اس وقت تک سید نہیں کہلا سکتی جب تک اس کا باپ سید نہ ہو۔

علامہ رشیدی لکھتے ہیں، ص کات اسما علویہ مثلاً وانوھا عجسی یكون العجسی کنو لھا وان کان لھا مشرف مالان العصب فلا یار ولہذا اجاس دفع الزکاۃ الیہا فلا یعتبر اسنادوت بینہما من جہۃ مشرف الام (رد المحتار ص ۳۵) یعنی جس محبت کی ماں علویہ ہو اور باپ نجی ہو تو اکی محبت کے لیے نجی مرد بھی کہو ہو سکتا ہے کیونکہ نسب تو باپ دادا کی طرف سے چلے گا اکی دوسرے اس محبت کو روکا دینا بھی جائز ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس محبت کی اگرچہ ماں علویہ تھی بیکن باپ نجی ہوئے کہ دوسرے۔ محبت نجی مرد کے لیے ہم کہتے ہو نجی اندہاں کی طرف سے جو مشرف علی وہ بھی ختم مر جا نہیں اور اس کو روکا بھی دی جا سکتی ہے اور اس کا رشتہ

جو ماں کی طرف سے علویوں سے وابستہ تھا وہ کٹ چکا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سنیہ زادی بہن یا بیوی دلی کی رضا سے غیر کفر میں نکاح کر لیتی ہے تو اس کی آنکھ جو اولاد بھیجنے کا باعث سادات سے بحیثیت سادات کٹ چکا ہے۔

خصوصیت ۷۱: اہل بیت کرام اور سادات کے نسب کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو ان کی طرف نسبت ہو جائے اس کے احکام میں بدل جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۱۵۱ میں ہے: *وصلاۃ النکاحی و تکافی مولاۃ القرشی کدافی الشمرانی*۔ کہ قریشی باطنی کی نوٹھی قریشی غیر باطنی کے غلام کا کفر نہیں بن سکتی اب یہاں نوٹھی بحیثیت نوٹھی میں کوئی فوقیت نہیں بلکہ یہ صرف ترات اس کے باطنیت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہی ہے۔ کہ وہ باقی کی نوٹھی ہونے کے لیے اسے قریشی غلام کی جگہ کفر میں رہی۔ جب باطنیہ یا سنیہ کا خود ہی نشانہ کر لیجئے۔

علامہ سید شہاب الدین مصلحی نے کہ سب کی نوٹھی اور سب کی مطلقہ جوی جو کفر سنیہ ہو سو ہے بھی نکاح نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ کسی دلت سنیہ کی زوجہ بنتی ہے۔ اس لیے نسبت کے تحت ہر اگرچہ اس کے مطلق دلی ہے اس سے نکاح نہ کیا جاسکتا اور نسبت کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس کی یہ مثال بھی پڑھ لیجئے علامہ ابو مسعود حمادی مثنوی ص ۱۰۷ ترات مثنوی آثار میں مصلحی نے کہا ہے کہ ایک ہی باطنی کے غلام تو غلام، حوالی (تو کہ وہ غلام سے لے کر دلت ہو) ہر ایک کے لیے ہے۔ ہر ایک کے لیے ہے کسی سے بھی اس میں اختلاف نہیں۔ رفت دی جو حق ہے ص ۱۶۵) ظاہر ہے کہ اہل بیت کرام اور سادات کی طرف جو منسوب ہو گیا اس کے احکام بھی بدل گئے۔ فرض کیا سادات کے سب کی یہ خصوصیت بھی ہے جو ان کی طرف منسوب ہو جائے اس کے احکام بھی بدل جاتے ہیں۔

خصوصیت ۷۲: ہم نے جو خصوصیت ۷۱ میں ذکر کیا ہے کہ اہل بیت کرام و سادات کی طرف جس کی نسبت ہو جائے اس کے احکام بدل جاتے ہیں جیسے کہ باطنی کی نوٹھی کا کفر سنیہ جبرائیل کا غلام نہیں بن سکتا باوجودیکہ باطنی ہی قریشی ہے لیکن اس کی وجہ یہ حدیث میں جو عزہ باطنی کی شخصیت میں وارد ہوئی ہے جس میں سے ایک حدیث ہم نے نسب کی اہمیت کی بحث میں ذکر کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کماؤ سے قریش کو پسند کیا۔ پھر قریش سے بنی ہاشم کو۔ اب قریش سے بنی ہاشم کو پسند کرنا بنی ہاشم کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ یہ باطنیت اس بات کی بھی دلیل ہے کہ باطنی نوٹھی کے لیے قریشی

غیر ہاشمی کا غلام ہم کفو نہیں بن سکتا۔ اسی طرح جہاں اس سے بھی زیادہ افضلیت ثابت ہوگی وہاں افضلیت کا حکم بھی ثابت ہوگا کیونکہ حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم سے بنی عبدالمطلب کو پسند کیا اور عبدالمطلب سے محمد کو پسند اور برگزیدہ کیا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاد بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے افضل ہوئے تو آپ کی لونڈیوں کا حکم بھی تمام قریشی، بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کی لونڈیوں سے جدا ہوگا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا غلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لونڈی کا کفو نہیں ہوگا۔ جب یہ حکم لونڈیوں اور غلاموں کا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا حکم قریشیوں، ہاشمیوں اور معصیوں کی اولادوں سے بھی یقیناً جدا ہوگا کہ کفو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے قریشی، ہاشمی اور معصی ہم کفو نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ ابن جبر کی پہلی حدیث کسی حد تک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصال سے ابھی کے کہ حضرت فاطمہؓ زہراءؓ کی اولاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف عیثیت نسب قبول سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ان کی ہم کفو اور مشابہ ہیں ہے آپ کی اولاد کا حکم کوئی ہم معاد نہیں ہے نہ آپ کی عیثیت قریش سے ہو۔ فاطمہؓ سے نہ ہو۔ نہ کنو۔ نہ عیثیت۔ نہ کاب۔ نہ سب سے نہ ہا۔ نہ پس وہا کی نسبتہ کے لیے کفو نہیں ہے اگرچہ وہا بنی ہاشم سے ہیں۔

سوال :- کیا یہ سب قریشی ہیں کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یہ ہیں۔ ہاں یہ ہیں اور ان کے ہم کفو ہوں گے۔

جواب :- ایک ہرے کا مطلب یہ ہے کہ ان غیرت اور صداقت و خیر کے حکم میں ایک ہیں کفو میں ایک نہیں ہیں۔ غلام ابن جبر کی کلام کا مفہوم بھی یہی ہے کہ عیثی اور سیدہ ہم کفو نہیں بن سکتے اگرچہ دونوں بنی ہاشم سے ہیں۔ جہاں فقہاء نے یہ بیان کیا ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صداقت و انصاف و غیرت و خیر میں ایک ہیں نہ کہ کفو میں ایک ہیں۔ جب کفو میں ایک نہ ہوئے تو اب عیثی مرد کا نکاح سیدہ عیثی کے ساتھ نہ ہوگا۔

سوال :- قریش باہمی ایک دوسرے کے کفو ہیں اور سیدہ بھی قریش ہیں لہذا قریشی مساوات کے ہم کفو ہوں گے حدیث میں بھی ہے قریشی بعضہم اناء لبعضہم قریشی بعض کے لیے ہم کفو ہیں۔ لہذا یہ کہنا کہ سیدہ کو ہم کفو صرف سیدہ سے صحیح نہیں ہے۔

جواب : سائل نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے اس کو امام حاکم نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں شجاج
 بن وہید المرقزی مشہور ہے جس سے روایت کرتا ہے وہ مجہول ہے۔ ابو یوسف المرقزی مشہور ہے بھی اس کو روایت
 کیا ہے لیکن اس کی سند میں عمر الدیقلی مشہور ہے جو ہے محدثین نے اس کے متعلق کہا ہے وہ موضوع روایات میں
 کرتا ہے۔ اس کو دارقطنی مرقزی مشہور کرتے ہیں جس طرح سے روایت کیا ہے لیکن اس میں یحییٰ بن وہید ضعیف ہے
 اور محمد بن یحییٰ مطہری الحدیث ہے۔ اس حدیث کی سند میں محمد بن یحییٰ مشہور ہے کامل میں بھی اس حدیث کو حضرت سل
 اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لیکن اس میں بھی ایک دلوکی علی بن عروہ ہے جو کہ منکر حدیث
 ہے اور دوسرا دلوکی عثمان بن عفان ہے جو کہ مجہول ہے روایت کرتا ہے۔ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا سے بھی مروی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے اس حدیث کو امام بزار المرقزی مشہور نے بھی روایت کیا ہے لیکن ان
 کی سند میں ایک دلوکی سلیمان بن ابی الحارث ہے جس پر ابی حنظل المرقزی مشہور ہے جو کہ ہے دوسرا دلوکی
 بن سعد سے جس کا نام عمار بن سعد بن حمل سے ثابت نہیں ہو سیکر اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں اس
 لیے علامہ ابن سیرین المرقزی مشہور کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے اور جرح سند و روایت کی وجہ سے تمام اس حدیث
 کو ساقی ہے۔ ثابت روایت

ساقی کی پیش کردہ حدیث پر محدثین نے جرح کی ہے اس سے دنا تو دیکھا ہوگا یہ حدیث
 ضعیف ہے۔ اگرچہ خود طرق پر اس حدیث میں کچھ مبالغہ ہے مگر اس کا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو جرح نہیں کیے
 عام خصوصیت حدیث ہے کہ اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر اس کے خصوصیات سے اس کے کتب کی اولاد کا کٹاؤ بھی
 ہم کفو نہیں ہے۔ قریش اگرچہ ایک خاصہ ہے مگر اس کے کفو میں لیکن قریش سے سادات خصوصیت میں قریش
 کے کفو نہیں ہوتے جیسے کہ ابی جرح نے تقریباً کی ہے۔ فالعہد ہی دیکھو کفو للشریعت کہ عباسی مرو
 مشہور کے یہ کفو نہیں ہے اگرچہ دونوں ہی ہاشم سے ہیں جب مشہور کے لیے عباسی عز نہیں بن سکتا
 قریش کچھ ہوگا مگر لاری حدیث پر حدیث یا خصوصیت ہوگی۔ علاوہ اس حدیث قریش
 مدعیہ کفار بعض "تفسیر کیر نہیں ہے کہ جس میں ابی بیت رسول کو داخل کر کے قریش کے کفو قرار دیا جائے بلکہ
 خود تفسیر کے لفظ ہی "جزیت" اور "بصیت" پر دلالت کر رہے ہیں۔ جب "تفسیر کیر" نہیں دیکھتے "تفسیر" ہے تو
 اس میں سادات داخل ہی نہ ہوں گے۔ اب حدیث کا منہم یہ ہوگا کہ بعض قریش بعض کا کفو ہیں اور بعض قریش
 کفر قریش کا کفو نہیں ہیں۔ جیسے کہ قریشی سادات کا کفو نہیں ہیں حالانکہ سادات بھی قریشی ہیں مگر اگرچہ قریش

سادات ہیں وہ جو شخصیت معلوم حدیث میں داخل نہیں ہیں۔ یا جو نصیحت کے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمام قریش تو ایک دوسرے کا کفو نہیں بلکہ بعض قریش بعض کے کفو ہوں گے جو ان کی برتری سے ہوں گے یہی اگر قریشی سادات ہیں تو ان قریشیوں کے ہم کفو ہوں گے جو سادات ہوں گے یہ دوسرے قریشیوں کے ہم کفو نہیں ہو سکتے جو کہ سیدہ ہیں۔ اسی طرح باقی جو ہوں گے وہ ہاشمیوں کے ہم کفو ہوں گے لیکن بنی عدی ہاشمیوں کے ہم کفو نہیں ہوں گے۔

غلام کلام یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کی اولاد کا کوئی بھی ہم کفو نہیں ہے تو یہ سیدہ کا نہ ہم کفو قریشی ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہاشمی اور نہ حبشی اور نہ ہی عسوی میرزا علی۔ بلکہ سیدہ زادی کا ہم کفو صرف اور صرف سیدہ زادہ ہی ہو گا۔

خصوصیت زنا، علی، شانہ سے صاحب شخصیت کہتے ہیں کہ اولاد فاطمہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص نفس سے ہے اور اس امر کو کیا بات میں متروک ہو، تسلیم کیا ہے یہی اگر اولاد حضرت زہرا ہیں حضرت قریش پانچ گنی اور سیدہ جوئے تو مکہ منقطع ہو گا اس وجہ سے کہ وہ دونوں ہم سوا ہیں۔ اگر نہ سیدہ سے اور نہ کہ عیسیٰ سے تو سادات نہیں ہو گا کیونکہ وہ غیر سیدہ ہیں۔ اسی کا ہم کفو نہیں ہو گا اور یہاں بھی علی علیہ السلام اور سیدہ زہرا سے ہے اگر نہ ان کی سیدہ زادی جو اور نہ کہ عیسیٰ سے تو ان سادات نہیں ہو گا ظاہر ہے کہ سنی جو سیدہ زہرا کی بی بی علیہ وسلم کی طرف

نے طرد کا کسی یہ ہے کہ جب وصف پائی جائے تو ہم دیکھ جائے اور نفس کا بھی جب وصف ہو سنی جو مانے تو ہم بھی سنی جو مانے ہوں گے تو وہ ان بھی کہتے ہیں یہاں علی، عتیق، حدیث علیہ کا بھی اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں اگر وصف کے پائے جائے تو مانے پائے جاتا ہے تو وصف مشربانے کا جسے کہ وہ مانے ہے طرد ہے۔ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ وہ صحت علت حلالہ ہو گا جسے کہ عیسیٰ کے صحت ہوں گے یہ عقد نکاح صحت ہے غرضیکہ حنفیہ کے مذہب کے یہ ہے کہ وصف کے پائے جائے تو ہم پائے جائے ہیں۔ وصف قائم صحت امر شرع ہے مگر عداوت ہوگی کہ اگر تو ظہری و حق بونی تو تجھے حلاق ہے اب حدیث اگر حدیث سنات ہیں ظہری و حق بونی تو حلاق واقع ہوگی اگر داخل۔ بونی تو حلاق نہ ہوگی۔ یہی ہم کا دورانی وجودی عہد پر سکاں میں مانے کے ساتھ پائے جاتا ہے باوجودیکہ علت میں سے اور شافعیہ کے مذہب کا ہم مقام صحت کے ہے مثلاً شافعیہ کہتے ہیں کہ نکاح کے گروہ دو ہیں مرد و عورت۔ ایک مرد جو سکتا ہے کیونکہ نکاح، قسم حال میں ہے اور عورت نہ ہو وہ عورتی کہ نہیں ہو سکتی جیسے کہ عداوت، عقد میں

کی تو حکم چاہا جائے گا۔ اگر علت من سبب نہ پائی گئی تو حکم نہیں پایا جائے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرف استہاب کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اسی کا وہ
 کفو نہیں بن سکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں ہے۔ ہم پہلے کفو کی تحقیق میں
 کچھ بچے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح منع ہے جو کہ علت شرعیہ انسان کی تکمیل ہے۔ جہاں ہی انسان کی فی الواقع
 تکمیل ہوگی وہاں ہی غیر کفو میں نکاح منع نہیں ہوگا۔ اگر لڑکی سیدہ زادی ہو اور لڑکا غیر سیدہ بر تو اب وہ
 لڑکی سیدہ زادی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے وہ غیر کفو میں جس سے نکاح ہوگا
 وہ غیر سیدہ ہے تو یہاں بہت بڑی علت ہوگی تو ظاہر ہوا کہ غیر کفو میں نکاح منع ہے۔ ہونے کی علت مشرعیہ
 مناسبہ وہ مؤثرہ تدریجی انسان ہے۔ اگر قربت رسول کو حکم کے لیے شرط مانا جائے تو اس کا اصل بھی وہی تدریجی
 ہے ثابت ہوا کہ غیر کفو میں نکاح نہ ہونے کی علت انسان کی ذلت ہے اور پھر یہاں قربت حکم کے لیے شرط
 ہو رہی ہے جس میں دوسری الہ شرعی دونوں قسم کی علت ہے اور جہاں دونوں قسم کی ذلت ہوگی وہاں نکاح
 منع نہیں ہوگا۔ کسی شرط کی جائید حصرت ظہر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول سے ملتی ہے کہ ہر ایک سے غرضتہ میں کہ
 میں ثابت ہوں کہ حسب و نسب والی رذیلوں کا نکاح صرف کفو میں کر کے کی اجازت ہوں (وہی غرضتہ ہوا کہ شرعاً
 حل ہے اگر نکاح غیر کفو میں ہو تو تدریجی ہوگا جو کہ نکاح کے غیر کفو میں منع ہے۔ ہونے کی علت ہے ایک ذلت
 علت نہیں ہے۔ کیونکہ علت حکم میں مؤثر ہوتی ہے۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ علت ہی وجود حکم میں مؤثر
 ہوتی ہے تو لڑکار و نصف شہدی ہوگا یعنی جہاں کہیں وہ وصف متفق ہوگی اس کا حکم بھی ثابت ہوگا۔ اور
 یہ حکم اپنے مقام تک منحصر نہیں ہوگا جبکہ وصف کی تاثیر کے بالنتیج ثابت ہوتا رہے گا اگر نکاح کفو میں ہوا
 تو ولی کی عزت کمال ہے گی۔ اگر غیر کفو میں ہوا تو ولی (دورث) کی توہین ہوگی اور یہ عزت اور توہین ہی نکاح
 کے جواز اور عدم جواز میں علت مؤثرہ ہے۔ اور فساد زیادہ کا نکاح میں کفو میں ہونے یا غیر کفو میں منع ہے
 میں اثر نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ فساد زیادہ عدم نکاح کے لیے سبب بن سکتا ہے کہ حسب و نسب کفو میں
 منع ہو جائے گا تو فساد زیادہ کی وجہ سے نکاح منع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر ولی عدالت میں فسخ نکاح کے لیے جرح
 نہیں کر سکتا نیز ہر قاضی عادل بھی نہیں کر سکتا کہ وہ غیر کفو میں نکاح فسخ کر دے اور اگر بالفرض ولی یا قاضی
 عدالت سے کر سکے اور قاضی بھی عادل ہو تو پھر بھی بعض اوقات حکام کے دروازوں پر چکر لگانے کی ذلت اور ان
 کام نے ممکن ہونے کی وجہ سے عدالت کی طرف رجوع تبسبب کیا جاتا، لہذا ضرر ہمیشہ کے لیے بچتا ہو جاتا ہے۔

اور اس خود سے بچنے کے لیے بھی طریقہ ہے کہ بیادہی طور پر نکاح ہی منعقد ہو اس سے ظاہر ہے کہ فتویٰ کے مختار
ہونے کے لیے فسادِ راز کا ذکر صرف اس لیے ہوا ہے کہ فسادِ راز کی وجہ سے نکاحِ فسخ نہیں ہوگا یہ صورت نہیں ہے
کہ فسادِ راز نکاح کے کھڑا یا عدم کھڑا یا جواز اور عدم جواز کے لیے علت ہے بلکہ علتِ وثقہ ہے جو شخص ایسا نکاح دیکھ لے تو
نے ذکر کی ہے کہ نکاح بیکفایتی اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اس میں دل، ارٹ، یا کی فریب ہے۔

جب قاضی محرمات، مہادی اور قبیحی نکاح پڑھ چکے ہوں تو اب اس مسئلہ کے چند تفصیلی مباحث بھی پڑھ لیں۔
بحث اولیٰ ولایتِ نفث میں معنی دوست ہے اور ولایت کا معنی نفثی اصطلاح میں یہ ہے کہ دوسرے پر اپنی بات
کا ذکر کرے یا حق ہو خود دوسرے نفثی یا غبی پر یا نہ نکاح کے معاملہ میں ولایتِ دو قسم ہے، ایک ولایتِ اہل بیت و
بالہ ہے جو شہرِ ہند کی پر جاتی ہے، دوسری ولایتِ مشتبہ ہے عائدہ اللہ پر ہوتی ہے خواہ پاکر، گزائی، اور یا شبہ
(مستند کی شہادہ) اور ثبوتِ ولایت کے چار اسباب ہیں۔ ۱۔

۱۔ قرابت، جیسے باپ اپنی بیٹی کا نکاح کرے۔

۲۔ ملکیت، جیسے شوہر نے قدامتِ ہندی کا نکاح کرے۔

۳۔ ولایت، جیسے آقا اپنے آزاد کردہ غلام کا نکاح کرے۔

۴۔ راجت، جیسے بادشاہ یا قاضی کو راجت کا نکاح کرے۔

اور ایک نام شائیں، ام جو جس محدث منہل منہل سے لے کر اب تک
نکاح میں دن کا مقام [کے لیے دن کا ہونا ضروری ہے جو نکاحِ ولی یا اس کے قائم مقام کے بغیر ہو وہ نہیں
ہے کیونکہ حدیث میں ہے لا نکاح الا بولی، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو عورت اپنے ولی کی اجازت
کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے۔ لیکن مصیبت کے نزدیک حنیف یا کبیر یا مجنون کے نکاح
کے لیے ولی ضروری ہے اور بالہ پاکر جو یا شبہ میں کے نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

حنیفہ کی دلیل دس ذیل آیات قرآن اور احادیث صحیحہ میں خلاصہ نکاح فیما بین فی انفسہن
بالعصود قرآن و البیہ: تم پر مواخذہ نہیں ہے اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں اوافق شہرہ کریں حتیٰ شکرہ
موجباً وغیرہ جب تک دوسرے عاقل کے ساتھ نکاح نہ کرے فلا تفصلوا فیہن ان ینتحنن اور احادیث
توشہ عورت کے ظاہر: نہ کہ اس سے کہ اپنے شوہر اس سے نکاح کریں جو کہ جنہوں نے اپنے نکاح کے لیے تحریر کیا ہو خواہ
وہ بے یا کسی عاقل فیہ دیکھ یا ان سے پیسے جو عاقل دے چکے تھے ان آیات سے ظاہر ہے کہ عورتوں کو نکاح

کونے کا اختیار دیا گیا ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ عظمت اپنی ذات کی زیادہ مستحق ہے برائیت پسے دلی (اورش)
کے (صحیح مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر یہ دعوت
پر دلی کو کچھ اختیار نہیں ہے (ابوداؤد، نسائی)

حدیث پاک میں ہے کہ ایک بکرہ، کھڑی، لڑکی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد نے میری شادی ایسی چمک کر دی ہے کہ وہ مجھے ناپسند
ہے۔ آپ نے اسے اختیار دے دیا (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، دارقطنی) نیز حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بکرہ، لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے سوا کی جائے (بخاری، مسلم)

مسلم ہوا کہ حاکم بالغ حریت پر دلی کا جبر، استقلال نہیں ہے بلکہ نکاح کے معاملہ میں خود مختار
ہے۔ یہ ہدایت ہے کہ حاکم بالغ حریت کے پیش میں مناسب ہے کہ وہ اپنی دل کی رضا پر چلے تاکہ جیانی
کی طرف مسرت ہو اور سبب طلاق نہ بنے (ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد بن حنبل، دارقطنی، نسائی، ابن ماجہ)

سوال جب صاف لاشک سے مستحق دست برداری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے سوا
کیا جائے کہ شوہر پر مل کر نہ ہی تو یہ بکرہ، لڑکی کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی

جواب : اس سے کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ
صدیقہ کا نکاح ان کی کم کسی میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دیا تھا، لہذا صغیرہ عموماً سے مستثنیٰ
ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے یہاں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو بچے مال میں تصرف کر سکتا ہے وہ اپنی ذات میں بھی تصرف
کر سکتا ہے، ولہذا کان لها التصرف فی المال ولها اختیار لا زواج، (ہایہ ص ۲۵۴) اور حاکم بالغ
کو چونکہ بچے مال میں تصرف کا اختیار ہے لہذا اس کا نکاح میں بھی اختیار ہوگا اور صغیرہ کو مال میں اختیار
نہیں لہذا نکاح میں بھی اختیار نہیں ہوگا۔ علمائے اصول فرماتے ہیں انما یثبت ولایۃ الاب فی مال
الصغیرۃ لا مالها عاجزۃ عن التصرف بنسبها ما ثبت استرع ولایۃ الاب کیلایۃ مطلق مالها
المتعلقۃ بدالک وقد حجرت عن التصرف فی مالها لوجوب القول لولایۃ الاب علیہا۔
(مجموع الفتاویٰ ص ۲۵۴) جو کہ صغیرہ مال میں تصرف نہیں کر سکتی لہذا نکاح میں بھی صغیرہ پر ولایت ایسا
ہے اور اصل عموماً سے اس سے استفادہ کر لیا گیا ہے۔

امام شافعی، امام مالک اور امام احمد نے جو احادیث ذکر کی ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ ایک تو وہ اہل قرآن سے متعارف ہیں نیز نکاح کا مآطل، باطل، باطل والی حدیث کی دائرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں، آپ کا عمل کو انہوں نے اپنی جتنی کا نکاح بھائی سے پوچھے بغیر کر دیا تھا اسی حدیث کے خلاف ہے۔ راوی کا حسب خود عمل حدیث کے خلاف ہو تو حدیث کی حیثیت کو جبراً رد کر دیتا ہے نیز امام بخاری اور یحییٰ بن سعید القطیفی مستشرق فرماتے ہیں کہ اشتراط دلی کے باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہو سکتی۔

حالات کلام یہ ہے کہ انکی تائید اور حجاج کے نزدیک نکاح کے لیے دلی کا ہونا ضروری ہے ورنہ نکاح باطل ہوگا اور اصناف کے نزدیک صغیر یا کبیرہ مجرد کے نکاح کے لیے دل ضروری ہے بالغ یا کبیرہ بوجہ شہدائے بس کے نکاح کے لیے دل ضروری نہیں۔ البتہ اگر غیر کفو میں نکاح کرے اور اولاد کو اقراض ہو تو وہ اہل حق سے یا عدالت اسلامیہ سے معجز کرا سکتے ہیں۔ ہجری ۱۰۵۲ء میں مہمکن للولی لا یتراض فی عیوانکم و عن ابی حنیفہ والی یوسف امہ لایحرم فی عیوانکم لاسہ کہ صحت واقعہ لا میراج، امام ابو نعیمہ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ غیر کفو میں نکاح منع ہے جہاں ہونا یا کبیرہ کو جب کسی دوسرے نکاح پر رخصت میں ہو جاتا ہے اس کا فیج راجع مشکل ہو جاتا ہے یہی حسن بن زیاد کی روایت سے جس کو مسند کہا گیا ہے اس کا ترجمہ رائے الشافعیہ میں آتا ہے۔

بحث ثانی، کفو کا معنی یہ ہے نکاح میں کثرت سے مرد، ایک عورت سے اس کا اعتبار مرد کی جانب سے ہوتا ہے، کیونکہ شریف عورت، غنیس، رشتہ دار کے بچے رہنا پسند نہیں کرتی، ہذا اثریت نے کفو کا نسب میں بھی اعتبار کیا کیونکہ نسب عربوں کے نزدیک موجب فخر ہے، اسی لیے ظاہر روایت کے مطابق علی مرد، عربی عورت کے لیے کفو نہیں ہوگا، جب ایک علی مرد عربی عورت کے لیے کفو نہیں ہوگا تو مستحبہ کے لیے قریشیہ، ہاشمیہ اور علویہ عورت کے لیے بھی کفو نہیں ہوگا، جب علویہ کے لیے کفو نہیں ہوگا تو مستحبہ کے لیے بھی کفو نہیں ہوگا، کیونکہ سادات کا نسب صرف مشہور ہی نہیں ہے بلکہ مخفی بھی ہے۔

صاحب ہدایہ کفو کے مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کفو کا نسب میں اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ نسب موجب فخر ہے اور بعض قریشی بعض کے کفو میں، اس کے بعد لکھتے ہیں کہ امام عکرمہ روایت ہے، الا ان بحرف نسب مشہور کا اصل بیت الخلا ہے، اگر نسب مشہور ہے جیسے کہ خلفائے راشدین کا نسب تو ہر افضلیت کا اعتبار کیا جائے گا، یہاں تک کہ خلیفہ کی سلسل سے اگر قریشی لڑکی نے قریشی لڑکے کے

سابقہ جو خلیفہ کی شہریت سے نہیں ہے، نکالنا کیا تو اولیاء کو اعتراض لاحق ہو گا کہ وہ نکالنا صحیح کر رہیں۔
 شمس الائمہ سرخسؒ اور صاحب ہدیہؒ کہتے ہیں کہ یہ امام محمد نے جو کہا ہے صرف تعظیم خلافت کے لیے کہا ہے
 (درایہ صفحہ ۱۰، ج ۱) جسوٹ مستخرج) شمس الائمہ اور صاحب ہدیہ کی تفسیر کے مطابق اگرچہ یہ قول امام محمد نے اہل بیت
 خلافت کی تعظیم کے لیے اختیار کیا ہے لیکن ہر صورت میں امام محمد نے قریش سے اہل بیت خلافت کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔
 جب اہل بیت خلافت کا سبب مشہور ہونے کی وجہ سے جو تعظیم مستثنیٰ ہے تو اہل بیت رسول کا سبب بھی جو
 تعظیم کے مستثنیٰ ہو گا اور جو جو ذرات رسول خصوصاً ہو گا اسی سے علیہ السلام کی کو مشرعی احکام میں سزا، حکم، تعظیم
 کہا ہے۔ چنانچہ علامہ سید شہاب الدینؒ "دفعہ" میں لکھتے ہیں کہ علماء شہادت میں سے صاحب تمییز نے لکھا
 ہے کہ اولادِ ناطق کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اقسام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے اور ہر
 کفایت میں سزا، حکم ہے "دفعہ" میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ خصائص سے شمار کیا گیا ہے۔

علامہ نے اسی بات کی بھی تفسیر کی ہے کہ حضور کی طرف قواعد اقسام سے یہ بھی ہے کہ کفو کو ان کا باپ اور
 سب سے پہلے کی ملاقات کے لیے کہتے ہیں کہ یہ اہل بیت میں سے امام محمد کی شاندار احکام میں بھی کیا جائے
 جیسے دفعہ اہلیت اور کفایت میں ایسی وجہ سے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مشرک
 نہیں ہے وہ اس کا کفو نہیں رہ سکتا اور اس میں نہ سنی نہ عہدِ اسلام کی طرف سبب سے۔

پھر اس قسم کے دو عمدہ لفظ "باب" دوسرے کے کفو میں متکرر سے کوئی بھی اولاد جس کو کفو نہیں
 ہے کیونکہ مقصد تو یہ ہے کہ کفایت کی قرب رسول میں مساوات ہو اور وہ ایسا ہی مساوی نہیں ہو گا کہ
 یہ ایک ایسی خصوصیت سے جو نسبت قریش میں نہیں پائی جاتی۔ سید شہاب الدینؒ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے
 مساوات رسولی معنی وحید کا یہ قیام دستور ہمارے امام اب بھی ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی شریفیہ لفظ
 میں بھی کرتے ہیں۔ اس سبب سبب کی حفاظت کے لیے وہ فرستہ بین و فرستہ (مے شادی) کے اجازت نہیں دیتے
 اگرچہ حرمت اور اس کا دل دامن ہوں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس نسب طائرہ حاجی اسی کو ہے ہے جو حسین
 کی طرف مشرک ہو۔ یہ حق نہ صرف کسی حرمت کو ہے نہ اس کے دل کو نہ سارے اولاد حسینؑ کی زمین کا رکن ہونا
 ناممکن ہے۔ آج کل تک اسی پر عمل ہے۔ یہ جو سترین نور اور قابل تقلید ہیں کیونکہ ان میں نقیض اور تضاد
 و اولیاء ہیں جن کی مخالفت جماعت کے لیے جائز نہیں ہر پھر میں جس کی انہوں نے سامی و مکو دی ہے اور جس
 پر وہ عمل پیرا ہے یہ بھی صرف ان کی سیرت پر عمل نہ ان کی منہ کرنا چاہیے انہیں ایسے احتیادات

اور ایسی نگاہیں حاصل ہیں کہ فقید ان کے اسرار کو نہیں پہنچ سکتا۔ دل کے اسی اختیار و عطیہ کی تائید مستند، عربی
خطاب رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتی ہے کہ فرطے ہیں میں چاہتا ہوں حسب و نسب والی رشتہوں کی شادی کو موقوف
کنو میں کہنے کی اجازت دوں اسحق۔ اسی سے ظاہر ہے کہ سادات کے نسب میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کا
ہم کنو وہی ہوگا جو ان کی طرف نسب حضرت میں سے ہو جیسے کہ خصوصیت مذکور میں ہم سے ذکر کیا ہے اگر کسی کو
یہ قرابت حاصل نہیں ہے تو وہ سادات کا ہم کنو نہیں ہے اگرچہ عورت اور اس کا ولی رضی اللہ عنہ ہو جائیں کیونکہ یہ
نسب دوسرے کام نہیں کی طرح نہیں ہے۔ اسی کی وہ خصوصیات ہیں جو دوسرے نسبوں میں نہیں جیسے کہ ہم سے
اس کے وہ خصوصیات بیان کیے ہیں۔ دوسرے عام نسبوں میں اگر عورت اور اس کا ولی رضی اللہ عنہ ہو جائیں تو ہم کنو
میں نکاح کر سکتے ہیں لیکن سادات کے نسب کا تعلق چونکہ قرابت رسولی سے ہے اور قرابت ایسی ہے جس کی
مثل دیگر نسبوں میں معدوم ہے۔ لہذا اگر عورت اور اس کا ولی رضی اللہ عنہ ہو جائیں تو پھر بھی ہم کنو میں نکاح
نہ ہوگا کیونکہ قرابت رسول سادات کے نسب کی خصوصیت ہے اور یہ کفایت میں صلہ علم ہے جیسے کہ حضرت
میں گدہ چاہے کہ اگر یہ قرابت رسولی حاکم کے بے علت متعصب سے پائی جائے کہ تو علم میں آیا جائے کہ ازملت
ماسبہ رہائی توحکم میں پایا جائے تاہم یہی مسئلہ کی نسبت جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف
ہے اس کا ہم کنو بھی وہی ہوگا جو کہ سیدہ جو حسن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو اگر ایسی
عورت ہوتی تو علم میں پایا جائے گا یعنی اس کا بھی کرنا کر کے ہی نہ ہو جائے گا اگر نہ کہ جبر سبب ہو تو ہر صحت
نہیں ہوگا اگرچہ نیک اور اس کا ولی دونوں واحد بھی ہوں۔ اگر سیدہ نیک کا نکاح غیر کنو میں اسی کی رضا اور اس
کے ولی کی رضا سے منع ہو جائے تو پھر نسب سادات کے جو خصوصیات ہیں وہ خصوصیات ہی نہ رہیں گے۔ حالانکہ ہم
پیشہ سادات کے نسب کی خصوصیات کی بحث میں ذکر کرتے ہیں کہ جو سادات کے نسب کے خصوصیات ہوں گے وہ اسی
کے ساتھ ہی مختص ہوں گے بغیر انہیں نہیں پائے جائیں گے مثلاً سادات کے نسب کا خاصہ ہے کہ وہ موصول ہے اور
قیامت کے دن بھی منتقل نہیں ہوگا جیسے کہ خصوصیت مذکور میں گدہ چکا ہے اور یہ بھی خاصہ ہے کہ سادات اگرچہ حضرت
صلی اللہ علیہ السلام کی اولاد ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اولاد ہیں خصوصیت مذکور
کی یاد رکھ کر چکا ہے۔ اسی بے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں حسن اور حسین کا باپ ہوں اور یہ نسب
کنو اور مضبوط ہے جیسے کہ خصوصیت مذکور میں ہے۔ یہ نسب پاکیزہ اور طاہر ہے جیسے کہ خصوصیت مذکور میں بیان
ہو چکا ہے اور سادات جو اس نسب اجہر سے متعلق ہیں ان کی تعظیم فرض ہے۔ ملاحظہ کیے خصوصیت مذکور اور

سادات صرف وہ ہوں گے جو حضرت فاطمہ اور ہذا اللہ حسین کریمین کی صلی اولاد سے ہوں گے اور جو سید زوی غیر کفو
 میں نکاح کرے گی اس نسب سے کٹ جائے گی، دیکھئے خصوصیت ۳۰۔ اور اس نسب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ
 اس کے احکام علیہ وہ ہیں بلکہ اس کی طرف جو نسبت ہو جائے اس کے بھی احکام بہی جاتے ہیں۔ خصوصیت ۳۱۔ ملاحظہ
 کریں جب اس نسب کے خصوصیات ہیں اور احکام علیہ وہ ہیں قرابہ لڑکی۔ اور اس کے دلہ کی رضا سے، نکاح بہی
 نہیں ہو سکتے۔ اگر لڑکی اور اس کے دلہ کی رضا سے غیر کفو میں نکاح ہو جائے تو چاہئے تھا کہ اس کی اولاد
 کا نسب سادات والا برقرار رہتا حالانکہ جب یہ سیدہ غیر کفو میں نکاح کرے گی تو اس کی آگے جو اولاد ہوگی وہ
 نسب سادات سے کٹ جائیگی جس سے ظاہر ہے کہ سادات کا کفو وہی ہوگا جس کو سادات کی طرف قرابت رسول
 حاصل ہو مگر سادات کا نسب خاصہ کے تابع نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تخصیص نہ فرماتے۔ حالانکہ
 خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سنو: واللہ یرزق نسب دنیا و آخرت میں رسول ہے وہ ظاہر و باطنی ملا
 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نسب و حسب
 قہامت کے دس صنفیں ہوجائے گا سب پر حسب و نسب ہائی مجھ کا، اور بھی رہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہری کی
 حریت اولاد اس کی حسب پشت میں بھی مقرر کی ذریت حسب علی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا انحصار نسب کا تذکرہ فرما، اس پر بھی وہی ہے کہ نسب کا کم کفو کی ہوگا جو سب حضرت سے جو بعد
 جو حضرت رسول سے سب سے وہ سادات کا کم کفو میں ہو سکتا دوسرے سادات میں سیدہ ہر کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے ہے اس لیے اس کا ہم کفو بھی سیدہ ہی ہوگا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد
 سے ہوگا، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سیدہ کا نکاح غیر کفو میں منع نہ ہوئے کی وجہ فساد یا نہ نہیں ہے بلکہ سیدہ
 کا نکاح غیر کفو میں منع نہ ہونے کی وجہ علت مناسبت یعنی قرابت رسول کا نہ ہونا ہے۔ یعنی سیدہ کا نکاح غیر سیدہ
 کے ساتھ منع نہ ہوا اسرار مانہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ سیدہ کا نکاح غیر سیدہ کے ساتھ ہی وجہ سے نہیں ہو رہا کہ
 سیدہ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور غیر سیدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب
 نہیں ہے۔ اگر سیدہ کا نکاح غیر سیدہ کے ساتھ ہو گا تو یہ اس کی قرین اور کے اپنی برگی، یہی غیر کفو میں نکاح نہ ہونے
 کی درحقیقت علت ہے جس کا تذکرہ فقہاء نے کیا ہے۔ فقہان مانہ علت نہیں ہے۔

علامہ شافعی لکھتے ہیں، یصلح جوارہ اصلاً هذا رواية الحسن بن أبي حنيفة عن وجه عدم
 الصلح على هذه الرواية دفع الضرر عن الأولاد یہ نکاح بالکلیہ جائز نہیں ہوگا یہی روایت

حسن بن زیاد کی امام ابو حنیفہ سے ہے اس نکاح کے منقذہ ہونے کی وجہ اولیاء سے خرد کا دفع کرنا ہے۔ کیونکہ جب نکاح غیر کفو میں ہوگا تو اولیاء اللہ وارثوں کے لیے باعث عار ہوگا اب یہاں علامہ شامی نے تقریباً کر دی ہے کہ حسن بن زیاد کی ہدایت جو کہ حنفی ہے اس میں نکاح نہ ہونے کی علت فساد رہا نہیں ہے بلکہ اس کی علت اولیاء سے خرد کا دفع کرنا ہے جو کہ اولیاء کے لیے باعث تنگ و عار تھا۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں، *الکفارة فی النکاح معتبرة لان اشغال المصالح بین الشکاتین صالحة زان الشریفة تالی ان یشون مستقر شہ* *للخصیص فلا بد من اعتبارها* (رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۵) جلد ۱ ص ۱۲۹) کہ نکاح میں کفو کا اعتبار اس لیے کیا گیا ہے کہ نکاح کے مقاصد اور مقصودوں کا انتظام باہمی کفو ہونے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اصل نسب کی محبت ایک گھٹیا قسم کے مرد کی بیوی بنا ہونے نہیں کرتی، اصل نسب کے عورت کے لیے اصل نسب کا ہی مرد ضروری ہے کیونکہ اگر مرد گھٹیا قسم کا ہوگا تو جیسے محبت کے لیے تنگ و عار کا باعث ہے اسی طرح اس کے دیوں کے لیے بھی تنگ و عار کا باعث ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے عدم ہونا کی علت اولیاء سے خرد کا دفع کرنا اور ان کو فوہیہ عار سے بچانا ہے جو ان کے نسب میں واقع ہو رہی ہے۔ ہر کفو میں نکاح منقذہ نہ ہونے کی علت فساد رہا نہیں ہے بلکہ یہ تو نکاح غیر کفو میں ہونے کے بعد اس کے عدم فسخ کے لیے سبب ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں *وهذا محذور للمعوی وذا شمس لانه وهذا اقرب الى الاحتیاط کذا فی تصحیح القامح قاسم زامہ نہیں کہ وہی یحسن لم یزید و لا یخصم و لا یقل قاص یعدل ولو احسن الولی و عدل القاصی فقد یترك، فلهذا لا یزید و لا یقل و استثنی الا الحسن* *الخصومات فیقصر العسر فکان منقذہ فعلاً*، اللہ یہ فتویٰ کہ ہے عمار ہے اللہ یہ احتیاط کے قریب ہے۔ علامہ قاسم المتولی رحمہ اللہ کی تعلیم میں بھی یوں ہے کیونکہ ہر دلی عدالت میں فسخ نکاح کے لیے رجوع نہیں کر سکتا نیز ہر قاضی عادل نہیں ہو سکتا کہ وہ ہر کفو میں نکاح فسخ کر دے اور اگر بالفرض ولی یہ کام عدالت عدالت سے کر سکے اور قاضی بھی عادل ہو تو پھر بھی بعض اوقات حکام کے دوازدہوں پر چکر لگانے کی خفت اور عار اور اس کام کے مشکل ہونے کی وجہ سے عدالت کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا ضرور ہمیشہ کے لیے پختہ ہو جاتا ہے۔ پس اسی قرر کا دفعیہ صرف یہی ہے کہ ہر سیاد کی طہ پر نکاح ہی منقذہ ہو۔ علامہ شامی نے فساد نہانہ کی صورت میں یہاں کہتے ہوئے کہا ہے کہ بعض دفعہ ہر دلی عدالت کی طرف فسخ کے لیے صحیح رجوع نہیں کر سکتا اور بعض مرتبہ قاضی عادل نہیں ہوتا کہ نکاح کو فسخ کر دے اور بعض دفعہ انسان حکام کے دوازدہوں

پر جانے میں عار اور خفت محسوس کر لے۔ گویا کہ ان تمام چیزوں کا خصلہ زمانہ سے تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ خصلہ زمانہ کی وجہ سے نکاح منسوخ ہونا مشکل ہو گا۔ جب نکاح قد زمانہ کی وجہ سے منسوخ ہوا مشکل ہے تو فقہاء نے بنیاد کی طور پر یہ فتویٰ دیا کہ غیر کفو میں نکاح ہی منعقد ہو گا ثابت ہوا نکاح کے منسوخ ہونے کا باعث خصلہ زمانہ ہے نہ کہ خصلہ زمانہ نکاح کے عدم جواز کی علت ہے۔ علت تو غیر کفو میں نکاح ہے۔ ہونے کی تو بہین اور بار ہے۔

بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی اور اس کا دل راضی ہو جائیں تو غیر کفو میں بھی نکاح ہو جاتا ہے لیکن یہ عام لوگوں میں تو ہو سکتا ہے کیونکہ عوام میں، اچھی رشتہ مندی کے بعد بالخصوص عیسویوں کے اندر تنگ وعار بھی کچھ جانتے گا کیونکہ یہ لوگ سب کو اہمیت نہیں دیتے، عرب جو کہ نسب پر غور کرتے ہیں اور اس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں لہذا ان کے نزدیک عارضی رضامندی کے بعد بھی جب اللہ عار مرقع میں ہو گا طھر صاحب نسبہ کا نکاح غیر کفو عیسوی کسی عجمی کے ساتھ کیا جائے گا جو کہ اصل مسئلہ ہے تو یہ لوگ نہ سنی اند علیہ وآرہ وسلم کے نسب بات میں عار اور عیب ہو گا جو کہ کسی بھی رتبہ میں ہو گا اگرچہ عورت اللہ اس کا دل و خود راضی بھی ہو پائی کیونکہ اس کا راضی ہونا وقتی اور دنیاوی عار پر مبنی ہے نہ اس بنیاد کا سبب مخصوص ہے کہ اللہ جو عیب ناسخ ہو گا اس کو عیب ہی تصور کیا جائے گا اور یہ عیب اندر جہر سطح ہو گا کیونکہ اس سے سب سے افضل و سبب ہو گا جو کہ خود ایک نزع عیب سے کہ خصوصاً سنی اند علیہ وسلم فرمائیں کہ بھلا سبب منقطع ہونے والا مدبر قیامت تک نہیں ہے اور یہ غیر کفو میں نکاح کرنے والا اللہ کرے والا دونوں نسب کو منقطع کریں، اس سے نسب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بڑی کیا تو بہین ہو گی۔ اسی لیے علامہ سیّد شہاب الدین لکھتے ہیں کہ اس نسب خفیم کی حفاظت کے لیے صحیح النسب سادات غیر سید سے شادی کی اجازت نہیں دینے اگرچہ عورت اللہ اس کا دل و خود راضی بھی ہوں کیونکہ سادات جانتے ہیں کہ اس نسب پاک کا حق اسی کو پہنچتا ہے جو شہینہ کریم کی طرف منسوب ہو۔ یہ حق نہ صرف کسی عورت کا ہے۔ اس کے ولی کا۔

معرض سادات کے نسب کے احکام خاص ہیں یہ عورت اور اس کے ولی کی خاصہ ملک سے ملتے نہیں اگر عورت اللہ دل و خود راضی ہے غیر کفو میں نکاح کریں گے تو یہ نکاح ہمسایہ کی طرح پر منفہ ہی نہیں ہو گا۔

بحث ثالث : اگر عاقلہ بالغہ عورت نے دلی کی رضا کے بغیر نکاح کیا تو اس کی رضا ذیل صورتیں

ہیں۔

۱۔ اگر عورت عاقلہ بالغہ (باکرہ ہو یا شہیدہ) نے نکاح دلی کی اجازت کے بغیر کیا اور کفو میں کیا تو

جائز ہے۔

۲۔ اگر عورت عاقلہ بالغہ سے نکاح دلی کی اجازت کے بغیر کفو میں کیا تو ظاہر روایت کے مطابق

نکاح کے مردم میں کفایت معتبر ہے لیکن ایسی روایت پر فتویٰ نہیں ہے۔

۳۔ حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اگر عورت عاقلہ بالغہ سے دلی کی اجازت کے بغیر

نکاح غیر کفو میں کر لیا تو سنیادی طور پر مستند ہو ہی نہیں سکتا اس روایت پر فتویٰ ہے اور یہی حتمی ہے۔

۴۔ اگر لڑکی عاقلہ بالغہ سے غیر کفو میں نکاح کر لیا اور لڑکی کا نسب مشہور ہے جیسے کہ اہل بیت خلافت

کا نسب مشہور ہے مثلاً نسیب کی لڑکی سے قزوینی لڑکی کے قریبی رشتے کے ساتھ اگر غلبہ کی سلسل سے نہیں

نکاح کیا تو اس لڑکی کے وارثوں کو حق حاصل ہوگا کہ وہ نکاح فسخ کر دیں۔

۵۔ عاقلہ بالغہ سے نکاح غیر کفو میں کیا نہیں لڑکی سنیہہ ہیں ہے اور اس کا دلی کوئی نہیں جو مستحق

کرے یا دلی غیر کفو میں نکاح کرے یہ راسی ہے تو نکاح ہو جائے گا لیکن یہ عام مسہوں میں ہوگا۔ سادات

میں نہیں ہوگا کیونکہ سادات کا نسب صرف مشہور ہی نہیں ہے بلکہ مخصوص بھی ہے۔ جب عام عورت کی روایت

کے مطابق مشہور نسب (اہل بیت خلافت) قریبی رشتہ کے ساتھ نکاح ہو جائے تو روایت کا نسب جو مشہور بھی اور

مخصوص بھی ہے بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہو کر اس حیثیت میں ہو جائے گا کہ غیر کفو میں حیادی طور نکاح ہی

مستند نہ ہوگا۔ کیونکہ مخصوص نسب اپنے خاصہ کے پیش نظر مطلقاً محکم ہوگا۔ یعنی اگر سنیہہ کا نکاح سنیہہ کے

ساتھ ہوگا تو مستند ہوگا۔ اگر سنیہہ کا نکاح غیر سنیہہ کے ساتھ ہوگا تو مستند نہ ہوگا اور عدم حرج کی علت نسب

حضرت رسول تسبیح اگر محقق ہوئی تو نکاح ہو جائے گا، اگر علت محقق نہ ہوئی تو نکاح نہیں ہوگا۔

۶۔ اگر لڑکی عاقلہ بالغہ سنیہہ سے غیر کفو یعنی غلی کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ ظاہر

روایت میں ہے کہ عورت عورت کا غلی مرد ہم کفو نہیں ہو سکتا۔ یہ اصل مستند ہے۔ اسی کے متعلق مستند

فقہ جس کا جواب فتاویٰ جماعتیہ میں ملے گا کہ سنیہہ رادی کا نکاح غیر سنیہہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا، حسن

بن زیاد کی روایت (رد ۲) بجائے اصل مستند یعنی سنیہہ سے غیر کفو میں یعنی غلی مرد کے ساتھ نکاح کیا اس کو

مکی مثل ہے اور لڑکی غیر مستبدہ اور انے غیر کفو میں نکاح کیا اس کو بھی شامل ہے یعنی حسن و زیادتی
 عداوت مراد وہ دونوں صورتوں کو شامل ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ البتہ اگر لڑکی غیر مستبدہ ہے اور یہ کہ
 اس کا دل دونوں رضی ہو گئے تو پھر نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اگر لڑکی مستبدہ ہے تو پھر نکاح بائی و جہ نہیں ہوگا
 کہ مستبدہ کا نسب صرف مشہور نہیں ہے بلکہ مخصوص بھی ہے۔ جب مشہور نسب والی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں
 نہیں ہوگا تو پھر جس کا نسب مشہور بھی ہے اور مخصوص بھی ہے اس کا نکاح بھی غیر کفو میں نہیں ہوگا یعنی اب
 مستبدہ کا نکاح غیر کفو میں قریبی، باطنی اور عباسی مرد کے ساتھ نہیں ہوگا کیونکہ یہ مستبدہ کے ہم کفو نہیں ہیں کہ
 ان کو نسب حریت رسوں حاصل نہیں ہے جو کہ نکاح کے جواز و عدم جواز کے لیے علت و سبب ہے اور حکم کے لیے
 اطراد ہے۔ جب قریبی اور باطنی اور عباسی مرد کے ساتھ نہیں ہوگا تو قحطی کے ساتھ کیجئے ہوگا۔ حالانکہ ظاہر عداوت
 کے حال میں اگر چاہے کہ عربی حریت کا بھی مرد ہم کفو نہیں ہو سکتا۔ جب بھی مرد کا عربی حریت کے ساتھ نکاح
 نہیں ہو سکتا تو بھی مرد کا مستبدہ کے ساتھ کیجئے ہوگا جس کا نسب مشہور بھی ہے اور مخصوص بھی ہے یہاں اگر حریت
 اور اس کے دل کی بے امنی کی وجہ سے تو چھٹی مستبدہ میں روکا جائے گا اور رسول کا ہم کفو صرف اور اور
 رسول ہی ہو سکتا ہے جس کا نہ توئی نہیں ہے جو اس کے ساتھ ہے پس نہ چاہیے کہ مستبدہ مسلم نہ علیہ و آئہ وسلم کے
 خاص میں سے ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ و آئہ وسلم کی صاحبزادی عاتقہ بنت ابی اسلم کی اولاد صلی اللہ علیہ و آئہ وسلم
 کی طرف بحیثیت سبب محسوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہم کفو اور شریک نہیں ہے آپ کا اوراد کا بھی
 ہم کفو نہیں ہے مگر وہی جو آپ کے نسب حریت میں ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ظاہر مذہب عالمہ عداوت پر
 فستری نہیں ہے بلکہ فتویٰ حسن و زیادتی کی مذہب پر ہے کہ اگر کسی صحبت نے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو مستبدہ کی
 طہر پر نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

بحث رابع اگر عاتقہ بنت ابی اسلم نکاح غیر اجازت و دل کے کرتی ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ فتویٰ
 قاضی حاکم میں ہے۔ وان لم یکن کفو لا یجوز النکاح اصلاً وهو المختار فی زماننا روایۃ الحسن
 قال الشیخ الامام شمس الایۃ السرخسی رحمۃ اللہ علیہ روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط
 اذ فیہ کل ولی یحسن المرافعة الی القاضی و لا کل قاضی یعدل مکان الاحتیاط باب
 الترویج علیہا من غیر کفو۔ فتاویٰ قاضی خان ص ۲۲، فتح القدر ص ۵۵ ج ۲، حاشیہ تبیین
 المحتاق ص ۱۶، حاشیہ بحر الرائق ص ۳۵، تبیین المحتاق ص ۲۵، شرح وقایع ص ۲۵ ج ۲، مسرور ص ۲۵ ج ۲.

بکشت قاضی: قاضی نقلی نے لکھا: دیگر فقہاء نے کہا ہے کہ حسن بن زیاد کی روایت پر فتویٰ ہے و فقہاء نے لفظ "فتویٰ" استعمال کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ظاہر مذہب کی روایت قابل فتویٰ نہیں ہے بلکہ قابل فتویٰ حسن بن زیاد کی روایت ہے۔ کیونکہ فتویٰ کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ سے زیادہ تر فتویٰ کا لفظ ہی درج ہے اور معتبر ہے تو اگر یہ کہ فقہاء نے حسن بن زیاد کی روایت کو کٹا ہوا سمجھا دینے کے لیے فتویٰ کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ حسن بن زیاد کی روایت مجبوراً فقہاء کے نزدیک بھی قابل فتویٰ ہے۔ مزید برآں لفظ "فتویٰ" اور "احتیاط" نے اس کو مضبوط تر بنا دیا ہے کہ ظاہر مذہب والی روایت حسن بن زیاد کی روایت کے مقابل میں قابل عمل نہیں ہے بلکہ معتبر اور قابل عمل اور قابل فتویٰ روایت حسن بن زیاد کی ہے کیونکہ اس کے لیے "وهو المختار للفتویٰ" کے مسطور تریں اور استعمال کیے گئے ہیں۔ فقہاء کرام اہل متین عقائد "فتویٰ" کے لیے جو اپنی زبان اور اصطلاح میں الفاظ استعمال کرتے ہیں لائحہ عمل کے لیے لایا گیا ہے: "علیہ الفتویٰ" اسی پر فتویٰ ہے۔ "وبہ یفتی" اور اس پر فتویٰ دیا جائیگا۔ "وبہ یحکم" اور اس کے تحت ہے: "وبہ لا یعتد" اور اس پر اعتدال ہے۔ "وبہ یعمل الیوم" اور اس پر ان دنوں عمل ہے۔ "وهو المختار" اور اس پر عمل ہے۔ "وبہ یعمل الامم" اور اس پر امت کا عمل ہے۔ "وهو الصحیح" اور اس پر صحیح ہے۔ "وهو الاصل" اور یہ جہت صحیح ہے۔ "وهو الاظهر" اور اس پر اظہر ہے۔ "وهو الاشد" اور اس پر شدید ہے۔ "وهو الاوجه" اور اس پر وجہ ہے۔ "وهو المختار" اور اس پر پسندیدہ ہے۔ "وبہ یعتدل" اور اس پر اعتدال کیا جائے۔ "وبہ یحکم" اور اس کے ساتھ عدلیت جاری ہے۔ "وهو المختار" اور اس پر مختار ہے۔ لایا گیا۔ حجت، مقبول، پایہ مظنا، مقبول، حجت، الریعیہ مطلقاً، جب لفظ فتویٰ تمام الفاظ فتویٰ کے مضبوط تر ہے تو حسن بن زیاد کی روایت کو ترجیح دینے کے لیے ہم نے فقہاء نے "وهو المختار للفتویٰ" کے الفاظ لاکر اس کو رائج قرار دے دیا ہے کہ غیر کمزوری بالکل عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور سوا ورنہ کے خلاف سے فقہاء کے لیے ہی قرین حجت ہے جیسے کہ اس بار روایت کو لفظ "وهو المختار" اور "اقرب الی الاحتیاط" نے مضبوط کر دیا ہے۔ اگرچہ لفظ "اصلاً" نے اس کو مضبوط سے مضبوط تر کر دیا ہے کہ غیر کمزوری بالکل عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اب اس کی یہ تاویل کہ اگر ترکی اور اس کا اہل راضی ہو جائیگا تو "فساد و فساد" عالی یا مستحق مہر جائے گی اور نکاح منع ہو جائے گا پہلے یہ بات ہی غلط ہے کہ غیر کمزوری میں نکاح کے عدم جواز کے لیے علت فساد و فساد ہے بلکہ غیر کمزوری میں نکاح منع نہ ہونے کی علت غائب و غائب ہے۔ فساد و فساد تو عدم غلط نکاح کے لیے سبب ہے جیسے کہ پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے اگر عدوت اور اس کا ولی دونوں راضی ہو جائیں تو یہ عام لوگوں کے نسب میں غلط وعدہ کا حکم ہوتا

تو ممکن ہے لیکن سادات کے نسب میں تنگ و عار کا حکم جو ناکلی نہیں ہے اگر سیدہ سے غیر کھڑی میں نکاح کیا
 تو ہر روایت کے مطابق یہ بھی موقوف عورت کا ہم کھڑی نہیں ہو سکتا۔ جب عورت کا ہم کھڑی نہیں ہوگا
 تو قریشیہ، ہاشمیہ اور عباسیہ کا ہم کھڑی کیسے ہو سکتا ہے اور مرید برآں امام محمد نے اہل بیت خلافت کو قریش
 سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ جب بھی موقوف عورت کا ہم کھڑی نہیں ہو سکتا اور امام محمد نے اہل بیت خلافت کو
 قریش سے نکال دیا ہے تو ہر سیدہ کے لیے یہ بھی کیسے ہو کھڑی ہو سکتا ہے۔ ہم پہلے متعدد مرتبہ ذکر کر چکے کہ سیدہ کا
 نسب چھ نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اسی کا ہم کھڑی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی طرف منسوب ہے۔ اگر قریشیہ ہوگا سیدہ کے لیے قریش تنگ و عار ہی نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے باعث
 تصحیح بھی ہوگا کیونکہ سیدہ کے لیے قریشیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم کھڑی ہوگا جو اس کی قرابت
 قرابت رسول رکھتا ہو۔ اگر قرابت رسول میں رکھتا تو وہ ہم کھڑی نہیں ہوگا لہذا سیدہ کا ہم کھڑی نہیں ہونے پر منع
 نہیں ہوگا۔ یہاں اظہار موقوف عورت وہی ہے وہی کہ رضا کا اعتبار نہیں ہے بلکہ علت مؤخرہ کا اعتبار
 ہوگا ایک اور افراد کی ہمدردی سے علت سبب اور اس کے احکام میں نسب ہی راجع نہیں ہو سکتی۔ ابیت
 عام سببوں میں اگر عورت اور اسی کا دلی رومی ہو جائے تو گناہ منہش ہے کیونکہ عام سببوں میں کسی قسم کا اظہار
 شرعی نہیں ہے لیکن سادات کے سببوں میں چونکہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے کوہِ رشاد کے حوالہ سے
 گندہ چکا ہے کہ ذات رسول کی نسبت وغیرہ میں علاوے ضرورت کے نہیں ہے۔ لہذا علت مؤخرہ کی عدم موجودگی میں حکم بھی
 معدوم ہوگا اور غیر کھڑی میں نکاح بالکل منع نہیں ہوگا۔

حاصل بحث یہ ہے کہ اگر سیدہ نے اپنی اور اپنے ولی کی رضا سے غیر کھڑی میں نکاح کیا تو صرف سے نکاح
 ہی منع نہ ہوگا۔ اور یہ ممکن ہے کہ ان دونوں نے دنیاوی مفاد کے پیش نظر فیصلہ کیا ہو اور دونوں غیر کھڑی
 میں نکاح کر کے ہر راضی ہو گئے ہوں لیکن ان دونوں کی باہمی ہمدردی عام سببوں میں تو تنگ و عار کو حکم کر سکتی
 ہے کیونکہ عام سببوں میں کوئی صورت ضرورت نہیں ہے لیکن سادات کے نسب میں چونکہ قرابت رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ لہذا اگر عورت میں قرابت رسول متحقق ہوئی اور وہ میں نہ ہوئی تو ہر سبب کی طور پر نکاح منع
 نہ ہوگا عورت اور اس کے ولی کی رضا سے تنگ و عار کا حاکم نہیں ہوگا بلکہ اضافہ ہوگا اور تہلیل و تصحیح
 ہوگی۔ اسی وجہ سے فقہاء نے کہا ہے کہ فسادِ راز کی وجہ سے مستوری حسن بن زیاد کی روایت پہلے کہ غیر کھڑی

میں سب کی طرف پر نکاح ہی منعقد نہیں ہوتا ۔

بحث سادگی : اگر عورت سے غیر کفو میں نکاح کیا تو حسن بن زیاد کی روایت ہے کہ یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر سیدہ اوی سے غیر کفو میں نکاح کیا تو حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق نکاح نہیں ہوگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصناف عرب فسلانہ کی بنا پر غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں مگر یہ غلط ہے۔ اولاً یہ صورت دونوں اصناف ہیں تو کسی عورت میں بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سیدہ کا نکاح غیر سیدہ کے ساتھ منعقد ہو جائے گا۔ دوسرے شریعت بھی ناجائز نہیں بقدریکہ لوگ اس کا دل دونوں اس پر مضامند ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کو کہا کہ سیدہ کا کسی خاندان میں بھی جو سیدہ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے نہایت سخت ترین قریبی امیر العاد ہیں۔ اگر ایک گھٹیا قسم کا آدمی ان کے گھر پر خود کرے تو کیا نتیجہ اخذ کرے گا۔ اگر کسی عورت میں عیب ہی وہ ہو نکاح ہو سکتا ہے تو یہ نسب کا کیا اعتبار رہا۔ اگر صرف عورت اور اس کے ولی رضامند کی ضرورت تھی تو پھر نکاح میں کفو کا کوئی حق بھی رہا۔ اور دیگر حدیث پاک میں ہے: **اَلَا لَا يَزْنِيَنَّ الْعَبْدُ** الا لا یزنی جن لازم الا کفار۔ اسی حدیث کا صحیح ظاہر ہے کہ نکاح ولی کر رہا اور کفو میں کریں تو جب کفو کا ترمیمت میں اعتبار ہے تو پھر یہ کہ سیدہ بھی کسی خاندان میں جو سیدہ کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے کتنا نقص جہد ہے کیونکہ اصل مسئلہ جو یہ بحث ہے وہ ہے سیدہ رومی کا نکاح غیر کفو میں بھی مرد کے ساتھ نہ اس مسئلہ کا تعلق ہو کہ ایک مخصوص نسب کے ساتھ ہے جس کی انصافیت اور تخصیص خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدِ نبی جیسے کہ پہلے گند چکا ہے اور یہ کہنا کہ فساد نہ کی بنا پر اصناف عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں میں نکاح۔ جسے کی علت فساد نہ ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس نکاح کے عدم جواز کی علت وہ ہے جو امام غزالی صاحبِ ہدایہ علامہ شافعی اور دیگر فقہاء سے بیان کی ہے کہ غیر کفو میں نکاح نہ جھٹنے کی علت ننگے عمار ہے۔ جب ننگ و عمار ہوئی تو اگر سیدہ نے غیر کفو میں نکاح کیا تو اس کی سخت توبہ ہوگی جس کی وجہ سے نکاح غیر کفو میں منعقد نہیں ہوگا اور غیر کفو میں سیدہ کے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے خواجہ خواجگان پیر بسمل علی شاہ گورنری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی علت بیان فرمائی ہے۔ دیکھئے فرماتے ہیں :

”تمیزت و حب قرابت نیمیہ و از خود فرض و از اصول ایماں شمار نہ جہد ہے و ستم ہے و عذروردہ چہ پرفا ہر دست کہ وہ صحت نکاح سیدہ با شمیہ ظاہر و غیر کفو بنامی المردۃ فالحمۃ المذکورہ ہزار بار

دن بوجہ جنگ حرمت اہل بیت علیہ السلام پر ہو سکتی ہے۔ اور متفقہ طور پر یہ ثابت ہو گیا ہے کہ نکاح کے بعد کفارہ العجبی لا ینکحون کفرًا العربیۃ وبنوکان عالا اور سلطانا وھو لا ینکحون (درمختار) ولفقی فی عمر الکتوب بعدہم جواز لا اصلہ وھو المختار للفقہی بفساد الزمان

کہ اہل قرابت سے محبت رکھنے تمام اہل اسلام، اصولاً یہ بیان کیجئے ہیں اور ظاہر ہے کہ نکاح مذکورہ کی وجہ سے ہزاروں اولیٰ اہل بیت کی جنگ و جدالت سے بچیدہ ہوں گے۔ تمام متون فقہ اس قسم کے نکاح کے عدم جواز پر متفق ہیں کیونکہ یہ نکاح بزرگوار میں ہے جیسے کہ مذکور ہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ نکاح بزرگوار میں جائز نہیں ہے۔ حضرت خواجہ غیاث الدین گیلانی رحمہ اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس نکاح کے عدم جواز کی علت فساد زمانہ کو نہیں قرار دیا بلکہ تفریق کی ہے کہ اس کی علت جنگ حرمت اہل بیت ہے لہذا یہ نکاح بھی نہیں ہے۔ اسی بابت نے اپنے اس تمام فتویٰ میں محبت اہل بیت اہل بیت کا بار دار ذکر کیا ہے کہ حسب اہل قرابت سے محبت رکھنا تمام اہل اسلام، اصولاً یہ بیان کیجئے ہیں اور ظاہر ہے کہ نکاح مذکورہ کی وجہ سے ہزاروں اولیٰ اہل بیت کی جنگ و جدالت سے بچیدہ ہوں گے۔

پھر کیجئے کہ دایم تفریق کا جو وجہ ہے کہ اس نکاح میں جنگ حرمت اہل بیت ہے جس سے محبت ہرگز بزرگوار میں نکاح کے عدم جواز کی علت اس مسئلہ میں جنگ حرمت اہل بیت ہے۔ اسی میں یہ پانچ یہ خصوصیات ہیں۔ اولیٰ کہ اگر محبت و اولیٰ یہی میں تو ہر جنگ حرمت اہل بیت میں ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ نکاح میں محبت برقرار نہیں رہتی کیونکہ سادات کا سبب محض ہے۔ سنیہ کو جو قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل ہے وہ غیر سنیہ کو حاصل نہیں۔ ہذا محبت مذکورہ میں نکاح ہرگز منع نہیں ہوگا۔ بحث مباح۔ سنیہ کا نکاح بزرگوار میں بھی مرد کے ساتھ ہونے کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے حضرت گوڑی رحمہ اللہ صلیہ نے اس کی علت جنگ حرمت اہل بیت بیان کی ہے لیکن آپ نے فتویٰ کی بنیاد محبت و محبت اہل بیت پر رکھی ہے کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہرگز یقیناً نہان اس کی توہین نہیں کرنا خصوصاً جب اہل بیت کے ساتھ محبت و محبت کا حکم شرعی ہو اور مسلمانوں پر فرض ہو جیسے قرآن پاک میں ہے۔ قل لا استلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ حقوق قرابت کی محبت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب "آیت" قل لا استلکم علیہ اجرا الا المودة

فی تقریبی نامزد ہوئی تو رگزی کے عرس کی یا رسول اللہ سے قرابت ہو کر والدین بچت علیہا
 مودتہ علی واطمئند وولدہ۔ وہ آپ کے کون قریبی ہیں جن کی موت و محبت فرض ہوئی ہے۔ فخری علی
 الدنا طمہ اور ان کی اولاد (تفسیر و شرح) پر آیت قل لا یستلکم سوء شئونی۔ تفسیر ابن جریر طبری ص ۲۵۰ حلیۃ
 الاولیاء ص ۲۵۶ ج ۲، مستدرک ص ۳۵۱، ذخیرۃ العقبین ص ۱۲۰، مجمع الزوائد ص ۹۵، صواعق مرقومہ ص ۱۰۱، اسد
 العبابہ ص ۲۹۹ ج ۵، کنز العمال ص ۱۵۰، تفسیر کشاف ص ۱۵۰، تفسیر کبیر سورۃ شوریٰ، نود الابدان ص ۱۰۱،
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصاً فرمایا میں گفت مودہ فعلی مودہ، جس کا یہی دوست ہوں پس
 علی اس کے دوست ہیں۔ صحیح ترمذی ص ۱۲۵، ابن ماجہ ص ۳۰، مسند احمد بن حنبل ص ۲۸۱ ج ۲، مستدرک
 ص ۲۱۹ ج ۲، ریاض النعمان ص ۲۵، کنز العمال ص ۲۹۹، مرقۃ المفاتیح ص ۵۵۵، خصائص النعمانی
 ص ۲۲، حلیۃ الاولیاء ص ۲۵۳، فیض البدر ص ۱۶۵، مجمع الزوائد ص ۱۱۹، اسد العبابہ ص ۳۵۰،
 مشکلی الآثار ص ۲۵۳، تاریخ بغداد ص ۲۵۰، صواعق مرقومہ ص ۱۰۱، صابہ ص ۲۵۰۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے لیے بالخصوص فرمایا نہ حمتہ نصفہ سی نفس۔ غصبتہ
 عطشی طائریرہ جسم لا یزلبہ جس سے طائر کو ریش کی اس کے بچھ کر ناماں کیا کیے بنام کی کتاب
 ذرا ملتی کنز العمال ص ۲۵۳، فیض البدر ص ۲۵۰، خصائص النعمانی ص ۲۵۰، مسند احمد بن حنبل ص ۲۸۱ ج ۲،
 حلیۃ الاولیاء ص ۲۵۳، ترمذی ص ۱۲۵، صحیح مسلم کی کتاب تصانیف ص ۱۰۱، مستدرک ص ۲۵۰، صواعق مرقومہ
 الاذکار ص ۲۵۳، تہذیب الجنیب ص ۲۵۳، میزان الاعتدال ص ۲۵۰، ذخائر العقبین ص ۱۲۰، سنن
 بیہقی ص ۱۲۵، اس حدیث میں حضرت عائشہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے ساتھ حقیقت لکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حضرت امام حسن اللہ امام حسین کے لیے انفرادی طور پر فرمایا ہذا ان ابنا یواب ابنتی الیہما فی
 احببنا فاحببنا و احب من یحبہما، یہ دونوں میٹھکے ہیں اور میری بھٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان
 کے ساتھ محبت رکھتا ہوں تو بھی ان کے ساتھ محبت رکھ اور جو ان کے ساتھ محبت رکھے تو اس کے ساتھ محبت
 رکھ، ترمذی ص ۲۵۳، ابن ماجہ فضائل حسین وحمیس، مسند احمد بن حنبل ص ۲۵۰ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۱۵۳،
 کنز العمال ص ۱۲۰، مسند ابی داؤد علیہ ص ۱۰۵، کنز العمال ص ۲۵۰، مجمع الزوائد ص ۹۵، سنن
 بیہقی ص ۲۵۳، حلیۃ الاولیاء ص ۲۵۳، صابہ ص ۲۵۰، تاریخ کبیر ص ۳۵۰، مستجاب ص ۱۵۳،
 مستدرک ص ۲۵۳، سنن بیہقی ص ۲۵۳، تہذیب الجنیب ص ۲۵۰، ذخائر العقبین ص ۱۲۰۔

علامہ محمد بن یوسف کتبی شافعی المتوفی ۲۵۵ھ نے "کفاية الطالب في مناقب علي ابن ابي طالب" میں بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ ان احادیث و روایات میں اجتہادی اور الفردی طور پر اہل بیت کی محبت اور حکومتی مسلمانوں پر فرض اور لازم تشریح کی گئی ہے۔ جب اہل بیت کرام کی عزت و محبت فرض ہوئی تو ان کی قرین منہ ہونی اور سیدہ کا نکاح غیر کفو میں بھی مرد کے ساتھ کرنے سے قرین لازم آتی ہے لہذا نکاح منع ہوا اگر کسی کا تو بوجہ جنگ حرمت اہل بیت نکاح منع نہیں ہوگا۔

جب فتویٰ میں خواجہ خواجگان قبیلہ گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار عزت اور محبت اہل بیت کا ذکر کیا ہے تو ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں نکاح کے عدم جواز کی علت جنگ حرمت اہل بیت ہے۔ نکاح کے عدم جواز کی علت فساد زمانہ نہیں ہے۔ جب فساد زمانہ علت نہ ہوا تو اگر حرمت اور اس کا ولی نکاح بھی ہو جائیں تو جنگ حرمت اہل بیت برقرار رہے گی وجہ سے نکاح منع نہیں ہوگا۔ اسی لیے آپ نے فساد زمانہ کو علت قرار نہیں دیا بلکہ جنگ حرمت اہل بیت کو علت ٹھہرایا ہے۔ جب نکاح غیر کفو میں ہو تو چونکہ جنگ رشتہ دہی ہے اور فریاد کر صحت مذکورہ میں نکاح بنیادی طور پر نہیں ہو سکتا اور اہل اسلام پر لازم ہے کہ بھی کو مسجد سے جدا کریں اور یہ نہیں دیکھا کہ اگر حرمت اور اس کا ولی راضی ہو جائیں تو پھر عدالت کریں کیونکہ کفر انوار کی صورت میں یہ ہوتا ہے کہ حسب صورت سے نکاح کر دیا جاتا ہے اور زیادہ تر ایسی صورت میں عدالت کی بھی رضامندی ہوتی ہے اور پھر ایسی میں قرین صحت کر دیتے ہیں اور جو پہلے نکاح ہو جاتا ہے وہی کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر صحت ہو جائے تو پھر قرین اور جدائی نہ کریں۔ بلکہ فرمایا کہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ بھی کو اس سیدہ سے جدا کریں کیونکہ صورت مذکورہ میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نکاح جب غیر کفو میں ہو تو ظاہر روایت کے مطابق نکاح کے لازم میں کفایت معتبر ہے اور حسن بن زیاد کی روایت یہ ہے کہ کفایت نکاح کی صحت کی شرط ہے اور یہی روایت حماد اور صفیٰ سہا ہے۔ چونکہ یہاں بنیادی طور پر نکاح ہوا نہیں ہے لہذا قبیلہ یہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر ولی راضی ہو جائی تو پھر جدائی نہ کریں یا عدالت سے جا کر فسخ کر لیں۔ کیونکہ فسخ وہاں ہوتا ہے جہاں پہلے نکاح منع ہو۔ جب بنیادی طور پر روایت حسن بن زیاد معتقد ہی نہیں ہوا تو پھر فسخ کا کیا مطلب۔ لہذا حضرت خواجہ خواجگان، گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحت مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے یہی فرمایا کہ ان کی جدائی کرادی کیونکہ یہ نکاح نہیں ہے اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ صحت مسئلہ کا تعلق رسالت سے تھا اور اس کے نہ ہونے کی علت جنگ حرمت

اہل بیت علیہ السلام فیہا شیخ والی صورت نہیں بننے دی بلکہ فرمایا نکاح ہی نہیں جب نکاح نہ ہوا تو شیخ کا سوال تھا پیدا نہیں ہوتا البتہ وہ دونوں جو نکاح ناجائز طہ پر جمع ہوئے تھے بعد از یہ کہ ان دونوں کے درمیان جدائی کر دی جائے۔ جو کہ حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق کفایت نکاح کی صورت کی مشروط ہے ہذا نکاح بنیادی طور پر نہیں ہوگا۔ حضرت قبلہ سید صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر ولی اپنا حق ہستی نہ کرے تو نکاح ہو سکتا ہے بلکہ صورت مذکورہ میں دونوں روایتوں میں ظاہر روایت احمد حسن بن زیاد کی روایت کہ پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ نکاح منع نہیں ہوا۔ ایک تو صورت مذکورہ میں اولیاء کی رضا نہیں ہوتی جیسے کہ استفتاء میں مذکور ہے اور دوسرا سیدہ کا نکاح ہے جس میں بھگت حرمت اہل بیت ہے جو کہ غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی علت ہے لہذا نکاح منع نہ ہوا۔ اور احتمال صورت کہ ولی اپنا حق استعمال کرے اور حرمت ہی راہی ہو جائے یہ دوسرے نسبوں میں تو ہو سکتا ہے لیکن سادات کے نسب میں اگر ولی اور حرمت دونوں راہی ہو جائے تو نکاح منع غیر کفو میں نکاح کر لیا اور ولی کوئی نہیں بچا یہ ولی نے اپنا حق استعمال کر کے غیر کفو میں ہونے والے نکاح کو جائز رکھا۔ اس تمام صورتوں میں نکاح منع نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نکاح کے عدم جواز کی علت بھگت حرمت اہل بیت ہے۔ جو ظاہر بھگت حرمت اہل بیت کے عدم بھی واقع نہیں ہوتی لہذا نکاح ہی معتد نہیں ہوگا۔ اسی سے روایا کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اہل بیت کی حرمت کو پالتے ہوئے سس لگی کر سیتہ سے جدا کرنا۔

سوالی ۱۔ حسن بن زیاد کی روایت کو غیر کفو میں نکاح و سبقت عدم جواز کا نسخہ دیا جاتا ہے اور مانا کہ خراب حالات کی وجہ سے یہی قول نستوری میں ملتا رہے۔ یہ قول حسن بن زیاد سے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔ علامہ رشک لکھتے ہیں۔ وهذا الاثر لہا ولی دو میوض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعد کا "بہرہ" و اما اذا لم یکن لہا ولی فهو صحیح ناوذی مطلقا اتفاقا لان وجہ عدم الصحة صلی ہذا الردیۃ و لہا الضرر حرمت الاولیاء اما ہی فقد رضیت بالسقاط حتیٰ فصح (رد المحتار ج ۲) اور یہ کسی صورت پر محمول ہے جب اس عورت کا ولی ہو اور وہ اس نکاح پر رفقہ ہے یہ راہی نہ ہو تو بعد میں اس کی رضا غیر معتبر ہوگی (محرر) جب حرمت کا کوئی ولی نہ ہو تو یہ نکاح بالاتفاق صحیح اور نافذ اصل ہے کیونکہ اس روایت کی بنا پر نکاح کے صحیح نہ ہونے کی وجہ اس کے ولی سے ہوا جو رفع کر لے۔ لیکن جب وہ عورت خود اپنا حق ساقط کر کے غیر کفو میں نکاح کرے تو راہی ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔ جب یہ نکاح حسن بن زیاد کی روایت پر بھی صحیح ہوگا تو یہ حکم مطلق ہے خواہ عورت سیتہ ہو یا غیر سیتہ تو آپ نے بلاوجہ تخصیص

استفتاء

چر فرزند علمائے دین و مفتیان شرعاً تین اندھیں مسند کو کسی محمد بن ساکن جہوٹ لکھ دیا کہ
بروی عبدالحی ساکن جہوٹ: یکے از باشمیات سیدت فاطمیت عقد نکاح و از دروغ نمود. خیر صغیر
من احد سن المولاة القریبة و هی عیلة هل یجوز فی هذا الکلام ۶۴ م ۵۰ ترجمہ کیا جاتے ہیں محمد بن
امی مسند میں کہ سنی محمد بن ساکن جہوٹ سے بروی عبدالحی ساکن جہوٹ کے حسب حکم و اجازت ایک سیدہ فاطمہ
فاطمہ سے نکاح کیا اور اس قریبی اور عیلتی کی دل کی رہا مندی کی پر نہیں دیکھا۔ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب

هو الموفق للصحة في الصحاب

نکاح مذکورہ جائز نیست و منقہ کراؤ۔ یہاں رونق عیلة صمد و ماد شہادہ برکادہ اہل اسلام کہ مستحق
تیت قد لا سنکم علیہ بعد الامورۃ فی القری و لکن فی حدیث لایہ صر احد کعبہ حتی انکوب
احب الیہ من والد و ولید و اب و حبیب عزت و حب قرابت ہونے پر خود فرض و احوال
ایسا نہ ہو کہ جو سے حد ستر سہ حد نفوذ چر پر لایہ است کہ در صحت نکاح سیدہ: منسب فاطمہ و غیر کعبہ
بناؤ علی الامورۃ فالصحة المدکوسۃ ہذا ہاں بوجہ جنگ حرمت الہییت رنجیدہ و شکستہ خواہند بود متون
فقد مہر و مشورۃ از عدم ای نہیں نکاح لعدم کفاۃ الصبحی لایکون کعبہ المعصیۃ و مکان حالہ او
سبطان و هو الاصغر (در کتب) و یعنی فی غیر الکفر بعد مہر و انرا اصل او هو المختار لفتویٰ لفساد
اموال و در فکر پس در صورت مسہر محبت صحبت نہا خواہ بود لہذا بر اہل اسلام لازم کہ سیدہ دار حلی
جدا کنند منقہ صاحب را واجب کہ آئینہ با ہم نہیں اعدات کہ مستلزم جنگ حرمت و تالی ال بیت ہشہ ترجمہ
نہ نماید و تمسک نہ باشد بری کہ سیادت قطعہ نیست فان عدم قطعۃ العیادۃ لا یستلزم قطعۃ عدم
العیادۃ فراحتما نکلی مہر و مہرۃ فی موجبۃ المہر علی المعصۃ اعوذنا اللہ منہ تمکیم حال الود
وقد طلب علی اللہ علیہ و آلہ وسلم صلاۃ الامورۃ فی قرابتہ و قال العامری سے
احب لہب السود انت حتی احب لہب السود کلاب

وقال الشيخ، لا كبر قدس سره الاظهر في هذا المعنى -

احب لعلك الحبيب طراً واحشق لاسمك المدام المنيرا

قبل كانت الكلام السوء تاولته وهويت حبب اليها اعنى المجرور فهذا فعل الحب
في حب من لا يفيد محبة عند الله فهل هذا الا من صدق المحبة وثبوت الوفاء
النفوس ولو صحت محبتك لله ولو رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رأيت كل ما يصدر منهم
في حقك مما لا يوافق طبعك ولا غرضك انه مما لا تتعم به وقوعه منه فقل نعم عندك ذلك
ان هذا عناية من الله الذي يعيبر من اجله (الى ان قل) والله ما ذاك الا من نفس
ايما لك ومن مكر الله بك واستكراجه ياك من حيث لا تعلم ومحمورة المكرات
نقول وتعتقد الله في ظالمك متذنب عن ومن الله وشرهم -

والسلام على العظام الممد الملتحق الى الله المدعو به مبر على شاء على عنه

بازداد اذكي سره مت ۱۳

معلوم حکایت یہ کہ در خانہ رہی اور بر کائنات دینے والے نے نقطہ سیدہ زکریا کے ساتھ پر ہی ظلم میں
کیا کہ تمام اہل اسلام پر ظلم کیا ہے یہ نہ کہ سب امتدادی حدیث یہ کہ در حصر میں اور علیہ وسلم کے بل قربت
سے محبت رکھا تمام اہل اسلام رسول یاں سمجھتے ہیں اور عام ہے کہ حکایت مذکور کی وجہ سے ہر اہل بیت
کی ہنگام درست ہے، نگیہ ہوتا ہے اور تمام ستوں اور اس قسم کے حکام کے عدم جواز پر متفق ہیں کیونکہ یہ حکام غیر
کفر میں ہے جیسے کہ در حق میں ہے پس صورت مذکور میں یہ صحبت نہا ہوگی لہذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ
سیدہ زکریا سے جدا کر دیں، اور متفق پر لازم ہے کہ آئندہ اس قسم کے فتوے نہ آئیں، احتساب کرے جن میں ہنگام
حرمت اہل بیت کرام پر اور وجہ پیش نہیں کرنی چاہیے کہ سیدہ کا اسلام رسول سے ہونا یقینی نہیں، کیونکہ اگر
اس امر کا یقین نہیں تو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوگی کہ وہ غیر سیدہ ہے۔ لہذا سیاست کی کوئی بھی محنت و مشہور
ہنگام حرمت مستوجب سزا موت کے لیے کافی ہے، خدا کی پناہ چاہیے کہ ایسا کرے تو اس نئی عامر
کہتے ہیں۔

۱۳ میں یہاں کی محبت میں سیدہ حبیبوں سے محبت کرتا ہوں حتیٰ کہ سیدہ کنو سے بھی

۱۴ ادب کے لیے غور کی سی نسبت بھی کافی ہے، حیا کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت شیخ کی الدین اکبر اکی

پر فقہ کے متن بھرے پڑے ہیں

قارئین عزرا تہیں فقہ پر صاحب کا تمام فتویٰ پڑھیں اور اس پر غور کریں کہ سائل سننے اگرچہ اپنے سوال اور استفادہ میں یہ نگاہ ہے کہ سیدہ کا کوئی ولی قرنی اور بعید کی راضی نہیں ہے لیکن آپ نے اسے تمام صورتوں میں یہ اعطاء نہیں لاسے کہ چونکہ میں نے کہہ صورت میں ولی راضی نہیں ہیں اس لیے فقہ قاضیہ یہ ہے کہ جب کوئی ولی قرنی اسیدہ رضاعہ نہ ہو تو نکاح غیر کفر میں منقطع نہیں ہوتا۔

حضرت قید پر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے فتویٰ میں ولی کی رضاعت ہی یا غیر رضاعتی کا تذکرہ ذکر اور فتویٰ میں مذکور ہے کہ محبت اہل بیت کا قبیلہ کی طور پر ذکر کرنا اور نکاح کے عدم جواز کی علت جنگ حرمت اہل بیت قرار دینا اس بات کی مزید دلیل ہے کہ یہاں کہہ صورت میں نکاح رضاعتی طور پر منقطع نہیں ہوگا خواہ اس کے ولی راضی ہوں یا نہ کیونکہ نکاح کے منقطع نہ ہونے کی وجہ جنگ حرمت اہل بیت ہے جو کہ صورت اور اس کے ولی کی رضا سے مزین نہیں ہوتی یہ سب ایک ہی چیز ہے کہ عدم رضا کا ذکر جنگ نہیں بلکہ رضاعتی طور پر جنگ میں جنگ حرمت اہل بیت ہے فقہ اسلامیوں کو چاہیے کہ سیدہ کو نکاح سے عداوت یا بددلی سے محبت قید پر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال نہیں کیا کہ ایک سیدہ اپنی اور اپنے ولیوں کی رضا سے کسی غیر کفر میں نکاح کرے تو یہ نکاح شرعاً ٹھیک ہی ہے یا نہ جانے لگا کیونکہ جو سادات اہل بیت و اہل بیت کی سیدہ رضاعتی کی مدد کے ساتھ منسوب ہیں کہ کہہ لگے سادات کو علم ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سیدہ کے ساتھ سادات کے لیے ٹھیک ہے یا نہ سائل نے یہ سوال نہیں کیا بلکہ سائل نے یہ سوال کیا کہ ایک شخص نے سیدہ سے یہی حالت میں نکاح کیا کہ سیدہ کا کوئی قرنی یا بعید کی رضا اس نکاح میں رضاعت نہ تھا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ نکاح نکاح نہیں ہے بلکہ اس میں شک ہے اور جہاں ہی جنگ حرمت اہل بیت بلکہ نکاح منقطع میں ہو گا سائل سے جواب ہے سوال میں اہل بیت کی عدم رضاعت کا ذکر نہ تھا تو جواب کہ سوال کے مطابق کہنے کے لیے چاہیے تھا کہ آپ نے بھی فرماتے کہ چونکہ اس میں رضاعت نہیں ہے جب غیر کفر میں نکاح ہو اور ولیا راضی ہوں تو نکاح منقطع نہیں ہوتا لیکن آپ نے اہل بیت کی عدم رضا کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ اس صورت میں نکاح منقطع ہو کر کفر کے ساتھ خافزا ہو جائے جنگ حرمت اہل بیت نکاح نہیں ہو گا اور رضاعت عدم رضا کی بحث صورت مذکورہ میں نفی ثانی تاکہ ثابت ہو کہ سیدہ کے نکاح میں جب کہ غیر کفر میں ہو ولی راضی ہو یا نہ ہو نکاح برہنہ جنگ حرمت اہل بیت کسی صورت میں بھی منقطع نہ ہوگا تاہی اس بات کی تائید حضرت قید

ہر صاحب کے طغوظات سے بھلی ہوتی ہے۔ طغوظ کیجئے طغوظ کا مشہور۔

کہ ایک دفعہ حضور انور قدس سرہ کراۓ تشریف لے گئے وہاں راجہ محمد جان علاقہ دار درمیس نکڑا نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر میاں محسن صاحب کھڑکی دار کی طوف سے سلام پیش کیا اور اپنی مرضی کے ایک مسیدہ کے ساتھ نکاح کے متعلق ایک فتویٰ جواز کا ذکر کیا جو موضع چکڑال میں ایک ایسے واقعہ کے بعد بعض علماء نے دیا تھا اور خود شریعہ پر کیا کہ ایسے فتویٰ سے دیا میں ٹھکانا ہے اور پیسہ ہو گا۔ حضور نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا کہ یہ گستاخ اور ہے وہاں سے پاس آئے لاؤ وہ نہیں رکھتے۔ جو لوگ حرمت نبوت سے ہے اور کرتے ہیں وہ اہل بیہ بخت ہیں نہ وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور نہ ہی ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے مستحق صاحب ہیں مگر عجیب ہیں اگر کوئی منطہ عالم کو بیضہ تصفیہ طوطی پر رکھ دے یا علماء کے جو تون کی توہین کرے تو ایسا کرنے پر تو وہ فوراً کفر کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں مگر سفینہ گدھی کی ہے رتی کسے ملے گا وہ کچھ نہیں کہتے حالانکہ علماء کا شرف و وصف علم کے ہے اور انی نہیں سے درمیان میں جس کی طرف وقت سے اس کے برعکس میں یہ فیصلہ ملی اور ان کا شرف راق سے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف احتساب کی وجہ سے انہیں کو چوبہ ہو (مطرح شدہ مسئلہ)۔

اس سے ظاہر ہے کہ غیر کفر میں نکاح منع ہے۔ جو کفریہ وجہ بت سے اگر کوئی مسیدہ دہی اور نہہی کی رضا سے ہر کفر میں نکاح کرے گی تو نکاح منع نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ اس رضا میں کارکن ہیں کیا گیا جس سے ثابت ہوا کہ دل کی رضا کا یہاں دخل نہیں ہے۔ بعض حضرات نے قبل پر صاحب کے طغوظ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر اپنی مسیدہ کے رشتہ ازدواج میں مسلک ہو تو اپنی بیت کا ادب ملحوظ نہیں ہے گا بہتر رشتہ کرنا محل خطر ہے۔ یہ مطلب صراحتہ علماء ہے کیونکہ ہر صاحب نکاح کرنے والے اور فتویٰ دینے والے کو صرف یہ ادب نہیں فرما ہے بلکہ نالہ بہت بھی کہہ رہے ہیں اور بہت ہمیشہ توفیق عمل سے خالی ہوتا ہے یہی لیے آپ نے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ بقول علماء کرام عالم کے جو تون کی توہین ہو کفر شہادہ جو جس کا شرف عارضی ہے اور نہ کا شرف ذاتی ہے اور وہ بھی جن کی عظمت پر خصوصاً تظہیر و شہادہ دار ہوں ان کی توہین کے مرتکب ہونے والے کے متعلق علماء اور مفتیان کا کیا خیال ہے۔ ایسے مفتیان پر تعجب ہے کہ علماء اور علم کے جو تون کی توہین پر تو کفر کا فتویٰ صادر کریں لیکن جہاں اہل بیت کرام کی توہین ہو رہی ہے وہاں غیر کفر میں نکاح کے بارے کا فتویٰ دیں۔ غیر مسیدہ اپنی کا مسیدہ کے رشتہ ازدواج میں مسلک ہو تو صرف محل خطر ہی نہیں ہے بلکہ بتک حرمت اہل بیت کی وجہ سے مسیدہ کا نکاح غیر کفر میں منع ہی نہیں ہو گا۔ اس طغوظ میں صراحت ہو چو رہے کہ حضرت قبل پر صاحب نے جو

جواز کا فتویٰ دینے والے میں ان کو گستاخ ہے اور بد بخت مرد ہے مرد یہ بھی فرمایا کہ ہم اس میں دیکھ نہیں
چاہتے کیونکہ ساری نے صرف نکاح کے متعلق نہیں پوچھا بلکہ عرض کیا کہ ایسے وقت کے بعد بعض علماء سے فتویٰ دیا
اور خدمتِ خلافت کیا کہ ایسے تمام علماء سے دنیا میں طوفان ہے اور پیدا ہو گا تو قصہ نے جواز کا فتویٰ دینے والے نصت بیان
کے متعلق فرمایا کہ ایسے گستاخ اور بد بخت ہے اور ہم سے آئے سے واسطہ نہیں دیکھتے جو لوگ حضرت نبوت سے بعد اہل
کرتے ہیں وہ اہل بد بخت ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ جواز کا فتویٰ دے رہے تھے حضور ان کو اہل بد بخت فرما
دیا تھے۔ جب جواز کا فتویٰ دینے والے بد بخت ہوئے تو جو غیر سید بھی واسطہ زدوی کے ساتھ نکاح کرے گا اس
بھی کے اہل بد بخت اور گستاخ بنے ہیں تو کسی قسم کا شک نہیں ہو گا اور نہ نکاح بوجہ جنگ حرمت اہل بیت ہو گا
منفرد نہیں ہو گا۔ نیز اس کی تائید آپ نے قسبات کی قطعیت کی بحث فرمائی ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ جواز کا
فتویٰ کا دینے والا صحت نکاح سیدہ اور نکاح غیر سیدہ میں فرق سمجھتا تھا اسی لیے اس نے نکاح کر کے دینے کو کہہ کر
مذکورہ حرمت سے نکاح ہو جائے گا کیونکہ اس کا سیدہ دینا منکر ہے یعنی اگر یقین ہوتا تو ممکن ہے تو مرد و عورت
کا مشترک رہتا کہ ان کی قرینہ میں نہ پر میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی کے سیدہ ہونے میں شک
ہے تو اس کے غیر سیدہ ہونے کا بھی یقین نہیں ہے یہاں قسبات کی رائے اگر حلیہ کافی ہے جسی وحدت
میں قسبات کی رائے کافی جائے گی اس کا نکاح ہی غیر کفر میں معتد نہیں ہو گا اس لیے یہ بھی فرمایا کہ قسبات
کی کوئی محبت دینے پر شک حرمت سے مستوجب سزا ہونے کے لیے کافی ہے۔ حد کی پلہ پر جائیکہ اہل بد بخت ایسا
کرے۔

ہم کہتے ہیں کہ انکس نو ہے ان لوگوں پر جو ایسی جلیل القدر ہستیوں کی تحریر کو جگہ اور دینے یا حقائق
نظر دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہیں کیونکہ قدیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ واضح فرماتا ہے کہ حد کی پلہ
پر جائیکہ حدی حرمت ایسا کرے میں برائشخصی دعویٰ تو کرے محبت اہل بیت کا اور غیر نکاح کے جواز کا فتویٰ دے کر
اہل بیت کی قرینہ میں کسی کے ایسے مستحق سے خفا کی بنا ہی ہے۔ غرضیکہ سیدہ اور غیر سیدہ کے بیز کفر میں نکاح کرتے
میں فرق ہے۔ اگر سیدہ نے غیر کفر میں نکاح کیا اجازت دلی کر پ تو اولیٰ کو حق اعتراض ہے قاضی کے ہاں دعویٰ
کر کے صیح کر سکتے ہیں اگر اعتراض نہیں کرتے رضا کا اظہار کرتے ہیں تو نکاح نافذ ہو گا اگر عورت سیدہ ہے تو بیز
قاضی ہوں یا نہ نکاح بوجہ شک حرمت اہل بیت معتد نہیں ہو گا چونکہ مذکورہ حدیث میں عورت سیدہ تھی لہذا آپ
نے فرمایا کہ جواز کا فتویٰ دینے والے نے فقط سیدہ مذکورہ کے دنا پر ہی قسم نہیں کی بلکہ تمام اہل اسلام پر عزم کیا ہے

فسادِ راز کو زیرِ بحث نہیں لائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی فسادِ رازِ علت میں تھا اگر آپ کے نزدیک فسادِ رازِ علت ہوتا تو آپ پہ بھی فوات کہ مذکور صورت میں فسادِ راز کی وجہ سے نکاح منع نہیں ہوگا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ ایسے نکاح کے عدم انعقاد پر فقہ کے متن بحر سے پڑے ہیں کہ زیرِ کفر میں نکاح منع نہیں ہوتا جس کی وجہ تنگ و عارِ اللہ چنگِ حرمیت اہل بیت ہے۔

علامہ شامی حنن بن زیاد کی روایت کی تشریح کے ماتحت نکاح منع نہ ہونے کی علت کا ذکر کرتے ہیں لان وجه عدم التصحیح علی هذا الروایة وقع الضرر من الاولیاء کہ اس نکاح کے منع نہ ہونے کی وجہ اولیاء سے ضرر کا دفع کرنا ہے کیونکہ جب غیر کفو میں ہوگا تو اولیاء اور وارثوں کے لیے باعثِ عار و تنگ ہوگا۔ جب علامہ شامی نے تشریح کر دی ہے کہ حسن بن زیاد کی روایت جو معنی پہلے اس میں نکاح نہ ہونے کی علت قرار دیا اسے ضرر کا دفع کرنا ہے جو کہ اولیاء کے لیے باعثِ تنگ و عار تھا جب نکاح کے عدم انعقاد کی علت پر تشریح کر جو وجہ تو یہ ہیں ان سے علت نکاح کی کہ کا کیا مطلب ہے۔ یہ کہ ایک نہ نکاح کے منع نہ ہونے کی علت تنگ و عار ہے اور صورت مذکورہ میں بھی تنگ و عارِ اللہ چنگِ حرمیت اہل بیت ہے جس کی صورت بعد اس کے دل کے دھبی ہونے سے مرفوع نہیں ہوتی جبکہ برقرار رہتی ہے کیونکہ دوسرے لوگوں کی رضا و عدمی کے بعد اگر خون میں طارث ہو جائے گی تو صرف عام میں عیب نہیں ہوگا۔ اگر سببہ کا نکاح غیر کفو میں ہو تو خوں کی طارث کی وجہ سے صرف عام میں بھی عیب ہوگا۔ چونکہ ان کی حرمت و غفلت پر نفوسِ حرمیہ و اولاد ہو چکے ہیں بہرہ اعتدالِ شرع بھی عیب ہوگا چنانچہ یہ عیب نسب و رسول میں واقع ہو رہا ہے اسی بنا پر ہی حضرت قتیبہ گزروی نے فرمایا کہ صورت مذکورہ میں نکاح بنیادی طور پر منع نہیں ہوگا۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ سببہ کو کفو سے جدا کریں اور مفتی ملازم ہے کہ آئندہ ایسے فتوؤں سے باز رہے جن میں چنگِ حرمیت اہل بیت لازم آئے۔

بحث تاسع ہم پھر واپس اسی بات کی طرف لوٹتے ہیں جس کا ذکر پہلے بھی کیے ہیں کہ بعض لوگ بار بار یہ کہتے ہیں کہ فتویٰ قرآن و حدیث سے ہمراہ چلیے حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی یا فتویٰ کے اصول سے بخلافی ہے۔ وہ اصل مفتی کو فتویٰ فقہی حزنیات کے مطابق دینا چاہیے کیونکہ فقہاء نے جو مسائل مستند کیے ہیں وہ قرآن و حدیث سے ہی مستند کیے ہیں اگرچہ ان کے ماخذ کا ہم کو پتہ نہ چلے یہ ایک مجموعہ بات ہے۔

الاشباه والنظائر کے حواشی کے حوالے سے پہلے گفتہ چکا ہے لایحس الا فہم من القواعد والاضوابط وانما حمل المقتضی حکایت الاصل العصریہ کہ قواعد اور ضوابط سے فتویٰ دینا ضلال نہیں ہے

بلکہ معنی پر ہی واجب ہے کہ وہ نقل و حرکت کر بیان کرے جیسے کہ فقہائے متقدمین نے فرمایا ہے اور اہل مذہب بھی لکھتے ہیں۔
 العرق میں عدم العتیا و بعد العتیا فقط العتیا ہوا لعدم ہذا حکام الکلیۃ و علیہا ہوا لعدم ہذا حکام
 الاحکام مع مترتبا علی التوازی کہ علم فتویٰ اور فقہ فتویٰ میں فرق ہے کہ فقہ فتویٰ احکام کلیہ کا نام ہے
 اور علم فتویٰ ان احکام کلیہ کے ترتیب و واقعات و توازی کا نام ہے۔ اگرچہ کہ فقہ فتویٰ عام ہے اور علم فتویٰ خاص ہے
 اور مفتی کو فتویٰ علم فتویٰ کے لحاظ سے دینا چاہیے جتنی مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف کلیات کو پیش نظر رکھ
 کر فتویٰ دے بلکہ احکام کلیہ کے ساتھ ساتھ ترتیب و واقعات و جزئیات کا ذکر اور بعد جزئیہ کا بھی خاص خیال
 رکھے۔ اسی سے بھی ظاہر ہو کہ فتویٰ اصولی و کلیات سے نہیں دینا چاہیے بلکہ جزئیات و اصول کا لحاظ رکھنا چاہیے
 بالخصوص اس زمانے میں جو حکم فتویٰ کی حیثیت صرف ناقص کی ہے بعد اقل مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقہاء
 کی عبارات اور مزین جزئیات فتویٰ میں ذکر کرے۔ خود قرآن و حدیث سے مسائل استخراج کرے کی کوشش نہ کرے
 قرآن و حدیث سے دی آیات و احادیث ذکر کرے جو فقہاء نے ذکر کی ہیں جو حکم فتویٰ کا اصول تھا اس اصول
 کے پیش نظر صرف فقہ پر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ دیا۔ لیکن پہلے آیت و آیات و آیت بہت ذکر کر کے اس
 کی طرف اشارہ کیا کہ بنی بیت کو اب کی محبت و رحمت سے ہے جس سے فتویٰ محبت و رحمت کی نہیں صرف غنا سے ہے اور
 یہاں غیر فتویٰ میں نکاح و نکاح کے تیس کا کتاب پر باب بہد ہذا سیدہ کا حکم و غیر فتویٰ میں بھی عود کے ساتھ معتقد
 ہیں۔ ہوا کہ یہ عود کے حکم و معتقد پر غنا کے من جہر سے ہے جس میں کہ یہ فتویٰ میں نکاح معتقد نہیں ہوتا جس
 کی وجہ رنگ و عمار در ہنگو و مستہ اہل بیت ہو۔

پھر اصولی فتویٰ کے مطابق فقہی عبارات کا ذکر کیا کسی مسئلہ کو ثابت کرنا اور بات ہے اور فتویٰ دینا
 اور بات ہے البتہ نئی لف کے سامنے اگر ثابت کرنا مقصد ہو تو پھر واقعی قرآن و حدیث کو پیش کیا جائیگا۔ اگر یہ مقصد
 نہیں بلکہ سائل کا مقصد صرف فتویٰ دینا ہے تو پھر فقہی جہد سے اس کو عزیمت لازم یا مناسبت لازم علی ثانی کر کے
 فتویٰ اور حکم بتا دیا جائے گا۔ ناقص مفتی کو اصول و قواعد سے فتویٰ دینا سنا ہے۔ اسی لیے حضرت فقہ پر صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ کے اصول کے مطابق نص قرآنی یا حدیث نکاح کے عدم اعتقاد پر پیش نہیں کیا اور احترام
 نسب کی صورت میں پھر کھو ساطعین نے ثبوت و ثبوتی بہت قرآنی سے احترام نسب ثابت کر دیا۔ قرآن و قرآن پاک
 میں ہے قن ان کان للمریض من ولید فانما اولی العابدین۔ یا رسول اللہ آپ فرما دیجئے اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی
 بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اسی کی عبادت کرتا یعنی جتنے کی عبادت کا سبب اس کا نسب بنا اور احترام

۱۰۔ علامہ کی دانی "اس کے مصنف میں اختلاف ہے زیادہ مشہور یہ ہے اس کے مصنف فاضل عسقلانی تھے۔

یہ مذکورہ کتب غیر معتبر ہونے کی وجہ سے قابل فتویٰ نہیں ہیں، ان کا قول یا مخصوص اس وقت غیر معتبر ہوگا جبکہ یہ اصول موقوفہ اللہ تو محمد معتبرہ کی مخالفت کریں یا وہ روایات ذکر کریں جن کو کتب معتبرہ سے ذکر نہیں کیا گیا کہ ان کے تفروقات و تفصیلات قبول نہیں کیے جائیں گے اور ثلث مہمات کے خلاف ان کی روایات بھی غیر معتبر ہوں گی (مجموعہ الروایہ ص ۲۱، فتاویٰ جامعہ ص ۱۵۰)۔

مفتی کے یہ اصولی سے کہ وہ فتویٰ دیتے وقت کتب معتبرہ اللہ کتب غیر معتبرہ کو مد نظر رکھے اور کتب معتبرہ سے فتویٰ دے، ہمارے زمانہ میں کچھ نئے نئے مفتی ہوئے کا دعویٰ کر رہے ہیں، اپنے علم پر فخر اور اترتے ہوئے علماء کا ذکر تو ہیں آئیں ان کے کرتوت بھی کہتے ہیں کہ وہ علماء جو کہ سادات کرام کے لیے رکوع، حد و نظر حرام قرار دیتے ہیں ایسے فقیہ، حرمین، خود مرصع، مفتی فتویٰ ہیں، حالانکہ سادات کرام نے اپنے رکوع اور حد و نظر کی حرمت کا فتویٰ دینے والوں ہیں، مفتی حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا ہے: "کتاب نہ تو ہے نہ رسم نہ ۲۹ تا ۳۰ ص ۱۰۰ میں تحقیق میں کہ روایات کرام و سادات کرام فقہی حرم سے حسرت پر میری رائے اور علامہ صاحب و بعد فضیلت اللہ تبارک و تعالیٰ علم جمع ہیں، علامہ سے تحقیق کے لیے فتاویٰ دے رہے ہیں اور باری کتاب "المعتمدات" طالعہ کیجئے، اپنے سناں سناں علماء اور کچھ پانچوں کے لائے ہیں اور ہی بروک ناسات کہہ کے پیسے بری لگاتے تھتے ہیں، حالانکہ ان کی خود یہ حالت ہے کہ "بیابان" اور "بیابان" المودہ میں فرق نہیں کر سکے، کیونکہ ایک "بیابان" وہ کتاب ہے جس کا ذکر بطور حوالہ علامہ ابن ہمام، مفتی سید محمد اور علامہ ابن حکیم، مفتی سید محمد اور علامہ علامہ ابن المفتی سید محمد نے اپنی اپنی جوں، فتح القدیر، بحر الاثر، اللہ و حقاری کر رہے ہیں، اور یہ کتاب "بیابان" فقہ کے ماسکتا پر ہے اور ایک علامہ کتاب "بیابان المودہ" ہے جو کہ تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں لکھی گئی ہے، یہ کتاب فضائل و اہل بیت کے موضوع پر ہے، گیا کہ دونوں "بیابان" میں حرمین اللہ موقوفہ کے کلام سے فرق ہے اور حد و نظر تصنیف کے زمانہ کے کلام سے بھی تقریباً سو سال سے زیادہ کا فرق ہے، انما فرق ہونے کے باوجود بھی یہ صاحب اپنے علم پر اتھرتے ہوئے دونوں کو ایک سمجھ رہے ہیں جس "بیابان" کا ذکر ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور ابن حکیم نے کمر اللق میں اور علامہ علائی نے مدنی میں کیا ہے، اس کی تفسیر "بیابان المودہ" سے کرتے ہیں باوجودیکہ "بیابان المودہ" تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں لکھی گئی ہے جس کے مصنف علامہ سلیمان بن ابیہم قسہ وری ہیں اس کی

وفات سے ۳۹۲ء ہے جس کی بنا پر یہ ذکر صاحب فتح القدر اور دیگر فقہاء ذکر ہے میں اس کا نام بنیائے فی موتہ
الحصول والتقدیر ہے یہ تقدیر کی شرح ہے۔ اس کے مصنف ابو عبد اللہ ابن ریمان ہیں۔ ان کا سن وفات
۳۹۹ء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دونوں کتابیں ایک نہیں ہیں بلکہ بنیائے متعدد کتابیں ہیں۔ البتہ جس کا حوالہ
فتح القدر وغیرہ دے رہے ہیں وہ تقدیر کی شرح ہے۔ اس کی تفسیر بنیائے المود سے کرنی ملاحظہ ہے
(مکتشف المغنن ص ۲۵)

جہی اس بات پر ہرگز ہرگز افسوس نہیں ہے کہ یہ صاحب دوزن کتابوں میں فرق اور تفسیر نہیں کر
سکے، افسوس تو اس بات پر ہے کہ ایک شرعی مسئلہ کی بنا پر علماء کا حقیر، میرا اللہ کے ذکر کے اپنی برتری
ثبات کرنے کی کوشش کرنا یہ کرنی بھی صورت نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک نقص و ناقص حرکت ہے۔ جیسی
حرکات سے انسان نا اچھا مصنف بن سکتا ہے اور نہ ہی اچھا مفتی بلکہ مفتی کے لیے جو فقہاء کو کہنے شرائط
و اہل لارم کرنے ہیں اس کا وہی میں متفق ہوں، صوفی ہے کہ وہ فتویٰ جیت و تپ سے یہ دیکھے کہ کنوں میں
سے وہ کون سا ہے جس پر فتویٰ جاتا ہے اور کون سی وہ جہی جس پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ یہ ہر
کے بے کو فتویٰ قرآن و حدیث سے دینا چاہیے کہ ایک ناقص اور عوامی حیالی ہے کہ کوئی فتویٰ کتب فقہ
اور تفسیر سے مزین حلیہ تلاش کر کے دینا ہوتا ہے۔ وہی ہے حضرت شمس گزدری جو انہ علیہ السلام نے فتویٰ
میں ذکر کیا کہ ایسے نکاح کے عدم جواز پر دفعہ کے متن جو سے سے پڑے ہیں یہ ہرگز
کہ ایسے نکاح کے عدم جواز پر قرآن و حدیث دلائل کریمہ ہیں یا اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں
ہے بلکہ پہلے قرآن و حدیث کا ذکر کے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اہل بیت رسول کی محبت فراموش دینیہ سے
ہے اور جس کی محبت فراموش دینیہ سے ہوا کی تو قرآن عند العرف و عند السراج ممنوع ہے اور یہاں غیر کو
میں نکاح ہونے سے قرآن و تائید و تفحیک کا کتاب ہے۔ ہذا سبب کا نکاح غیر کفر میں بھی مود کے ساتھ
معتقد نہیں ہوگا کیونکہ ایسے سے عدم منع و دفعہ کے متن سے پڑے ہیں۔

بحث عائشہ: دسویں بحث میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی الرضی کریم اللہ وجہہ جلالہ
جنت سیدۃ النساء عالمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، امام حسن اللہ امام حسین علیہما السلام کے چند حبیبی (ذاتی)
اندلسی نفسانی کا ذکر کرتے ہیں جن نفسانی کا تعلق طہارے پر چارے سے صورت سے تعلق و ربط ہے

بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام عبدالرزاق السنونی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ السنونی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

حادر سے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے نذر
دیں کہ وہ پہلی کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا اے ہار، بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا روپ ہی پیدا فرمایا پھر
نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرنا دیا۔ اس وقت نہ لونا تھی نہ تم تھا، نہ جنت
تھی نہ دوزخ تھی، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سمندر نہ چاند نہ جین نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ
فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نذر کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے تم بنایا، دوسرے سے روح،
تیسرے سے عرضی، چھوٹے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تو پہلے حصے سے عرضی اٹھائے والے فرشتے بنائے
اور دوسرے حصے سے کئی اور تہوں حصے سے آبی فرشتے چھوٹے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے
ان کا بدن، دوسرے حصے سے دین، تیسرے حصے سے حنث اور دوزخ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم
کی تو پہلے سے زمینیں بنیں، پھر کھجور کا نور بنایا، دوسرے سے ان کے دروں کا اور بعد ازاں جو معرفت الہی ہے،
اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ قرینہ ہے جس کا خلاصہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، سوچا

اس حدیث "موسیٰ لپیٹ سفا موسیٰ کا تیرے نبی کا نور ہے نور سے پیدا فرمایا" میں ضمن فورا میں وضاحت یہاں ہے کہ نور سے مراد ذات ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا۔ اسی کے یہ معنی سب سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا مادہ ہے بلکہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الہیت کا قبور اول حق بغیر اس کے کہ ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا صحر اور جز قرار پائے گا یا کہ یہ کیفیت مشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا قرآن و حدیث کے دیگر مشابہات کا سمجھنا۔ البتہ سترہ تعلیقات کے لحاظ سے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شیخ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور یہ کبھی بھی کم ہوتا ہے کہ شیخ کا نور آفتاب کے نور سے جڑتا ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمد کا نور ذات احدیٰ سے اس طرح مندر ہے کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہو سکتا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوتی۔ رشتہ، سبب سے مدخل ہوا اور اس ایک شے سے تمام شے مندر ہو گئے۔ نہ پہلے شے سے قلاب کے نور سے کچھ کی اور نہ سبب سے شے نے پہلے شے کے نور سے کچھ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے مندر ہے کہ اس نور جس کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

حدیث جابر میں جو بارہ نمک تقسیم کا ذکر آیا ہے اس کے بارے میں ہمیں کوئی مبالغہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے حب نور محمدی کو پیدا فرمایا تو اس میں وہ شعاع و شعاع برحقا نگاہِ حق کی مرید شعاعیں تقسیم ہوتی ہیں۔ اس کی طرف علامہ زرقانی نے بھی اشارہ فرمایا اور قلی مشروح سہاسب ص ۱۷۱

مسوال ۱۔ نور محمدی سے مراد خداوندی ہے۔ بعدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہوتا ہے۔ جواب ۱۔ حدیث ترمذی میں ہے کہ سبب سے نور و آفتاب سے جس طرح نور آفتاب سے نکلتا ہے اور نہ اس سے نور خداوندی مراد ہے کسی ذات سے سبب نہیں صافت پایا ہے اور علامہ زرقانی نے ذات پاک سے نور خداوندی کو خداوندی سے مراد کہا ہے۔

مسوال ۲۔ عرف اللہ بالہ نور ہے جس سے نور سبب ہے

جواب ۱۔ حدیث جابر میں تمام اشیا سے نور محمدی کی حقیقت پایا ہے کہ یہاں ہے وہ حضور کی ذات پاک کا نور ہے اور وہی لطیف حقیقت کو بھی شامل ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی اور پاکیزہ اجزاء جسمیہ کا جوہر لطیف کہا جاسکتا ہے اس لیے کہ وہ نور پاک آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور انانت رکھا گیا۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی پشت میں رکھ دیا اور نور اس میں چھپا دیا تھا کہ باوجود پشت آدم میں ہونے کے پیشانی آدم علیہ السلام سے چھپتا تھا اور آدم علیہ السلام کے باقی اعضاء پر وہ غالب ہو جاتا تھا۔ یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشت آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزاء جسمیہ تھے جو ان کی پیشانی کے بعد ان کی پشت کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزاء جسمیہ کہلاتے ہیں نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے صاحب (پشت) میں اس کی اولاد کے ایسے ہی لطیف اجزاء جسمیہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہو کر اس کی نسل کہلاتی ہے۔ اولاد کے ان ہی اجزاء جسمیہ کا آباد کے اصطلاح میں پایا جاتا ہے جسے کلمہ درمیان ولایت

اللہ اجیت کے رشتہ کا سنگ بنیاد اللہ سبب اصل ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں تیس
 ٹیک پیدا کرنے والی اور لار کے اجزاء اسلیب دیکھ دینے پر اجزاء روح کے ہیں اللہ۔ ہر ایک روح کے گل کے ہیں۔ کیونکہ
 ایک جہن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے۔ ایک سے زیادہ ایک جہن میں روح کا پایا جانا ہرابتہ بالکسبہ ہوتا
 آدم علیہ السلام کی پشت میں حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح بہر کہ نہیں رکھی گئی بلکہ جسم آدمی کے جو ہر لطیفہ
 کی فرائض شامیں رکھی گئی تھیں جو نہ ذات محمدی کی شامیں تھیں۔ ہی آدم کے اندام ان کے ہاتھوں کے پشتوں میں
 نہیں رکھے گئے بلکہ اللہ روح فرماؤں کے پیٹوں میں استغفار گل کے بعد رکھے جاتے ہیں علامت کیجیے۔

علامہ داؤد انک کی ایسی مشہور تصنیف "اللہ کرہ" میں گل کے تیزات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر
 کے نزدیک نظر میں سات قسم کے تیزات ہوتے ہیں۔ پچھلے ہستہ میں وہ پانی کی شکل پر ہوتا ہے پھر اس کے باہر ایک جلی
 بنتی ہے اور درمیانہ منہ ہو جاتا ہے اور سولہ دن میں اس پر بے لے حلو کی شکل نمودار ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ
 رخا ٹیک کا حوں بن جاتا ہے اس کے بعد اس کی شکل گشت کے ہوتے کی جوحاتی ہے اور سب سے پہلے اس میں
 قلب کی شکل نمودار ہوتی ہے اور رات کی تیس دن میں اس کی جاتا ہیں کے سات نام ہوتے ہیں اللہ گل کے پھر ہے
 کی ہر لم سے ممت ہے۔ پھر تیزوں کے بعد وہ پانی میں جاتا ہے اور اس پر گشت کا شروع ہو جاتا ہے
 سات دن بعد سے اس میں ملکہ ایک حصہ یہ مخلوق کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس میں حرکت جاری ہو جاتی ہے
 اور اب اس میں بیٹنی موزوں ہو جاتا ہے (نکاح نامہ روحانی ہے) اور سو دن کے بعد نباتات کی طرح موزوں ہوتی
 ہے اللہ اس میں مستحق روح پھر لگ جاتی ہے۔ اس بیان سے جو اختلافات مع کے بارے میں فلاسفہ اور اہل توحید
 کے مابین تھا وہ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ فلاسفہ کے نزدیک نفع روح کی مدت ستر دن ہے اور اہل توحید کے نزدیک چار
 ماہ (۱۲۰ دن) ہے۔ حال پر یہ فرق وسط روح شرعی کو یہی پیوستہ۔ ان کے نزدیک روح جی ہی ایک روح ہے۔ اسی کے
 نزدیک ہے انسان کا مشرود کا ہونا۔ اہل توحید کے نزدیک اس کی حقیقت اس کا جسم نہیں بلکہ دراصل وہ روح فرانی
 ہے جس میں اپنے خالق کی صورت مرکوز ہوتی ہے وہ روح چار ماہ کے بعد (۱۲۰ دن) کے بعد میں چھوڑ جاتی ہے۔ اللہ جو
 روح جانی ہے وہ مذکورہ بالا تفتیق کے مطابق ہی اسلام کے نزدیک بھی پھر تیزوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہر تیزوں
 طبقتوں کے درمیان روح صلی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے (ترجمان السنۃ ۱۳۵۲ء)۔ اس سے ظاہر ہے کہ روح
 باپ کی پشت میں نہیں رکھی گئی بلکہ اس کے پیٹ میں پڑنے کے بعد وہ بعد پھر لگ جاتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے
 ہے کہ استغفار گل سے چار پیچے بعد اللہ تعالیٰ ایک نرشتہ کو چار باتیں لکھے کے لیے بھیجتا ہے۔ اللہ وہ چار باتیں

کہہ دیتا ہے، اعلیٰ اہل علم و ادب یا مفتی ہونا، پھر اس میں مدعا چھوڑی جاتی ہے (مشکوۃ ص ۱) اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد کے مدعیوں باپ کی پشت میں نہیں رکھی جاتیں بلکہ شکم مادر میں چھوڑی جاتی ہیں۔

اس سے واضح ہوا کہ ارواح بنی آدم حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں نہیں ملے گئے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھی گئی ہے بلکہ آدم علیہ السلام کی پشت میں اجزاء اعلیہ ملے گئے ہیں اللہ حدیث جابر میں جس فرمودہ کی کا ذکر ہے وہ اس لطیف حقیقت کو بھی مثالی ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائی حد پانچواں اجزاء جسم کا جوہر لطیف کہا جاسکتا ہے۔ یہی وہ پاک حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا، جبہ جسم اللہ جس کے اعلیہ اجزاء وہ ہونے تو جسم اللہ جس میں وہ ہوا۔

سوال ۱۰۔ علم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے اس کی قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکالی کر ان سے اپنی ربوبیت کا جہد کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم کی ارواح آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھیں۔

جواب ۱۰۔ پشت آدم علیہ السلام سے ان کی ارواح ارواح میں نکال گئی تھیں بلکہ وہ ان کے اشکام میں تھے جو ساری صورتوں میں ان کی پشت مبارک سے بقدرت ربی علی حاکم کے ملے تھے۔ لیکن ہم ابھی حدیث بھراہ مشکوٰۃ سے ثابت کر چکے ہیں کہ پشت میں روح مدعا پادہ ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہو کہ کہ فرمودہ کی اپنی عزت و کرامت کے مقام میں جبکہ وہ اللہ پشت آدم علیہ السلام میں اجزاء جسم کے جوہر لطیف کے ارسلانے تھے جو ارواح ظاہر اور ارواح طیبہ میں منتقل ہوتے تھے۔

سوال ۱۱۔ بعض روایات میں ہے کہ فرمودہ بنی آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا اور بعض میں ہے کہ فرمودہ جسم آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جبکہ وہ تھا۔ دونوں روایات میں جو اختلاف ہے اس کا مطلب کیا ہے۔

جواب ۱۱۔ دونوں میں تطبیق ہے کہ جب فرمودہ مبارک پشت آدم علیہ السلام میں تھا تو اپنے کامل نوعیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم میں بھی چمکتا تھا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک بھی نور تھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام کو پسند کیا۔ وہ اس کو اپنا خلیل بنایا اور پھر اولاد ابراہیم سے حضرت اسماعیل کو اور اولاد اسماعیل سے نزار کو اور اولاد نزار سے سدر کو اور سدر سے کنان کو اور کنان سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے بنی عبدالمطلب کو پھر بنی عبدالمطلب سے محمد کو برگزیدہ کیا۔

امام ترمذی نے جو حضرت عباس سے روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ یہی ہانم میں بروہی ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اللہ خاندان میں مجھ سب سے اچھا ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک تمام ہی اس سے احتیاطی سے محفوظ رہے جو راز جاہلیت میں ہو کر کہہ تھے میرے آباؤ اجداد سب اس سے نرہ اند پاک تھے۔ پس میرے نسب میں کوئی میل نہیں ہے (نشر الطیب ص ۵۵ و ۵۶)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم | آپ کا اسم گرامی علی کنیت ابی الحسن، ابو تراب، والدہ کا نام اسماء بنت اسد ہے۔ حضرت علی کی پیدائش ہائیس رجب الاول کی شب کو کعبہ میں چودہ نبوت سے دس ماہ قبل ہوئی۔ حضرت علی بن ابی طالب سے آپ کا نام علی بن ابی طالب ہے۔ (راۃ الصالحین ص ۱۰۵، کنز العمال ص ۱۰۵، اسد الغابہ ص ۳۵) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ابن علی بن ابی طالب) طالب من نسبی من احسن فقد احسن و من اعظم فقد اعظم (مناقب علی بن ابی طالب ص ۱۰۵) ذیل لسانی ص ۱۰۵) حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) میرے سب سے ہیں جس نے علی کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے علی سے نفرت رکھا اس نے مجھ سے نفرت رکھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ جعل درجۃ کل نبی من صلیہ وان اللہ عز وجل وجلا جعل ذریۃ محمد حسن صلیب علی بن ابی طالب (مناقب علی بن ابی طالب ص ۱۰۵، ینایع الرواح ص ۱۰۵، مجمع الزوائد ص ۱۰۵، صواعق محرقہ ص ۱۰۵، جامع صغیر ص ۱۰۵، تہذیب ص ۱۰۵، ذخائر معینی ص ۱۰۵، ریاض النعمان ص ۱۰۵، میزان الاحوال ص ۱۰۵) ۱۰۵ لسان المیزان ص ۱۰۵، ۱۰۵ ذوقانی مشرق ص ۱۰۵، ۱۰۵

یہی اللہ تعالیٰ سے پہنچنے کی ذریت اس کی صلیب میں رکھی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت

علی کی صلب بھی دیکھی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے کہا روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا حضور
نے ارشاد فرمایا حکوت علی بن ابی الجحش قبل ان یخلفن اللہ السموات والارض من ہامی عام محمد
رسول و علی اخوہ (منائب علی بن ابی طالب ص ۵۰۰) حلیۃ الاولیاء ص ۵۰۰، تاریخ بغداد ص ۳۸۰، ۵۰۰
یزان الاحمد ان ص ۳۵۰، ذخائر العقبی ص ۱۵۰، مجمع الزوائد ص ۹۵، تذکرہ خواص الائمة ص ۲۰۰، کنز العمال
ص ۵۵۰، اللہ تعالیٰ کے آسمان حد زمین پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ
محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ علی ان کے بھائی ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا انت اخي فـ اللہ نبي والاخوة رستن ترمذی ص ۲۹۹، مستدرک ص ۲۵۰، سنن ابن ماجہ ص ۲۰۰، تاریخ ابن
جریر طبری ص ۵۰۰، خصائص لفظی ص ۵۰۰، کنز العمال ص ۳۹۰، ۱۰۰، ریاض النضر ص ۲۵۰، مجمع الزوائد ص ۲۵۰
۱۵۰، بیہقات بن سعد ص ۸۵، مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۰، ذخائر العقبی ص ۹۲، سدا القابر ص ۳۵، تنبیہات
ص ۲۵۰، حلیۃ الاولیاء ص ۵۰۰، بعض الفقہاء ص ۲۵۰، صوفیہ ترجمہ کور الہاتف ص ۵۰۰
الطاب ص ۲۰۰، جامع ابن جریر ص ۵۰۰

مرن بن حصین حضرت بریدہ، حضرت برید بن حباب، اسامہ بن زید، ابی جہاد، رضی اللہ عنہم
سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ محبوب ہوں اور میں اللہ سے
(مسند احمد بن حنبل ص ۳۵۰، خصائص لفظی ص ۵۰۰، مستدرک ص ۲۹۹، البدایہ والنہایہ ص ۲۵۰، سنن
ترمذی ص ۲۹۹، مستدرک ص ۳۵۰، کنز العمال ص ۳۹۰، حلیۃ الاولیاء ص ۵۰۰، تاریخ ابن
جریر طبری ص ۵۰۰، منائب الصحیبہ الخراز ص ۵۰۰، ابن ماجہ ص ۲۵۰، تذکرہ الخلفاء ص ۳۵۰، کنز العمال ص ۵۰۰
جامع صغیر ص ۵۰۰، کنز العمال ص ۵۰۰، کنز العمال ص ۵۰۰، تاریخ ابن جریر ص ۵۰۰، مستدرک ص ۲۹۹، سنن
ص ۲۹۰، مرقاة المفاتیح ص ۵۰۰، ذخائر العقبی ص ۲۹۹، تفسیر طبری ص ۱۰۰، تاریخ طبری ص ۲۵۰، ریاض
النضر ص ۲۵۰، مجمع الزوائد ص ۲۵۰، کنز العمال ص ۲۵۰، ذخائر العقبی ص ۲۵۰، تنبیہات ص ۲۵۰
۲۵۰، مشکل الآثار ص ۲۵۰، تاریخ بغداد ص ۲۵۰، حلیۃ الاولیاء ص ۲۵۰، ۱۰۰ کہ ہے لکھ علی محمد سے میں ہوں

جنت کے دروازے پر جیسے کہ میر نام لکھا ہوا ہے اسی طرح کس کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس کی اولاد میر کی اولاد ہے، علی
عجو سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ ہر کوئی کہ دوست ہے اور یہ عجو سے بنزاد بادران کے ہے۔ یہ میر بھائی ہے اور
میر سے چچا کا بیٹا ہے یہ میر اگوشت ہے اور یہ میر خوں ہے، اس کا نسب میرا نسب ہے جیسے کہ میرا نسب طیب
و طاہر ہے اسی طیب اس کا نسب بھی طیب و طاہر ہے۔

سیدہ الفاطمہ الزہراء خاتونِ جنت علیہا السلام

آپ کا نام فاطمہ، القب زہرا ہے۔ آپ کی ولادت نبوت کے پہلے سال میں ہوئی۔

سیدہ حبیبہ، کبریٰ کے محلِ آغوش سے ہیں۔ اسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ایک بیس تھی۔ آپ کا نام فاطمہ اسی وجہ سے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اللہ ہی کے عقیدت مندوں کو آتشِ روزِگار سے محفوظ رکھا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھا ہے۔ لا إله إلا الله قطمہا بن محمد بن عبد الله بن عبد المطلب (بخاری ج ۲، کتاب النکاح ص ۱۲۳، صحیح مسلم ج ۱، کتاب النکاح ص ۱۲۳) کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ ہی کے عقیدت مندوں کو دور رکھا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کا لقب زہرا رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلا جن کی حوصلہ دہی کی کو کہتے ہیں چنانچہ ان کے سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و صورت اللہ حسن و جمال سے مشابہ تھیں اس لیے آپ کو زہرا کہا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اچھے بھٹے، چٹے چمچے، حسن و اخلاق اور گفتگو میں رسول اللہ صلیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدہ زہرا سے بہتر ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ بضعة منی (کتاب النکاح ص ۱۲۳، علیہ الاولیاء ص ۱۲۳) متعلق بحسین رضی اللہ عنہ ص ۱۲۳، مناقب الامامین ج ۱ ص ۱۲۳، الکبائر ج ۱ ص ۱۲۳، مجمع الزوائد ص ۱۲۳) کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا عاظمۃ ان
 اللہ لیضربک بعصبتک ویرضنی فی روضان (مسندہ رک حاکم ص ۳۵۲، میران الاعمال ص ۳۳، ج ۱،
 اسد الغابہ ص ۵۵۲، تنہا الراسخی ص ۳۹، احصاب ص ۳۷، ج ۴، تہذیب التہذیب ص ۳۳، ج ۱۲، کفایۃ الطالب

۳۶۴؎ (محرم الحرام ۱۲۸۵ھ) نے حاضر تیری ندامتگی میں یقیناً اللہ کی ناراضگی ہے اور تیری خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے۔ یعنی جب سیدہ حاضر صلوات اللہ علیہا ناراض ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے اور جب راضی ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے۔ مسلمان ناراضی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان! جس کسی سے میری بیٹی حاضر ناراض ہے اس سے میں ناراض ہوں اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے اور جو شخص اس پر اور علی پر لعنہ الہی کہ لولاد پر ظلم کرے اس کے لیے جاکت ہی جاکت ہے۔

حضرت ابو یوسف انصاری رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كان يوم القيامة نادى مناد تحت العرش يا اهل الجنة غفروا ابصاركم ونكسوا رؤسكم فخذوا فطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم متربداً انتم تمر على الصراط استے کہ ۳۵۱؎، میزان الاعتدال ۳۸۲؎، لسان المیرین ۳۲۳؎، ۳۵۱؎ اسد الغابہ ۵۵۱؎، ایک بچہ طلب ۳۷۸؎ کر رہی تھیں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب فاطمہ کا دل مرگتا تو ایک خدا کریمہ والا دعا کرے گا پر وہ میں سے گمنام غنیمہ دو اپنی نظروں بچے کو روک دینے سے کہ جب اس کی طرح یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے مراد سے گذرے گا ارادہ فرما رہی ہیں۔ چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ ستر ہزار حیرتوں کے ساتھ پہلے حرا سے برق رانگی کی طرح گذر جائیں گی۔

حضرت حدیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر تمہاری بخشش کی دعا کروں۔ والدہ نے مجھے اجازت دی میں نے صوفیہ کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی اس کے بعد عشا کی نماز بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشا کے بعد فارغ ہو کر تشریف لے چلے تو میں آپ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ نے میرے قدموں کی آواز سنی کہ فرمایا کیا توحذیفہ ہے، میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا تمہیں کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ میری ماں کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں، حضور نے فرمایا، غفر اللہ لک و لامک کہ اللہ تعالیٰ تجھے عہ تیری ماں کو بخشے۔ پھر حضور نے فرمایا حذیفہ تجھے معلوم ہے یہ میرے ساتھ باتیں کرنے والا کون تھا، میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو اسی بات سے

پیلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے اعازت چاہی کہ مجھے سلام کرے اللہ مجھے بشارت دے رہا ہے، یان فاطمہ سیدۃ نساء اہل النجۃ و اہل الحسن و الحسنین سیدۃ انقیاب اہل الجنۃ، کہ یہ شک سیدہ فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور یہ شک حسن اور حسین علیہما السلام جنت کے نورجوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا تھا: "اشر حبیبی ان شکوئی سیدۃ نساء اہل الجنۃ و نساء العالمین کیا تو میری بچی اس بات پر ماضی نہیں ہے کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہے یا تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے حیدرہ۔ اسی فاطمہ بنت محمد، میری امت کی تمام عورتوں میں بہتر سیدہ کی جیسی ہے۔"

حضرت امام باکب علیہ السلام نے فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زوجہ حوگوثر رسول ہونے کے تمام عورتوں سے افضل و برتر ہیں

تاج الدین سبکی، علامہ سید آلوسی، متاہ عبد علی، محدث دہری لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ تمام عورتوں سے افضل و برتر ہیں

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی انصیت سے یہ بھی ہے کہ جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب حضرت مریم علیہا السلام کی جانب سے حضرت ہریم علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے۔ اسی طرح حسنین کریمین اللہ ان کی اول و کاتب حضرت سیدہ فاطمہ کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہا السلام کے ساتھ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء کے لیے باقصر صیوہ رشاد فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

امام حسن علیہ السلام | ام گرامی حسن، انکیت ابو محمد، لقب سیدہ ہے، آپ کے والد حضرت علی المرتضیٰ اللہ والدہ سیدہ فاطمہ الزہراء ہیں۔ سنہ ۱۵ھ رمضان کی شب کو مدبر حبیبہ

میں پیدا ہوئے آپ کا ماں ہی علی علیہ السلام سے حسنین خیر فرمایا۔ امام حسن علیہ السلام کی ولادت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ کے گھر تشریف لائے، اس وقت عیس نے حضرت حسن کو نکالا کہ حضور کی خدمت میں حاضر کیا تو حضور نے امام حسن کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تحمید پڑائی اور آپ کی ولادت طیبہ کے ساتویں دن عقیقہ کیا اور آپ کے سر مبارک کے بال منڈولتے اور حکم دیا کہ ان بالوں کے مطابق

ہم ذن چاند کی خیریت کی جاتے تھے پھر حضور نے اپنا القاب و برکت حضرت حسن کے ستر میں ڈالا اور یہ دعا بھی سنائی
 اللہم اے عیذہ دلت و ذریعہ صلب الشیطان الرجیم " تھے اللہ میں اس کو اللہ کی امداد کو تیری بناء
 میں دینا ہوں اسی شیطان کے شر سے جو تیری مارگاہ سے راسد ہوا ہے۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام فیکل و صورت
 کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اسی لیے آپ کے القاب سے ایک لقب شہید الزکول
 بھی ہے (ادب المرء و عیالہ ص ۱۰۰، مستدرک ص ۲۵۳، مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۰، سنن بیہقی ص ۱۶۵،
 اسد الغابہ ص ۳۰۳، استیعاب ص ۱۳۹، کنز العمال ص ۹۷، معجم توفیق ص ۱۰۰، ذخائر العقبی ص ۱۰۰، مسند
 ابوداؤد حیا سی ص ۱۰۰، مجمع الزوائد ص ۹۷، سنن ترمذی ص ۱۰۰، سنن نسائی ص ۲۰۰، سنن ابوداؤد ص ۱۰۰
 تاریخ بغداد ص ۱۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۰۰)

امام کادری نے ایک سند کے ساتھ عقبہ بن عاصم سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ نماز میں تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے تو ابوبکر نے دیکھا کہ صحابہ "بچوں کے ساتھ نکلیں
 جیسے میں تو بزرگ سے صلی اللہ علیہ وسلم پر امنیہ اور دیا مہر پاپ قرآن برامی پر مشیہ۔ سبھی راہنہ
 دہلی دہلی علیہ السلام دیکھ کر کہ یہ جس صورت کے مشابہ ہیں یہ صلی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی صلی
 علیہ وسلم تھے (تیسرے کتاب ذوالحجۃ مستدرک ص ۲۵۳، مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۰،
 ابوداؤد حیا سی ص ۱۰۰، استیعاب ص ۱۳۹، مجمع الزوائد ص ۹۷، سنن ترمذی ص ۱۰۰، سنن ابوداؤد ص ۱۰۰،
 مجمع الزوائد ص ۹۷)

امام حسین علیہ السلام نہایت مخفی اور قیاض تھے، ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اسی نے
 سوال کیا آپ سے اسی وقت فرمایا تھر میں حسی تم سے کچھ دیکھ جاتے۔ چنانچہ وہ دس ہزار روپے لے کر تمام کی سگ
 کو دے دیئے گئے۔ سائل اعرابی اسے عرض کیا یا سیدی آپ نے اتنا عرق لگا دیا کہ کچھ عرض کر سکوں آپ نے
 فرمایا ہم ابی بیت سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کرنے کے عادی ہیں تاکہ سائل کی پیشانی مشرہم سے عرق آلود نہ ہو۔
 (طبقات ابن سعد ص ۱۰۰)

خود کیجئے امام حسن علیہ السلام فرمایا ہے میں کہ ہم سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کرنے کے عادی ہیں
 حقیقت یہ ہے کہ ابی بیت کرام کی کمالت میں کوئی مثل ہی پیش نہیں کر سکتی۔ چنانچہ حضرت انس سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فمَنْ مَلَاحَ بِلَاحٍ بِلَاحٍ مَلَاحَ بِلَاحٍ مَلَاحَ بِلَاحٍ

کہ ہم اپنی بیت کے ساتھ کوئی ایک قیاس نہیں کیا جاسکتا، یعنی کوئی چنے کو ہم پر قیاس نہ کرے اور نہ ہم کو اپنے
 طرز نقص کرے۔ اسکا بنا پر اپنی بیت کے وہ خفاقی میں جو دوسرے لوگوں میں نہیں ہیں، چونکہ اپنی بیت کے
 خفاقی اور احکام علیہ ہیں اسی وجہ سے حضور نے حسینؑ کو اپنی اولاد فرمایا اور حسینؑ کو ہمیں کا نسب
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہے۔

امام حسین علیہ السلام | آپ کا نام حسین، کنیت ابو عبد اللہ، اور لقب سبط الرسول ہے آپ
 کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء، والدہ حضرت علی المرتضیٰ

ہیں۔ حضرت ام الفضل بنت عبدالمطلب سے طاریت ہے کہ میں نے ایک خواب پریشانی دیکھی تو اسی حالت پریشانی میں
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے
 بہت سخت عجیب خواب دیکھا ہے، آپ نے فرمایا وہ کیا ہے جو تم نے دیکھا۔ عرض کیا وہ بہت ہی خطرناک خواب ہے
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی بات نہیں تم بیان کرو عرض کیا کان قطعہ من جسدک قطعت
 ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت خیر الحمد فاطمۃ اہل اللہ
 فقالی غسلا لا یكون فی حجری . میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا لٹا کر میری گرد
 میں رکھ دیا گیا ہے ترجمہ میں اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ام الفضل یہ ٹکڑے کی بات نہیں ہے یہ قرآن مجید
 خواب ہے اس کی تفسیر ہے کہ اس والدہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمہؑ کو اللہ تعالیٰ بیسوا سے کا جسے تم اپنی گرد میں
 لوگی۔ حضرت ام الفضل جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں اپنا خواب سن کر اللہ تعالیٰ سے تضرع کرتی تھیں
 تھیں، وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ سن چار ہجری کے ماہ شعبان کی پانچ تاریخ کو حضرت سیدہ فاطمہؑ کے ہاں ہرینہ طبع
 میں امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور حدیث پاک میں ہے فوئدت فاطمۃ الاحمسن مکان فی حجری کما
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضرت فاطمہؑ کے ہاں حسینؑ علیہ السلام پیدا ہوئے اور میری گرد میں آئے،
 جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا (مسند کہ صفحہ ۲۵۱، مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۵۱، مسند ابی یوسف
 صفحہ ۱۰۲، اصحاب ابن جریر صفحہ ۵۵، سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۹۹)

امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؑ کے ٹکڑے تشریف لاتے اور
 فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ حضرت حسینؑ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور
 نے اپنی گرد میں لیا لبت فی الان احسنیت علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسینؑ کے کان میں

اذان دی تھ لہذا صاحب اقدس اپنے کے عہد میں ڈالا اور اس کے چھ دھکی اور آپ کا نام حسین رکھا اور عہد دیا کہ ساتویں
 روز ان کا حقیقت کرو اور سر کے بال اتار کر اس کے ہم دن چاند کی خیرات کرو (سنن ترمذی ص ۲۳۲، سنن ابوداؤد ص ۲۳۲
 مسند احمد بن حنبل ص ۱۶۵، ابوداؤد طحاوی ص ۱۵۵، مسند ک ص ۲۵۵، سنن نسائی ص ۲۵۵، سنن ابوداؤد ص ۲۵۵
 ص ۱۵۵، مشک الاثر ص ۱۵۵، حلیۃ الاولیاء ص ۱۵۵، سنن بیہقی ص ۲۹۹، ذخائر عقیقی ص ۱۵۵، کنز العمال
 ص ۱۵۵) چنانچہ ساتویں دن حقیقت کی گیا اور چاند کی خیرات کی گئی اور حضور ۱۸۷۷ حسین کا نام بھی خود ہی تجویز فرمایا
 امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت یحییٰ بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 حسین صبی و انا من حسین احب اللہ من احب حسین احب حبیبہ حبیبہ من الاسباط حسین محمد سے
 ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا، حسین میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔
 (سنن ترمذی ص ۲۵۵، ابن ماجہ فضائل صحابہ، کنز الدیوب المہر باب معانفہ، مسند ک ص ۲۵۵، مسند احمد
 بن حنبل ص ۱۶۵، مسند القاری ص ۱۵۵، مسند ک ص ۲۵۵، حدیث احمد، الفت شدت، الفتال و محبت
 ہونا لے کرتی ہے کیونکہ عرب لوگ جب محبت کا اظہار کرتے ہیں تو لگتے ہیں کہ فلاں محمد سے ہے اور میں فلاں سے
 ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اسی بات کا فرق تھا اور فرمایا ہے کہ حسین محمد سے ہے اور میں حسین سے
 ہوں حسین کی محبت میری محبت ہے حسین کی سیرت میری سیرت ہے، میری نیک سیرت کی تسبیح ہے، حسین نے تمام
 کر لیا میں ہے، لڑنے و قتال میں اپنی جان کی قربانی دے کر اس کا ثبوت بہ فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین
 کو زندہ فرمایا اور دین اسلام میں جو بڑی قوت تھے بجا پر پیدا کر دیا تھا اسی کا قطع و قیغ کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اسی کی تفسیر ہی اسی حدیث میں بیان فرمائی ہے کہ ماری اور جمال لکھا ہے حسین محمد سے ہے اللہ مسک اور
 درحالیٰ اہمیت دے کے میں حسین سے ہوں، محمد بھی محمد حسین میں سوشہ نبوت اور رسالت کے کوئی فرق نہیں ہے۔
 امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ اس امر میں روایت ہے یہ روایت بھی ذکر کی ہے، ہذا ابن ابی وائسہ اجتنی
 یہ (حسین و من) میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں محمد صی سے پیار کرتا ہوں لے اللہ تو بھی ان سے پیار کر اور
 جو ان سے پیار کرے اسی سے بھی پیار کر (ترمذی ص ۲۵۵، کنز العمال ص ۲۵۵، فضائل النسائی ص ۲۵۵، ابن ماجہ
 فضائل حسنین، مسند محمد بن حنبل ص ۱۶۵، تاریخ بغداد ص ۱۵۵، کنز العمال ص ۲۵۵، مسند ابوداؤد طحاوی
 ص ۲۳۲، مجمع الزوائد ص ۱۵۵، سنن بیہقی ص ۲۹۹، حلیۃ الاولیاء ص ۱۵۵، صحابہ ابن عمر ص ۲۵۵، تاریخ کبیر
 ابن حجر ص ۲۵۵، مستیعاب ص ۱۵۵، مسند ک ص ۲۵۵، ذخائر عقیقی ص ۱۵۵)

اسی سے بھی ظاہر ہے کہ حضور فرما رہے ہیں کہ حسین میرے بیٹے ہیں کہ حسین کا نسب حضور کا نسب ہے اور حضرت حسین کا نسب سیدہ فاطمہ کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ رضیکہ حسین کریمیں کا نسب اور ان کی آنکھوں کا نسب جو سیدہ فاطمہ الزہراء کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ پس یہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام بھی دیگر نسبوں کی یہ نسبت مخصوص ہے جدا ہے۔ امام محمد بن حنفیہ، الشافعی رحمہ اللہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور امام حسین کے والد کی طرف سے بھائی ہیں۔ یہ امام حسین کو گریہ کرتے تھے کہ آپ کی والدہ حضرت سیدہ الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی اور شہزادی تھیں۔ میری ماں کے بطن میں اگر تمام کمالات بھی آجائیں تو بھی آپ کی والدہ کی شان و عظمت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اسی لحاظ سے آپ کو بچہ پر فضیلت ہی نصبت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت سیدہ فاطمہ الزہراء کی وجہ سے ہے اور سادات کو چونکہ نسب شرافت و عظمت اور رسول اللہ سیدہ فاطمہ الزہراء اور حسین کریمین کی وجہ سے ہے اور ان کی ہر ایک کے قول کے مطابق کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاصاں سے ہے کہ حضور کی سب جزئی کی اور حضور کی طرف ایشیت نسب منسوب ہے۔ حضور کا مرکز اور اصل نہیں ہے آپ کی اولاد کا بھی کوئی گنہ نہیں ہے شرفی جو آپ کے نسب طرقت میں سے جو یعنی سیدہ فاطمہ الزہراء اور حسین کریمین کی آنکھوں کا بھی گنہ نہیں ہوگا جو کہ سب طرقت میں سے ہوگا اور سیدہ فاطمہ الزہراء سیدہ زہرا کی کاہنہ طرقت اور حضرت سیدہ زہرا۔ اگر کسی سیدہ نے اپنی بیٹا سیدی اور ولی کی جہاں سیدی کے ساتھ ہر سیدہ کس قدر نکات یا قریہ نکات میں سیدہ پر حقد نہیں ہوگا کیونکہ سادات کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہوئے کی وجہ سے کفایت میں سیدہ الحکم تسلیم کیا گیا ہے یعنی اگر مرد اور محنت دونوں نسب ہی عدم پر سیدہ ہوئے تو نکاح منع نہ لگایا میں۔ ظاہر نہیں عزت قتل میں کے کہ حسب و نسب کا اعتبار یہ نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ سے متعلق اور غیر متعلقہ سادات کے جو بات بھی ہوگی جس پر کہ ہم انہیں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں۔

سوال :- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشہ بنت جحش کا نکاح اپنے آزد کردہ غلام حضرت زید سے کیا تھا حضرت زید نے اپنے بیٹے سے ان کا نسب کہاں اور کہاں زید کا نسب۔ جب یہ نکاح غیر کفو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کیا تھا تو ثقات یہ کہ فرماتے ہیں نکاح کرنا جائز ہے جب کہ ایک ایسا کا ولی دونوں انہی ہوں۔

جواب :- اس سوال کا جواب پڑھنے سے پہلے حضرت زید ان کے نکاح کا واقعہ پڑھ لیتے۔

حضرت زیدؑ در اصل قید کلب کے ایک شخص عارف بن ستراجین کے بیٹے تھے۔ وہ ان کی میں مسجد کی بن
 شعبہ قید سے فی شام ہی صبح سے تھیں جب یہ آٹھ سال کے بچے تھے اس وقت ان کی ماں انہیں اپنے کلب کے
 گھیس دیں۔ بنی تین ہی برس کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا اور کلب کے ساتھ جن آدمیوں کو وہ پکڑ کر لے
 گئے ان میں حضرت زیدؑ بھی تھے پھر انہوں نے مخالف کے قریب مکان کے پیسے میں لے جا کر ان کو بیچ دیا خریدنے
 والے حضرت خدیجہؑ کے بیٹے حکیم بن حزام تھے انہوں نے یہ کوٹھڑی لاکر اپنی بیوی صاحبہ کی خدمت میں تذکر دیا
 ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت خدیجہؑ کے ساتھ جب نکاح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پاس
 حضرت زیدؑ کو دیکھا اور ان کی عادت و اطوار پسند آئیں انہیں تو آپؐ نے یہ کہ حضرت خدیجہؑ سے مانگ لیا اسی طرح
 حضرت زیدؑ حضورؐ کی خدمت میں پہنچ گئے اس وقت حضرت زیدؑ کی عمر پندرہ سال تھی کچھ مدت بعد ان کے باپ
 اور چچا کو پتہ چلا کہ بازار بک کر میں ہے وہ انہیں تلاش کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اور عرض
 کیا کہ آپؐ جو خدیجہؑ چاہیں ہم دینے کے لیے تیار ہیں آپؐ بازار بک میں سے وہیں سے وہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ میں لڑکے کو لیتا ہوں اس کی عمر مٹی پر چڑھ دیتا ہوں کہ وہ تم سے ساتھ رہا۔ چاہتا ہے یا میرے ساتھ
 رہا پسند کرتا ہے اگر وہ تم سے ساتھ رہنا چاہے گا تو میں کوئی دے دوں گا۔ اس کے بعد وہیں چھ روز کا لیکن اگر وہ
 میرے پاس رہا پسند کرتا ہے تو میں رہا تو کسی میرے پاس رہا چاہتا ہے کہ وہ خود بخود نکال دے اور نہ تو
 لے لیا تو آپؐ نے جواب دے میں تیار کر دست امت فراوانی ہے آپؐ نے لاکر پوچھ لیجئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و سلم نے حضرت زیدؑ کو لایا اور ان سے کہا کہ ان دونوں صاحبوں کو جانتے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ میرے
 والد ہیں اور یہ میرے چچا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تم ان کو بھی جانتے ہو کہ مجھے بھی وہ آپؐ کی بیوی پر بیٹھ کر کہ چاروں
 کے ساتھ چلے جاؤ وہ چاہے میرے ساتھ رہو حضرت زیدؑ سے جواب دیا کہ میں آپؐ کو چھوڑ کر کسی کے پاس نہیں جانا
 چاہتا۔ زیدؑ کے باپ اور چچا نے کہا زیدؑ کیا تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے اور اپنے پاس باپ اور چچا کو چھوڑ
 کر چروں کے پاس رہنا چاہتا ہے زیدؑ سے جواب دیا کہ میں نے اس ذات کے جو اوصال دیکھے ہیں ان کا تجربہ کر لیا
 کے بعد میں اب دنیا میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا حضرت زیدؑ کا یہ جواب سن کر ان کے باپ اور چچا خوشی
 سے راضی ہو گئے حضورؐ نے اس وقت زیدؑ کو آزاد کر دیا اور حرم میں جا کر قریش کے مجمعہ عام میں جا کر فرمایا آپؐ سب

لوگ گواہ ہیں آج سے دیر پہلے یہ محلہ سے درخت پڑے گا میں اس سے اس بنا پر لوگ کہ یہ بن محمد
 کہنے لگے یہ سب واقعات طبع نبوت سے پہلے کے ہیں پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو
 پناہ بستیاں ایسی تھیں جنہوں نے ایک طرح شک و تردید کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نبوت کا دعویٰ نہتے
 ہی اسے تسلیم کر لیا۔ ایک حضرت خدیجہؓ دوسرے حضرت زیدؓ تیسرے حضرت علیؓ چوتھے حضرت ابو بکرؓ اس سیدت
 حضرت ریحہؓ کی عمر تیس سال تھی اور انہی کو حضور کی خدمت میں بھیجے ہوئے پندرہ سال گئے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ
 میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رہی کے لیے حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا اللہ حضرت زینبؓ اور ان کے
 رشتہ داروں نے اسے ناسمجھ کر دیا تھا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زینبؓ نے اس پیغام کو پہنچا دیا تو حضور
 دیا تو حضرت زینبؓ نے کہا انا حیرت سے متھلائی میں اس سے منسوب نہیں ہوں۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت
 زینبؓ سے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ اے اللہ کے رسولؐ وہاں ایسا قریش کے لیے بے پسند نہیں کرتی کہ میں
 قریش کی ستریف زادی ہوں۔ اسی طرح کہ اللہ کے رسولؐ کے ہاں ایسا منہ نہی ان کے عافی عبد اللہ بن حشر رضی اللہ عنہ نے بھی
 کیا تھا اس لیے کہ حضرت زینبؓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آؤاد کو وہ ظلم تھے اللہ حضرت زینبؓ کی جھوٹی
 (ایسرنت حدیث) کا صانع ہی نہیں۔ ان لوگوں کو یہ بات سمجھ نہ گئی کہ انہوں نے اپنے گھرانے کی دلگی اور
 دلچسپی کو بغیر میں جلد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھوٹی زانیہ سے اس کا پیغام آپ اپنے آؤاد کو وہ ظلم
 لکھیے دے دیے ہیں کہ پڑا ہوا شہرت یافتہ اور بڑی راجہ کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح کسی کوئی ممکن نہ ہو اللہ کسی کو جس حدت کو یہ حق نہیں ہے کہ
 جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کرے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل
 ہے۔ یعنی جب اللہ اور رسول کا حکم ہے تو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے انکے اپنے اختیار کے استعمال کرنے
 کا مسائل کو تصور بھی نہیں کرنا چاہیے بلکہ جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے اس کو اس پر چشم قبول کرے۔ اس
 حکم خداوندی کو سستے ہی حضرت زینبؓ اور ان کے سب خاندان والوں نے بطاعت کی سرطاعت تسلیم کر لیا۔ اور
 اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح پڑھایا خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور زیدؓ
 کی طرف سے ہر وہ کیا جو اس دیندار واقعہ کو تسلیم چاندی) اللہ ایک بار برداری کا جائزہ اور مکمل ذمہ جوڑا اور
 یہ کامی نہ آتا یہ پچیس برس اور دس گھنٹے (پانچ برس) گزرے۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کا نکاح باہر نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم حضرت ریحہؓ بن حذافہ کے ساتھ ہو کر تکی سکر مدینہ کی طبیعتوں میں موافقت نہ ہوئی اور حضرت زیدؓ

اور حضرت زینب کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے۔ حضرت زید نے ار پار حضرت زینب کے خلاف شکایات پیش کرنے کے بعد آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں حضرت زینب سے اگرچہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ان کو زینب کے نکاح میں جانا قبول کر لیا تھا لیکن وہ اپنے دل سے ایسا کسی طرح نہ مٹا سکیں کہ زید ایک آدمی کو وہ غلام ہیں ان کے اپنے خاندان کے پردہ وہ ہیں اور وہ عرب کے شریف ترین گھرانے کی بیٹی ہونے کے باوجود اس کم تر درجے کے آدمی کے ساتھ بیاہی گئی ہیں۔ اس قسم کی وجہ سے ازدواجی زندگی میں انہوں نے کبھی حضرت زید کو اپنے برابر نہ سمجھا اور اسکی وجہ سے ان دونوں کے درمیان تینوں بڑھتی چلی گئیں ایک ماں سے کچھ زیادہ ہی مدت گزرنے لگی کہ زینب کو طلاق تک پہنچ گئی۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زید علیہ وسلم جی بتلا دیا گیا تھا کہ زید حضرت زینب کو طلاق دے دیں گے۔ اس کے بعد حضرت زینب آپ کے نکاح میں آئیں گی چنانچہ امام زین العابدین علیہ السلام سے عدت ہے اسی اللہ تعالیٰ الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان زینب سے طلاق دے دیا۔ زینب نے بعد از طلاق علیہ السلام، یعنی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ لیا۔ یہ اطلاع دے دی گئی کہ حضرت زینب یہ طلاق دینے والے ہیں اور اس کے بعد وہ آپ کے نکاح میں آئیں گی جب حضرت زید سے حضرت زینب کو طلاق دے دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے رشتہ کے سبب انہیں اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ حضرت زینب جرم نہ تو تھیں اور نہ سزا تھیں تو دوسری جانب یہ ہوا کہ ان منفقین نے کہا شروع کر دیا کہ دیکھو اس زینبی "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" نے اپنے بیٹے کی بیوی کو اپنی زوجہ بنا لیا ہے کبھی ایسا نہ دیکھا ہے بھائی بھائی نے کر دکھایا تھا۔ چلو مجھے دسم دودھ کو تو چھوڑو ورنہ خود بھی آج تک یہی تاتے تھے کہ بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا۔ اب پھر غریبے بیٹے زید کی سزا چلی کر اپنی زوجیت میں لے لیا۔

ان یہود اور منافقین کی بے پردہ اور ہرزہ سرائی کو قرآن حکیم نے اس ایک جگہ (مالک ماحدا باب احد ص ۱۸۱) انہیں ٹھکر کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے سے ختم کر کے دکھ دیا کہ جب حضور کی مرد کے باپ سے زید پریشا کیسے بن گیا وہ تو اپنے باپ عار کا بیٹا ہے۔

عرب میں دیگر لغو معمول کے علاوہ یہ بے پردہ رسم بھی تھی کہ جب کوئی شخص کسی کو منبئی (ریشہ) بالیت تو اس منبئی کو وہی حقوق حاصل ہر عاتے جو حقیقی فرزند کو ہوتے ہیں۔ وہ منبئی بنائے جانے کے

طلاق دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی مطلقہ بیوی حضرت زینب سے نکاح کر کے یہ ثابت فرمایا کہ تنہا کی بیوی حقیقی بیٹے کی بیوی کی طرح نہیں ہے، حقیقی کی بیوی سے نکاح جائز ہے جس سے ظاہر ہے کہ تنہا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے، تنہا بیان سے کسی کو بتا کہ دینا اپنا بیٹا نہیں بن جاتا۔ چونکہ نکاح غیر کفو میں ایک خاص مصلحت کی بنا پر تھا، اسی لیے صاحب مصادف القرآن لکھتے ہیں جو نکاح صحاح و صحابہ کے پیش نظر کیا گیا ہو، اس کا اثر کفایت نسبی پر نہیں پڑتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مبارک میں جو نکاح غیر کفو میں ہوئے وہ کسی ر کسی دینی مصلحت کی بنا پر کیے گئے، اس سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا، مصادف القرآن ص ۷۷، گویا کہ حضرت زینب کا نکاح غیر کفو میں جو ہوا ہے وہ اصل مسئلہ سے تنہا مصلحت ہے اور اصل مسئلہ شرعاً اپنے مقام پر برقرار ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں ہے، اور حضرت زینب کا نکاح غیر کفو میں ہونا غیر عدم کفو کی وجہ سے مصادف مطلق پر منہج ہونا اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نکاح غیر کفو میں ذکر جائے کیونکہ یہ نکاح ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کا جب سے نکاح ہوا ہے غیر کفو ہونے کے اثرات نہیں، چنانچہ دوسرے لوگوں کے نکاح غیر کفو میں چلے گئے سب اثرات یہ ہیں کہ حرمات نکاح غیر کفو میں کر کے کسی کو سبک برداشت کی دوسری صورتیں دلیل و ثبوت کرنی چاہیں لیکن نکاح غیر کفو میں نہ ہونا چاہیے۔

حدودہ دینی صورت زینب و زید کے نکاح کا بارہا اصل کو سمجھنا ہے، بیاد دی کہ چنانچہ یہی ہے کہ کفو ہم صرف مصادفات کے نسب اور کفو میں بحث کر رہے ہیں، جس کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سزاوارک ہے، ظاہر ہے کہ حضرت زینب کا اسی نسب سے تعلق نہیں ہے، جو کہ نسبت مسیدہ فاطمہ الزہراء کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے، لہذا سائل کا مسیدہ زادی کے غیر کفو میں نکاح کے جوہر کے لیے حضرت زید اور حضرت زینب کے نکاح کو بطور مسند پیش کرنا، مسند زادی کے علم پر غلط ہے۔

سوال ۱: حضرت مسیدہ ام کلثوم جو حضرت علی کی حقیقی صاحبزادی اور حضرت حسنین کے مبین کی سگی بہن تھیں، کا نکاح حضرت عمر فاروق سے ہوا اور جب بیکوفاؤن مسند نہیں تھے، وہ تو بائٹھی بھی نہیں تھے، بلکہ قریشی تھے، یکن ان کے ساتھ یہ نکاح کیا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیدہ زادی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

جواب ہر حضرت ام کلثوم کے نکاح کا یہ وقت صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ایک داستان ہے جس کو شیخ راویوں نے وضع کیا ہے اور یہ موصوع روایت جیسے کہ کتب اہل سنت میں ہے اسی طرح کتب فہم میں ہے۔ علیہ شیعہ سے محمد یعقوب کلینی المتوفی ۳۲۸ھ نے زوائد کافی ص ۲۵۳ وہ ابو جعفر طوسی المتوفی ۳۲۰ھ سے کتاب الالبصار ص ۲۵۱ اور تہذیب الاحکام ص ۲۵۳ میں ان کے علاوہ دیگر علیہ شیعہ نے بھی اس روایت کا اپنی اپنی کتب میں تذکرہ کیا ہے۔ اور علاوہ اہل سنت سے علاوہ محمد بن طبری المتوفی ۳۲۰ھ نے اپنی مشہور تصنیف ذخائر معجمی میں اس نکاح کے بارے میں تفصیل بحث کی ہے جس کے چند اقتباسات ہم یہاں ذکر کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

عمر بن قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا تو حضرت علی نے کہا انھا صغیرۃ کہ وہ تو بालہ ہے تو حضرت عمر نے کہا کوئی حرج نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر نے فرمایا تو حضرت علی نے ام کلثوم کو حضرت عمر کے گھر بھیج دیا حضرت عمر نے ام کلثوم کی طرف پناہ فرمایا تو ام کلثوم نے کہا انھن عذال لا املت امدہن نومیں نکسرت عذت یہ تو کہا کرتا ہے اگر تو میرا مرہب نہ ہو گا تو میں تیرا نک نہ رہتی۔ چرم کلثوم وہاں سے نکل آئی اور اپنے والد حضرت علی سے کہا انھن عذال لا املت امدہن یہ ہے اسی بوڑھے کے پاس چھپا تھا تو حضرت علی نے کہا یا عذۃ ماہدہ روحت۔ اے بیٹی وہ تیرا عاود ہے اور وہ ساری روایت میں ہے لہذا نہ لولہ امیر المؤمنین حضرت حسین نے کہا اگر تو امیر المؤمنین نہ ہوتا تو میں تیری آنکھیں نکال دیتا۔ اور حضرت عسکریؑ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی سے ام کلثوم کا جب رشتہ مانگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی جعفر کے بیٹے کو ام کلثوم کا رشتہ دینا ہے لیکن عمر کے اصرار پر حضرت علی نے عمر کو رشتہ دے دیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر سے جب رشتہ مانگا تو حضرت علی نے کہا وہ تو بھڑک رہا ہے ہے فقال عمر رضی اللہ عنہ اے لولہ الیسا۔ تو حضرت عمر نے کہا کہ میرا مقصد وہ نہیں ہے جو کہ نکاح سے

۱۔ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی زہرہ سے کہ جب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کو نکاح کیا تو حضرت عمر نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی جعفر کے بیٹے کو ام کلثوم کا رشتہ دینا ہے لیکن عمر کے اصرار پر حضرت علی نے عمر کو رشتہ دے دیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر سے جب رشتہ مانگا تو حضرت علی نے کہا وہ تو بھڑک رہا ہے ہے فقال عمر رضی اللہ عنہ اے لولہ الیسا۔ تو حضرت عمر نے کہا کہ میرا مقصد وہ نہیں ہے جو کہ نکاح سے

ہو تاکہ یعنی حق نہ حقیقت۔ میں تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے وابستہ ہونا چاہتا ہوں کیونکہ
میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ سب وصیروں بقطعہ یوم القیامۃ الا صبی و صغیری
اور عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے ام کلثومؓ کا رشتہ مانگا تو حضرت علیؓ نے کہا کہ میں مشرک
کو ہوں۔ حضرت علیؓ نے اپنی اولاد سے مشرک کیا۔ انہوں نے کہا کہ تم نکاح کرو۔ حضرت علیؓ نے ام کلثومؓ کو بیاہ و صبی
جو مشرک صبیہ، اور وہ ان دونوں میں بھی تھی۔ حضرت علیؓ نے ام کلثومؓ کو کہا کہ تم میرے گھر جا کر میرے
باپ سے تمہارا کام کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ کو پوچھا کہ کیا اس کے باپ نے اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیا
ہے۔ حضرت عمرؓ کو لوگوں نے کہا کہ یہ تو مالک چھوٹی بچی ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سنا ہے حضور فرماتے تھے کہ سب وصیروں بقطعہ یوم القیامۃ الا صبی و صغیری، اللہ
میں بھی چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ میں منسلک ہو جاؤں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے ام کلثومؓ کے نکاح کے بارے میں حضرت عباسؓ سے حضرت عقیلؓ اور
حضرت جعفرؓ سے استشارة کیا اور ہر ایک نے جواب دیا کہ تمہارے گھر میں تو حضرت عقیلؓ سمیت ماضی ہونے
اور حضرت علیؓ کو کہا کہ اتنے دن تم اپنے معاملات میں سونا ہی کر رہے ہو۔ مگر تم یہ کام کر کے تو اس کا انجام چھا۔
ہوگا

اور شہابیہ الدین درہری سے روایت ہے کہ حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ سے سنا گیا تو ام کلثومؓ نے اس
نیز بن عمرؓ سے کہہ دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ رقیہ بنت عمرؓ کی پیدا ہوئی۔ امام درہری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ
کی وفات کے بعد ام کلثومؓ نے عون بن جعفرؓ کے ساتھ نکاح کر لیا۔ عون بن جعفرؓ کی وفات کے بعد محمد بن جعفرؓ کے
ساتھ نکاح کیا، ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی چھر محمد بن جعفرؓ کی بھی وفات ہو گئی تو حضرت ام کلثومؓ نے عبد اللہ
بن جعفرؓ کے ساتھ نکاح کیا ان کے ہاں ہی حضرت ام کلثومؓ کی وفات ہو گئی۔ (وفاتہ عقیل بن سائبہ ذوی القعدة
۱۹ھ)

اب قارئین حضرات! ان قیاسات پر غور کریں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے ام کلثومؓ کا رشتہ
مانگا تھا تو حضرت علیؓ نے کہا کہ ام کلثومؓ کا والد ہے لیکن حضرت عمرؓ کے اصحاب پر نکاح ہو گیا اور رخصتی بھی ہو گئی اور
حضرت ام کلثومؓ کو یہ سنایا بھی گیا کہ حضرت عمرؓ سے عاوانہ بیوی تو ام کلثومؓ کا رخصتی کے بعد حضرت عمرؓ کو یہ کہنا
کہ اگر تم نے مجھے دیکھا تو میں قسم دے دوں کہ میں نے تمہاری بیوی کو نہیں دیکھا اور یہ کہ تمہاری بیوی

ہے۔ پھر ام کلثوم کا حضرت علی کو یہ کہنا کہ کیا آپ سے مجھے اس بروٹھے کے پاس بھیجا تھا کسی درجہ جسارت ہے جب
 حضرت علی نے اپنی ریشی کا نکاح کر دیا تھا تو کیا ام کلثوم نے اپنی طرف سے میرا انوسیس کے لیے الفاظ استعمال
 کیے یا ام کلثوم کو کسی دیگر آدمی نے کہا تھا کہ امیر المؤمنین عمر کے پاس جا کر یہ الفاظ استعمال کرنے ہوں گے جس سے
 حضرت عمر کی توہین و تذلیل ہو۔ بہر صورت ام کلثوم کی طرف سے یہ جسارت نہ ام کلثوم کے لیے زیب ہے اور نہ ہی ہر شخص
 کی شان کے مناسب ہے اور اسلام میں نکاح سے ایک مقصد حق نہ حیت ہے۔ حضرت عمر کا یہ کہنا کہ میرا صلہ
 مقصد حق نہ حیت کا لا نیل نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ حضرت عمر نے یہ نکاح امر کے ساتھ کیوں کیا۔ کیا ایک
 بچی کی رہائی کو تباہ کرنا امیر المؤمنین کا مقصد تھا اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ میں اس لیے ام کلثوم سے نکاح کر رہا
 ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ نسب و صہبہ منقطع ہوں و یتیمات الاصلہ ہوں و
 نسبہ اور میں بھی چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ سے خشک ہو جاؤں تو پھر عرض ہے کہ ایک
 بچہ نسب و دوسرا بچہ صہبہ نسب پٹے کی طرف سے رہتا ہے درمیان میں کی طرف سے حواء میں دیکھ جائے بال
 جائے تو یہ سب رشتہ حضرت عمر پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی جہتی صورت حسد کا نکاح کر دینے سے
 حاصل کر چکے تھے اب کیا ضرورت تھی کہ ہر اس نکاح سے حضرت علی کے رشتہ و مدد سے حضرت عقیل صحت
 نازاں رہے اور حضرت علی کو کسی باپ و وصیت اور حسرت نہ دے کہ بھی بچے تھے بعد حضرت علی ان کو ملازم
 بھی لینے کرتے تھے۔ اور حضرت علی سے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے ام کلثوم کا رشتہ حضرت جعفر کے مینا کو دینا ہے و
 اب اس پر حضرت عمر کا امر کرنا مسترد بھی کیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی پٹا پر پٹا نہ کرے اور اس کے پیغام
 (نکاح) پر پیغام نہ دے مگر اسی صورت میں کہ اس نے جارت دے دی ہو یہی حب کوئی مسلمان دوسرے سے
 رشتہ مانگتا ہے تو جب تک اس کا فیصلہ ہاں یا نہ کی صورت میں نہیں ہو جاتا تو دوسرے کسی کو رشتہ مانگنے کا حق
 حق حاصل نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے اس مسلمان بھائی کے پیغام دے رکھا ہے وہ کسی سے یہ امر مانگ کر سب سے
 جب تک دے کہہ دیں کہ ہم نے وہاں رشتہ دیا ہے تو پھر بھی کسی دوسرے کو معاہدہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جب
 حضرت علی کہہ رہے تھے کہ ہم نے ام کلثوم کا رشتہ اپنے بھائی جعفر کے بیٹے کو دیا ہے تو پھر حضرت عمر کا یہ حق نہیں تھا
 کہ وہ حضرت علی سے امر سے رشتہ مانگتے اور نکاح کرتے۔ اسی وجہ سے تو حضرت عقیل حضرت علی پر زیادہ تر ادنیٰ
 کا اہل رفرما رہے تھے یہ روایات اللہ علی سے مترجمہ نتائج تمام اس پر مراد و دلالت کرتے ہیں کہ یہ روایات بالحدیث

موصوعاً ہیں۔ ہر وہ حدیث اللہ روایت صحیح نہیں ہوا کرتی جو کہ کتابوں کے اندر آجائے بلکہ حدیث دوسری ہے جو کہ روایت اور روایت دونوں طرح صحیح ہو اسی سے محدثین نے احادیث پر تنقید کے دو طریقے مقرر کئے ہیں روایت حدیث۔ روایت کے طریق سے تنقید راویوں کی ثقاہت اور ضعف کی بنا پر کی جاتی ہے۔ یعنی یہ دیکھا جاتا ہے کہ روایت کسی مرتبہ کا ہے۔ وہ نقیبہ یا نہیں۔ اسی کا حافظ کیسا تھا۔ اس کے ہم معروہ نے اس کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس کے خلاف کیسے تھے دیر و غیرہ۔

روایت کے اعتبار سے بھی احادیث پر تنقید کی جاتی ہے۔ اس کے اصول بھی محدثین نے منضبط فرمادیئے ہیں روایت کے اصول بہت ہیں لیکن بڑے بڑے اصول یہ ہیں :

- ۱۔ جو حدیث نفع قرآنی کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں۔
- ۲۔ جو حدیث کسی حدیث متواتر کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۳۔ جو حدیث کسی مشہور تاریخی واقعہ کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۴۔ جو حدیث اصلی باب کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۵۔ جو حدیث متواتر کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۶۔ جو حدیث اسناد نفسی کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۷۔ جس حدیث میں ترک دیا کی ناپید کی گئی ہو کہ اسناد معرفہ کی ہو کہ اس کے دو صحیح ہیں ہو سکتی۔
- ۸۔ حدیث کا راوی کوئی ایسا مفسور بیان کرے جو کسی کے عقیدہ کی ناپید کرتا ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۹۔ جس حدیث کا راوی خود افسر کرے کہ اس نے یہ حدیث وضع کی ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۱۰۔ جو حدیث حقیقت کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۱۱۔ جس حدیث کے الفاظ میں رکاکت (کمزوری) پائی جائے جو حملی قواعد سے گری ہوئی ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔

- ۱۲۔ جس حدیث میں معصومی رکاکت پائی جائے جو نہرت کے قواعد کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔
- ۱۳۔ حدیث میں کوئی ایسا واقعہ نہیں کیا گیا ہو جو مکر واقع میں واقع ہوتا تو اس کے راوی بہت لوگ ہوتے۔ وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔

۱۴۔ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہو مگر نفسی معصومی میں یکسانیت نہ ہو اور سنوں میں معارضت

پائی جائے صحیح نہیں ہو سکتی۔

حد جس حدیث میں معمولی شکی بہت زیادہ غراب یا معمولی غنہ پر غیر معمولی عذاب کا بیان ہو صحیح نہیں ہو سکتی۔ (فقہ اعتقاد)

اس سے ظاہر ہے کہ کسی روایت احمد حدیث کے صحیح ہونے کے لیے معمول ہیں حضرت سیدہ ام کلثوم کے نکاح سے متعلق روایات میں تو نفس مضمون میں یکسانیت ہے اور نہ ہی عقل سہم تقسیم کرتا ہے کہ ایک عظیم المرتبت شخصیت کے حور میں داخل ہونے والی حدیث اس کی توہین اور گستاخی کرے۔

مزید حضرت عمر کا بڑھاپہ میں ایک نابالغ بچی کے ساتھ نکاح کرنا اور احمد کے ساتھ کرنا اور اسے جو کہ جسارت کے لیے اسے مسیحا کر کے توہین اور گستاخی کرنا اور حضرت عمر کا ساتھ یہ بھی کہ میرا مقصد اس نکاح سے حق مدحیت لو کہ نہیں پھر ولاد کا ہونا وغیرہ وغیرہ تمام باتیں اس پر واضح دلیل ہیں کہ یہ اسی نکاح سے متعلق تمام روایات موضوع ہیں اور یہ روایات شیخ راویوں نے گھڑی میں جس سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کا کوشش کی ہے کہ "خلو خود نہ" سے عاصیاء طہ پر جیسے کہ حفاظ پر قبضہ کر باقی اس طرح میں سے ایک "صلیہ" سند تراویق سے پہلی بیت رکاب پر سند کرتے ہوئے ان سے پہلے وہاں ہیں ایک بھی جزائے فی شیعہ کا اس سے مقصد صرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ روایت کا ساتھ ساتھ راویوں سے واسطہ پڑنا جس کی کوئی حقیقت اور سیدہ نہیں ہے۔ ہم اس بات کے لیے میں کوئی تاثر نہیں کرتے کہ یہ ام کلثوم کے نکاح والاد تہ اگرچہ اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن وہ موضوع ہے۔ شیعہ راویوں نے اسی کو اختراع اور وضع کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بسنادی طہ پر حضرت ام کلثوم عیسا السلام کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا ہے اور نہ ہی رکھا ہے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک باہو سیدہ "ام کلثوم" کے ساتھ نکاح کیا ہے اور نہ ہی رشتہ مانگا ہے۔ جب بنیادی طہ پر نکاح ہی نہیں ہوا تو مسئلہ کا اس کو خیال ہا کہ یہ کہنا کہ سیدہ کا اگر وہی واقعی ہو جائے تو غیر سیدہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے ہر حدیث خلا ہے۔

سوال :- علامہ شمس لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ام کلثوم بنت علی کے ساتھ شیعہ میں نکاح کیا جس کا حق میرا لیس ہزار درہم رہا کیا اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ صحیح صحابی میں تا یہ حدیث صرف ہادیان غیبت کی چادر میں تقسیم کوئے لکے ایک چادر پانچ گنی "اس کی نسبت تردد ہے۔"

جاتے ایک شخص نے ان سے مخاطب ہو کر عرض کیا یا اصیبر المؤمنین اعطوا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المذی عنہ حدثت میری والدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے اپنے والدی چادر حضرت ام کلثوم بنت رسول یعنی بنت علی کو جو آپ کے ہاں بیٹھ دیہ راغفاروق ص ۲۹ علامہ شبلی کے کلام سے ثابت ہوا کہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق کے ساتھ ہوا تھا۔

جواب ۱۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نکاح ام کلثوم و ابی ہریرہ روایت مرفوعہ بالحدیث ہے۔ امام بخاری کی مذکورہ حدیث سے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ امام بخاری یہ حدیث کتاب النکاح میں نہیں لائے بلکہ کتاب النکاح میں لائے ہیں جہاں ابی ہریرہ کی روایت ہے۔ حدیث میں ”عندک“ کا لفظ ہے، یہ نکاح پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اصل صریح یہ ہے کہ حضرت صفہ جس کی وفات ۳۰ھ سے چھوٹا ازواج مطہرات سے تھیں، یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں ان کے ہاں ام کلثوم نکاحات صفہ رضی اللہ عنہا تھیں، حضرت عمر کا بھی اپنی صاحبزادہ کے ہاں تانا جانا تھا لہذا راوی سے لفظ ”عندک“ کا سننا رپا دورہ علیہ کے لفظ سے نکاح ثابت نہیں ہوتا، عرب کہتے ہیں صرف مرحلیہ عدالت اور حدود عدالت، یہ یہاں لفظ عدالت استعمال ہوا ہے، اس سے مراد یہی ہے کہ وہ بہہ کا محلیہ عدالت کے ساتھ نکاح ہوا ہے نہ مقصد صرف یہ ہے کہ والدہ منہجی طلب کے ہاں موجود ہے اسی طرح راوی سے جو عدالت کا حد استعمال کیا ہے اس سے نکاح مرد نہیں ہے۔ علامہ انریں ام کلثوم کے نکاح کے متعلق جن روایات ہیں ان کے معانی میں یکسانیت نہیں ہے، حالانکہ حدیث کے معنی ہمہ کے لیے لازمی شرط یہ ہے کہ اس کے نفس مضمون میں راوی ہو جو کہ یہاں بالکل نہیں ہے۔ دیکھئے علامہ شبلی خود ہی لکھتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم کا جب نکاح حضرت عمر فاروق کے ساتھ ہوا تھا تو حضرت عمر فاروق بہتھے اور ام کلثوم صغیرہ تھیں اور یہ نکاح ۳۰ھ ہجری میں ہوا، اس وقت حضرت ام کلثوم کی عمر پانچ سال تھی۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ اگر نکاح بقول علامہ شبلی ۳۰ھ میں ہوا تھا اور حضرت ام کلثوم اس وقت پانچ سال کی تھیں تو پھر ام کلثوم کی پیدائش سن ۲۵ھ ہجری ہونی چاہیے بلکہ دو سو کے الفاظ میں حضرت ام کلثوم سن ۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوئی تھیں جو کہ مرسلہ غلط ہے کیونکہ آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ الزہراء کی وفات سن ۲۵ھ ہجری میں ہو چکی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ والدہ کی وفات کے بعد بیٹی پیدا ہو، اگر حضرت ام کلثوم

کی پیدائش سنہ ہجری ہوا ۱۲۸۵ نکاح سنہ ہجری میں ہوا اور بوقت نکاح حضرت ام کلثوم کی عمر بارہ سال کے قریب ہو تو پھر بھی پانچ برس والی روایت کے ساتھ تضاد میں ہو گیا۔ علامہ تسبیح یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم بعد از نکاح حضرت عمر کے گھر دس سال رہیں۔ ان کے ہاں حضرت زید اور حضرت رقیہ پیدا ہوئے پھر حضرت عمر کی وفات ہو گئی اس کے بعد ام کلثوم نے عون بن جعفر کے ساتھ نکاح کیا۔ عون بن جعفر کی وفات کے بعد محمد بن جعفر کے ساتھ نکاح کیا۔ ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر محمد بن جعفر کی وفات کے بعد عدنانہ بن جعفر کے ساتھ نکاح کیا۔ ان کے ہاں حضرت ام کلثوم کی وفات ہو گئی۔

اگر حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق کے ساتھ سنہ ہجری میں ہوا اور حضرت ام کلثوم حضرت عمر فاروق کے گھر دس سال رہیں اور پھر حضرت عمر فاروق فوت ہوئے تو اس حساب سے حضرت عمر کی وفات سنہ ہجری ہونی چاہیے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات باتفاق مورخین سنہ ہجری ہے۔ یہ بھی کھلا ہوا تضاد ہے اور منسل کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم حالات طے کے گھر دس سال رہیں۔ اس کے ہاں حضرت زید اور حضرت رقیہ پیدا ہوئے، اس کے بعد عدنانہ بن جعفر کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد ام کلثوم نے عون بن جعفر کے ساتھ نکاح کیا۔ ان کے ہاں حضرت ام کلثوم کی وفات ہو گئی۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے صلی علیہا وسلم بن ابی وقاص و خلفہ الحسن و

الحسین کہ نماز جنازہ سعد بن ابی وقاص نے پڑھائی اور امام حسن اور حسین پہلے کھڑے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت زید بن عقیل کی مصالحت کرانے کے لیے تشریف لے گئے، وہیں شبہ ہو گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبد اللہ کے ذریعے سے شبہ ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام کلثوم بنت علی علیہ السلام کا بیٹا زید دونوں جنگ اور سنہ ہجری میں ایک دن فوت

ہوئے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ دونوں سے پہلے کون فوت ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ملاحسین و اعوان کا شہرہ و فخر و شہرہ
 ۳۶۵ میں لکھتے ہیں کہ یرید مدینہ علیہ کو جب ہام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے
 اہل بیت نبوی کو تعزیت کا پیغام پہنچایا۔ ام کلثوم نے فرمایا کہ ہمیں باہر ایک مکان دیا جلتے تاکہ ہم وہاں صیبت
 مقرر کیا گئیں۔ چنانچہ یرید علیہ و علیہ نے انہیں اجازت دے دی۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ام کلثوم اپنی
 بہن سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ کوفہ و کربلا و دمشق میں بقیہ حیات تھیں۔

غرضیکہ جو علامہ شبلی نے ام کلثوم کے نکاح کے متعلق روایت ذکر کی ہیں ان میں مزید تفسیر
 اور نفس مضمون میں یکسانیت اور برابری کا نہ ہونا ہی پر واضح دلیل ہے کہ یہ روایات درایہ موضوع ہیں اور
 امام بخاری کی روایت میں کوئی ایسا مزید جملہ نہیں ہے جو کہ نکاح پر دلالت کرے نیز امام بخاری کی روایت
 اگر ام کلثوم کے نکاح سے متعلق ہے تو پھر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو
 حدیث بخاری میں آجائے وہ صحیح ہی ہو۔ محدثین نے خود بخاری و مسلم میں ضعیف حدیثوں کی تنہا
 کی سہ چنانچہ دہلوی نے صحیحین کی رد و رد تو یہ کہ ضعیف تر ہے۔ امام ابو اسود دمشق جو اصل
 عدل سے بات نہ کہ صحیحین کے یہ مسئلہ گات سے اسے روایت کے مرتبہ کیے ہیں اس میں ان احادیث
 کو بھی کر دیا گیا ہے جس پر علامہ مت پے لکھے ہیں علامہ دانی سے کسی حدیث پر ایک مستقل تصنیف
 مرتب کی ہے ملاحظہ کیجئے:

امام بخاری سے کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں احزاب میں یہ روایت
 ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظہ۔ کوئی شخص صبح کے نماز
 نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں پہنچ کر لیکن مسلم شریف میں ہے کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ
 کوئی شخص ظہر کی نماز راستہ میں نہ پڑھے۔ ظہر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم دونوں
 نے یہ روایت ایک مستاذ اور ایک ہی سند سے نقل کی ہے۔ اور حاتم بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام
 بخاری سے غلطی ہو گئی ہے صحیح روایت امام مسلم والی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز
 کے متعلق فرمایا تھا کہ نہ پڑھیں پڑھی جائے۔ رتبہ ابی ہریرہؓ ۳۶۵

اسی طرح باب احد العصر علی غیرہ جیسا کہ ماتحت امام بخاری سے حسب ذیل روایت
 نقل کی ہے ازینب بنت ابی سلمہ کہ ابیہ بن جبہ شام سے حضرت ابو سعیدؓ کی خبر مرگ کی اطلاع آئی تو

امام حسن بن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے زردی (بنا) سنگو اکڑنے دونوں دھساروں اور دونوں کھانپوں پر نہ اور فرما سنے لگیں کہ اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث دشنی ہوئی تو مجھے اس کی ضرورت نہ ہوتی آپ نے فرمایا ہے کہ جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کو یہ دونوں نہیں ہے کہ وہ سونے شہرہ کے اور کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ گئے، شوہر پر المیہ طورت کو چار ماہ کی دن تک سوگ کرنا پڑے گا۔ یہ روایت اگرچہ صحیح ہے مگر اس میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام حسین کے والد ماجد حضرت ابو سفیان کی خبر مرگ شام سے آئی یہ غلط ہے کیونکہ ابو سفیان کی موت مکہ میں ہوئی ہے اس لیے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے کسی طریقہ سے سوائے سفیان بن عیینہ کے اس روایت کے مجھے کہیں یہ تفصیل نہیں ملی اور میں اسے ہم سمجھتا ہوں کہ اس طرح امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں شعبہ کی سند سے مسند عبد اللہ بن ابی قتیبہ سے روایت فرمائی ہے کہ میں نے ابو یزید سے روایت کیا ہے کہ ایک قریہ کہ بھینہ عبد اللہ کی والدہ کا نام ہے، وہ کہہ رہی تھی کہ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مالک کی ہے جو مشہور صحابی ہیں یہ روایت ان کے والد مالک سے نہیں ہے کیونکہ وہ مشہور اسلام نہیں ہوئے کیونکہ حسن بن ماجہ میں ہے کہ عبد اللہ بن مالک (جو ہی مال کی سند سے ابن بکیر بھی کہلاتے ہیں) سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گئے سے مار لڑکی اقامت ہو چکی تھی وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا آپ سے اس سے گفتگو فرمائی جس کو میں نہیں سمجھا وہ کیا تھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب نے اس آدمی کو گھیرا اور پرچنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے، اس شخص نے بتایا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص لڑکی چار رکعتیں بھی پڑھنے لگے گا اقامت کے بعد صلوٰۃ میں یا عین صلوٰۃ کے پہلے لڑکی سنتیں پڑھنا مکروہ ہے ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ امام بخاری نے دو غلطیاں کی ہیں اور محدثین نے ان دونوں روایتوں میں سے ابن ماجہ کی روایت کو صحیح کہا ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جو حدیث آگئی ہے وہ صحیح ہے بلکہ بخاری میں زیادہ تر احادیث صحیح ہیں اور بعض ضعیف بھی ہیں۔

لہذا یہ ذکرہ چاروں کی تقسیم والی حدیث سے پہلے تو نکاح ثابت ہی نہیں ہوتا، مگر بالعند منہ و انتقد رسل ہی کہے کہ "عندک" کے لفظ سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں تو پھر یہ نہ کہہ

حدیث بوجہ ام کلثوم کے نکاح کے متعلق ہونے سے صحیح نہیں ہے بلکہ یہ سیدہ کی اختیاری اور وضعی وراثت سے تاکہ حضرت عمر فاروق کو یہ نام کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق نے نام کلثوم سے نکاح کیا تھا اور نبی اکرم کی کوئی حضرت ام کلثوم سے اولاد ہوئی ہے۔

سوال : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں حضرت سیدہ زینب کا نکاح حضرت ابوالاعلیٰ بن ابیہ کے ساتھ اور سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کیا۔ ابوالاعلیٰ اور حضرت عثمان سید نہیں تھے جس سے ثابت ہوا کہ سیدہ کا نکاح غیر سیدہ کے ساتھ کرنا جائز ہے۔

جواب : سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کے نکاحوں کا ہمارے اہل مکہ سے بیادہی ضرور تعلق نہیں ہے کیونکہ ہم صرف سادات کے سب سے گھٹا میں بحث کر رہے ہیں جو کہ سیدہ فاطمہ الزہراء کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت ہے کیونکہ سیدہ یعنی نبی صحت وہی ہیں جو کہ فاطمہ الزہراء کی نسل سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تین صاحبزادیوں پر اگر سیدہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو وہ معنی نفی یعنی سزا ہے سیدہ میں ہی احد عربی صرف حالت جنت کی اولاد پر روز عطا ہے جب کہ پہلے مذہب کا ہے۔ جب عرب صرف سادات کے سب سے گھٹا میں بحث کر رہے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے محترم سے تو یہ صاحبزادہ حضرت زینب، حضرت رقیہ، اور حضرت ام کلثوم کے نکاحوں کو ساقی کا بطور دلیل پیش کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

سوال : سیدہ فاطمہ بنت امام حسین علیہ السلام پہلے حسن مثنیٰ کے نکاح میں تھیں۔ حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت عبد اللہ سے نکاح کیا جو حضرت عثمان بن عفان کے حقیقی پوتے تھے۔ اس نکاح سے بھی ثابت ہوا کہ سیدہ کا نکاح غیر سیدہ کے ساتھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ سیدہ اور اس کا اولاد باقی نہ رہے۔

۱۔ حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا التوفیق

۲۔ حضرت سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا التوفیق

۳۔ حضرت سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا التوفیق

جواب : سیدہ فاطمہ صفری، بنت امام حسین علیہ السلام کے نکاح کا ذکر جیسے کہ اہل سنت و جماعت کی کتابوں میں آیا ہے اسی طرح اہل تشیع کی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ دیکھئے بحوالہ کتابک الایمان و سوس صدی ہجری کے ایک شیعہ عالم ربی الدین عالی تہجد ثانی نے لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن عثمان نے حضرت حسین کے ساتھ نکاح کی چونکہ اسی نکاح کا بیان اموی دور حکومت تھا یہاں بھی شیعہ راویوں نے اس حکومت کی رہائی اور ہرگز ذکر کرنے سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس اموی دور حکومت میں ہر اعتبار سے اہلیت پر ظلم ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ اموی خاندان کے مشہور و جبر سے اہل بیت کرام کی مسفوتات بھی محفوظ نہ رہ سکیں یاں وجہ یہ مذہبیت بھی اختراع کر لی گئی کہ علیہ ثلاث عثمان بن عفان کے پوتے نے حسن بن شریک کی وفات کے بعد ان کی بیوہ فاطمہ صفری کے ساتھ شادی و چال اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سیدہ فاطمہ صفری جو کہ کوٹلا اور کوٹہ و دمشق کے معاشی بنی چھوٹی سببہ زینب سلام اللہ علیہا سے سچی تھیں۔ حضرت حسنؑ کی وفات کے بعد وہ ایک اموی شہر اس کے ساتھ کچھ فاصلہ پر مسکن تھیں جس سے واضح ہے کہ یہ مذہبیت بھی درانِ مروج ہے اور شیعہ راویوں کا اختراع ہے۔ اگر بائیں فرض نسیم کر لیا جائے کہ یہ نکاح ان اوقاف برائے قریہ کہتے ہیں کسی شخص ذاتی در انفرادی معطوف ہے اس سے کس قدر اہل اصول متاثر نہیں ہونے جیسے کہ قصور جملی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جہد سیدہ ہیں جو نہایت غیر کھڑا ہیں جو نے میں چونکہ کسی سعادت پر اپنی تھی بعد وہ اہل مسند کلمات پر اڑا نہ نہیں ہوئے یعنی اصل مسئلہ اپنی ترمیمی حیثیت پر مبنی رہا ہے اس میں کسی قسم کی دشمنی واقع نہیں ہوئی تھا صاحبِ معارف قرآن لکھتے ہیں کہ نکاح میں کلامت و کلمات کی رعایت کرنا وہی میں مطلوب ہے تاکہ زوجین میں موافقت ہے۔

۱۔ بخاری صدی ہجری میں فقہ جعفری کی جتنی مستند پر ایک کتاب "تہذیب و تنقیہ" شیعہ عالم محمد صالح الدین کی نے لکھی ہیں میں وہ ایسا گندہ سوا لایا اس کے بدلے اس کو دایب انتہی تر سے کہ قتل کر دیا گیا۔ شیعہ نے اس کو شیعہ اہل ذریعہ پھر دیکھیں صدی ہجری میں ایک اور شیعہ مذہب کے عالم ابن عیین نے "تہذیب و تنقیہ" لکھی اس کو بھی اس وقت کی مسلمان حکومت نے گرفتہ وار پر لٹکایا اور شیعہ نے اس کو شیعہ ثانی قتل کر دیا۔ یہ شیعہ ثانی لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ صفری نے اس قتل کی وفات سے بعد عبد اللہ بن عمرو کے ساتھ حاکم علیہ ثلاث کے پوتے میں نکاح کر لیا تھا۔ مصنف: محمد رسول

۲۔ حضرت مسیحی بن مسلم حسنؑ کی استوفی مسئلہ ۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ: "شاد ہے کہ لڑکیوں کا نکاح ان کے اولیا کے ذریعہ ہونا چاہیے یعنی بالغ لڑکی کی بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے نکاح کا معاملہ خود طے کرے۔" حیا کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کام اس کے والدین اور اولیا کریں اور فریاد کہ لڑکیوں کا نکاح ان کے کنوڑ میں ہی کرنا چاہیے امام مام محمد نے کتاب النکاح میں حضرت فاروق اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں یہ حکم جاری کروں گا کہ کسی بٹکے اپنے معروف خاندان کی لڑکی کا نکاح دوسرے کم درجہ والے سے نہ کیا جائے اگر کسی مصیبت کی بنا پر غیر کنوڑ میں نکاح کیا گیا ہے تو اس سے اصل مسئلہ نکاح کی نفی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے اصل مسئلہ پر اثر پڑتا ہے۔ (معادف القرآن صفحہ ۷۷)

اگر فی الواقع حضرت فاطمہ مضریٰ نے عبداللہ بن عمر سے نکاح کیا تھا تو یہ ان کا، معاویہ کی کام تھا جس سے شرعی اصول پر مذہبیں پتی اور مذہبی مشرعی اصول کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے چونکہ سادات کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مطرد محکم ہے جبہ سید زوق کا ہم کنوڑ سید ہی ہو گا اگر کسی سید زوق سے بیرونی کے ساتھ اپنی مرضی اور دل کی ہمت سے نکاح کریں تو یہ نکاح معتد ہی نہ ہو گا اور نہ ہی اس کے بعد سے جو غیر کنوڑ میں نکاح معتد نہ ہوئے کی علت ہے وہ مرتفع ہوگی بلکہ اس نکاح کی وجہ سے جو اولاد بیت کریم اور سادات کی بنیاد کوئی ہے وہ ختم نہیں ہوگی بلکہ آئے دن اس میں اضافہ ہوگا صرف ہتک ہی نہیں بلکہ تفسیر بھی ہے جو کہ شرعاً اور عرفاً دونوں میں ناجائز ہے۔

سوال۔ حضرت سیدہ زینب علیہا السلام جو کہ حضرت علی کی حقیقی بیٹی اور حضرات منین کریمین کی سگی ہیں تھیں، ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر سید نہیں تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سید زوقی کا نکاح غیر سید کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

جواب۔ ہم معادف القرآن کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک یا صحابہ کے زمانہ میں یا بعد میں جو یہ نکاح ہوئے ہیں اس سے اصل مسئلہ متاثر نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں وہ نکاح ہو کہ ضرورت شدیدہ اور حاجت کا بدیہ کے پیش نظر غیر کنوڑ میں ہوا ہے اور صرف اہل معرفت ضرورت کی بنا پر ہوا ہے اور فقہاء سندہ صحابہ بیان کیا ہے ان ضرورتوں کی تیسرا المعظورات کہ مجبوریاں حرام کو بھی مباح کر دیتی ہیں۔ (الاشباہ والنظائر ص ۱۴۴) جب یہ ضرورت مرتفع ہو جائے تو اصل حالت واپس لوٹ جائیگی کیونکہ یہ حاجت بوقت ضرورت اور بقدرت ضرورت ہوتی ہے۔

اور یہ بھی قاطع ہے کہ ابھی تک ضرورت سے قیود و بقول رہا، اور یہ بھی ہے ماحول اور عقل و عقل
من والہ کہ جو ضرورت کے لیے باج ہو گا وہ جتنی ضرورت ہو گا۔ (امام شافعی رحمہ اللہ) اسی کے نزدیک
ہے کہ المضطر لا یأکل من الثمن الا قدر وسد الوسق کہ مجبور کے لیے مہوار کا کھانا صرف اتنا ہی
جائز ہے جس کے ساتھ اس کی زندگی محفوظ رہے۔ نہ زیادہ کھائے اور نہ ہی اس وقت کھائے جب ضرورت
ختم ہو جائے۔ سائنس نے جس نکاح کا ذکر کیا ہے وہیں سیدہ رباب بنت امیہ السلام کے لیے چونکہ کوئی سیدہ رشتہ
نہی اور نہ ہی اس وقت یہ ممکن تھا لہذا اس ضرورت کے ماتحت علیہ منہ بن جعفر کے ساتھ نکاح ہوا۔ اب
جس کہ یہ ضرورت باقی نہیں ہے تو اصل مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی مشرک حکم ہو گا کہ اگر کسی رشتہ زادی
نے اپنی مرضی اور اپنے ولی کی رضا سے کسی یوسفیہ کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح بزرگ مرکز منصف نہیں ہو گا کیونکہ
غیر کفر میں نکاح ہونے سے خون کی عداوت ہو گی جس سے نسب رسول میں طیب واقع ہونا ناممکن آئے گا۔
غیر کفر سادات کا نسب آخر میں ختم نہ ہو گا۔ دوسرے مسئلہ یہ ہے۔

صدائے اذان میں مولانا سید نعیم الدین دہلوی اسٹوڈنٹس سوسائٹی کے متنازعہ فیہ دنیا میں کر دیا
پائے جائیں گے مگر جانب ماضی میں ان کی نہایت سیدہ خانم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ذات پر ہو گی۔ (تقریر
حزب العرفان ص ۱۳۳) اس سے ظاہر ہے کہ سادات کے نسب کی حقاقت ضروری ہے۔ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک
پر اگر کوئی سیدہ راد کی غیر کفر میں نکاح کرتی ہے تو اس سے اس کے نسب میں بہت بڑا عیب
ہو گا کیونکہ یہ سیدہ راد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتھ اگر غیر سیدہ نے نکاح کیا تو یہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک کی بے نیکی ہے۔ لہذا اس بے نیکی حرمت کی وجہ سے یہ نکاح منقطع
ہو گیا ہو گا۔

سوال :- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں کہ سیدہ زادی کا نکاح منقطع چٹاں کے ساتھ بھی ہو سکتا

ہے۔

جواب :- ہم پہلے بحث کفر میں لکھ آئے ہیں کہ ظاہر روایت یہ ہے کہ عریض عورت کا بچہ مولود کفر
میں ہے خواہ وہ عالم اور بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ جب ایک بچہ عظیم اور بادشاہ عربی عصمت کافی ہر روایت کے مطابق
کفر نہیں ہو سکتا تو پھر بچہ مولود سیدہ کے لیے کیسے کفر ہو سکتا ہے۔ وہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ نسبی ظاہر روایت

کے مطابق ہوتا ہے بالخصوص جبکہ ظاہر روایت کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ صحیح ہے اور یہی مذہب ہے اسی کے سرا
متناسخ کے تشبیہات ہیں۔ ایسی ظاہر روایت کے خلاف اگر کوئی تنقید فتویٰ دیتا ہے تو وہ اس کے نفوذ امت سے ہے
چونکہ قادیانیوں کا عمل نہیں ہے۔ دیکھئے علامہ ابن قیم کہتے ہیں: **وكله تعقبات المتأخر وظاهر الرواية ان العاصي**
لا يكون كفوا للعصية (بحر رائق منہج برہانی) کہن کو بھی ظالم یا باغی یا دشاد عری عورت کا کفو ہو سکتا ہے یہ تشبیہات
متناسخ سے ہے اصل ظاہر روایت یہ ہے کہ علی مرد طری عورت کا کفو نہیں بن سکتا۔ اور جب علی مرد طری عورت کا
ہم کفو نہیں ہو سکتا تو ان کا باہمی نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: **نکاح غیر کفو میں باطل محض ہے**
اصلاً منقطع نہیں ہوگا۔ جب علی مرد کا طری عورت کے ساتھ نکاح یہی ہو سکتا تو کئی کامیہ کے ساتھ کیجئے نکاح ہو
سکتا ہے۔ اور علی حضرت فاضل بریلوی فوراً رد فرمادے کہ فتاویٰ رضویہ میں جو ذکر کیا ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید
کے ساتھ ہو سکتا ہے، چونکہ یہ مسئلہ اور فتویٰ ظاہر روایت کے خلاف تھا اس لیے آپ نے اس مسئلہ کے تحت کوئی
دلیل تک ذکر نہیں کی۔ نہ ہی کسی کتب یا ساحرہ ذکر کیا ہے ورنہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فوراً رد فرمادے کہ فتاویٰ
رضویہ میں یہ درج ہے کہ آپ پر مسئلہ سے ساتھ اس کی دلیل یا مسئلہ ذکر کرتے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ کے تحت ایک حدیث
دیں ذکر میں کرتے تو وہ ہرے صاحب مقام پر ذکر کر دیتے ہیں۔ ایک مسئلہ جو کئی بار روایت کے خلاف تھا ہندو
آپ نے اس کی دلیل میں کوئی حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ یہ فتویٰ ظاہر روایت کے خلاف ہو سکے
وجہ سے قادیانی اعتقاد نہیں ہے اور یہ تشبیہات اور تفروقات سے ہے۔ یہ تشبیہات متناسخ بقول علامہ ابن قیم بطریق
کیجے جاتے ہیں۔ چونکہ اس مسئلہ میں نقل پٹھان کا ذکر کر کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متفرق ہوئے ہیں۔ ہم آچکے

سے فتاویٰ رضویہ: تیرہ جلدیں، صدی ہجری کے عشرہ ۱۲۰۰ء میں تحریر ہوئی، صدی ہجری کے ۱۲۰۰ء میں لکھا گیا ہے۔ اس کے مصنف امام
اعلیٰ السنۃ اعلیٰ حررت احمد رفیع الدین فاضل بریلوی المتوفی ۱۲۸۰ھ میں آپ کو فتویٰ رضویہ، جامع، جسر و حال، برکت ہے۔ یہ
ضمیمہ فتاویٰ رضویہ ہند جلد ۱ پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ حضرت کو تمام اہل علم و فقہ پر مکمل جبروت۔ آپ کا فتاویٰ ہر جہ میں فتویٰ دہی لا
یہ طریقہ ہے کہ جو آپ کے سامنے مسئلہ پیش کیا جاتا ہے اس پر سنو کہ کسی مسئلہ کو بھی تشبیہات و تشبیہات ہیں۔ اس کے تمام
پہلوؤں پر قوی استدلال پیش فرماتے ہیں کتب متقدمہ و متاخرہ، مؤلف ابوہی کے شروع اور حوالی و تعلیقات کے علاوہ حدیث
ہی۔ اور ساتھ ساتھ ان احادیث پر جرح و تنقیہ اور تخریج و ردایت کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

(منشی نظام دوسلی)

تقرضات و تعقیبات کے قبول کرنے سے پابند نہیں ہیں۔ بعد اس کے اعلیٰ حضرت کے ہی عقد اور نفوذ کو بطور سند اور دلیل پیش کرنا کسی حرج بھی صحیح نہیں ہے۔ اور یہی عقد کے تعقیبات اور تقرضات سے شریعی اصولی متاثر ہوتے ہیں۔ اور نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مکتوب بھجوانے کی وجہ سے سادات سے نسب کا اظہار و اعلان ہے اور سید زادی کا ہم کھڑا سید ہی ہو گا۔ اگر کسی سید زادی نے غیر سید کے ساتھ بنی اور ولی کی رضا سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ نہ یہی ان کی رضا سے یکسب ملے بیست ختم ہو گی بلکہ نامی رشتہ ازدواجی میں خللک ہونے کے بعد تفحیک و تنہا میں شہرہ ہو گی۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ میرے کھڑے میں نکاح کے عدم جواز کا بالکل یہ فتویٰ دیا جائے گا جہاں علامہ رنگ اور شہر ہو وہاں کھڑے ہیں ہو گی اور جہاں کھڑے ہو وہاں مفتی پر ہدایت کے مطابق بالکل یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ (فتاویٰ جمعیۃ دہلی ص ۱۵۸) سادات سے اگر کوئی عورت اپنی اور اپنے دل کی رضا سے کسی غیر سید مرد کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے تو ان دونوں کی انفرادی رضا سے سادات کے نسب سے تنگ دی ختم نہیں ہو گا۔ بلکہ سادات کا نسب ان حجب و طائر سے کہ اس کا خزن کسی دوسرے نسب کے حوالہ کے ساتھ مستند ہوئے کا حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی لڑکی جن کے ساتھ کسی کی مدت ہو گئی ہو چھ پر طرف میں تنگ دی رہنمائی کی جائے گا۔ یہی حرج شہرہ میں اس رنگ و دھبہ سمجھا جائے گا کہ چونکہ سادات کے نسب کے احقر پر مکتوبی شہرہ و دھبہ ہو جس سب کے لیے طرف میں حجب ہو گا وہ شہرہ میں بھی حجب ہو گا اور جہاں حجب ہو گا وہ کھڑے ہیں ہو گی اور جہاں کھڑے ہیں ہو گی وہاں اصل نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ چنانچہ سید زادی کا نکاح غیر سید کے ساتھ بنی وہی طہرہ نہیں ہو گا۔

سوال ۱۔ علامہ عبد الوہاب شرنی کہتے ہیں کہ اگر کسی غیر سید سے سید کے ساتھ نکاح کر لیا تو اس کے آداب معاشرت سے یہ ہے کہ یہ نکاح کرنے والا اپنے دل میں اس بات کو راسخ کرے کہ وہ اس سیدہ کے حکم اور اشارے کے تحت ازدواجی رہی گذارے گا اور اس کے آگے اور وئے احقر و بونی پہننے کے لیے پیش کرے گا جب وہ اس کے سامنے آئے گی تو تعظیم کا کھڑا ہو جائے گا۔ اس پر سوت لا کر نہیں بٹھائے گا۔ یہی پر دائرہ معیشت اس کی رضا کے بغیر تنگ نہیں کرے گا جب امام شرنی غیر سید کے لیے سیدہ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے آداب اور طریقے بیان کر رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ سیدہ کے لیے سید زادی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

جواب ۱۔ پڑھنے سے پہلے امام شرنی شافعی کے اس سند کے متعلق مختلف اقوال پڑھ لیجئے

ہیں، وہیں جہتہ الادب سے الشرفاء من لا متزوج لہم مطلقۃ اور روحۃ ماتو صلتہ (مطالعہ امن
 وصال) کو سادات کے ادب سے یہ بھی ہے کہ سید کی مطلقہ بیوی غیر سیدہ سے یا بچہ غیر سیدہ کے ساتھ ہم
 نکاح نہ کریں جس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اس سید کی توہین ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ دلی جو فوت ہو گیا
 ہے اس کی بیوہ سے بھی نکاح نہ کرنا چاہیے نہ صارفین میں متزوجہا یعطیہ، کہ جو شخص اس دل کی بیوی
 کے ساتھ نکاح کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ مثلاً ۴۳، ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں وندہ مزدوہم حواصۃ
 بنات مشائخہم فحبرہم ذالک الی العطیہ۔ مثلاً ۴۴ کہ مشائخ (پرورش شدہ) کی بیٹیوں سے نکاح نہ کرنا
 چاہیے اللہ جن لوگوں نے اپنے پرورش شدہ کی بیٹیوں سے نکاح کیا وہ آخر میں ہلاک ہو گئے۔ ایک اور جگہ لکھتے
 ہیں وکذا ذالک لا متزوج مشرفۃ الا ان کان احدنا یعرف من نصۃ القدرۃ علی القیام بواجب
 حقیقہ کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی سیدہ زادی کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر یہ کہ وہ حقوق واجبہ
 کو کما حقہ ادا کرے گا اور اس سیدہ کے علم کے تحت ازدواجی زندگی بسر کرے گا اور اس کے ساتھ ازدواجی
 حواصیہ جوئی سنے کے لیے رکھے گا اور بھی وہ جس کے سامنے نہ تو نظیلا نظر ہو گا اس پر سرت ماریں
 ملے گا اور اس پر وہ مذہبیت ننگ صبر کرے گا (لغات النفس مثلاً ۴۵) یہ سب اہم شرعی کے متعلق
 خواں، سائے و مکرسم پہنچے رشید لکھائی کے حواصیہ سے ملے گئے ہیں کہ تالیف سے صاحب تعلیمیں اور صاحب
 شہادت سے کہا ہے کہ سادات کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے علاوہ محرم
 ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے مستند کفایت میں اس کو علاوہ حکم تسلیم کیا ہے اور زور بخت مستند کا تعلق بھی بنیادی
 علم پر کفایت سے ہے بعد ازاں صاحب رشید اور صاحب تعلیمیں اور صاحب روضہ کا قول راجح ہے اور اہم شعرائی کا
 قول مرجوح ہے اور ہمیشہ راجح قول پر عمل ہوتا ہے اور مرجوح قول پر نہیں۔ لہذا اعلیٰ الادب شعرائی کا قول مستحسن
 ہے، نیز اہم شعرائی فرماتے ہیں کہ ادب سے یہی ہے کہ کوئی غیر سیدہ سیدہ زادی سے نکاح نہ کرے، اگر کوئی بھی
 ہے ادب ایسی جوأت کرتا ہے اور سیدہ کے ساتھ نکاح کرنا ہے قرآن کو ازدواجی زندگی نہایت مؤدب ہو کر
 گوارہ پا پڑے گی یہ بات ملک کو اس کو اس سیدہ بیوی کی جوئی تھا کہ اس کو پیش کرنا ہوگی اور جسبی وہ سیدہ
 بیوی اس کے سامنے ہو یہ تعلیمیں نظر آئے، اس کے کھانے پینے وغیرہ کا اچھا انتظام کرے لیکن سوال یہ ہے کہ جب
 اس نے نکاح کرتے وقت ادب کی رعایت نہیں کی تو اب ہے ادب جوئے کے بعد کیا وہ اپنی بیوی کی جوئی
 تھکتے گا، اس کی تعلیم کے لیے وہ کھڑا ہوتا رہے گا، کیا وہ ہر حکم اس بیوی کا بجا لائے گا یا اس کی من طرف

مسئلہ ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے علامہ شرانی لکھتے ہیں ان صن الادب ان لا یستورح احدنا سلیفہ
 کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سے کوئی شخص سادات کی لڑکی سے نکاح نہ کرے کیونکہ نکاح کرنے کے بعد وہ حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی توہین کا مرتکب ہوگا۔ سادات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون
 اہل اولاد میں جو لوگ مذہب ہوتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد تو کی بلکہ جو حضور کی طرف چیز
 منسوب ہو، حضور کا ملک، حضور کا شہر، بلکہ حضور کے شہر کے رہنے والے لکھتے جو ہیں ان کا بھی ادب کرتے ہیں۔
 آئیے ہم حضورؐ کے وقت کے لیے قارئین حررات کو ایک عظیم شخصیت امہ بنیائے اسلام کے بہت بڑے
 مذہبی رہنما، عاشق رسول، منہج ارشاد، مرجع افرد، قوم و ملت کے امیر اور محدث کے والد پڑھنے کی دعوت
 دیتے ہیں جو کہ ادب سے پرور ہے۔ بیچے پڑھئے۔

(مدینہ منورہ کی) گلی میں ایک کن دکان یا تو ایک ناچھ آدمی کی دکان تھارت پھر کی، چھتے چھتے اس
 نے یہ فرقہ دکان کن اس کے قریب ہو گیا۔ اس کے زمانہ کن لا مزا اس شریہ النفس کی طرف تھا۔ اسیلے
 اسے ذرا ہر وہ ذبیحہ کرنا ہوتا اور یہ وہ رساں فرقہ کی تاک میں تھا، جیسے ہی عامل کن اس سے قریب
 ہوا اس عام سے کسی کے ایک لاشی کئے کو رسید کی، وہ غریب چھتہ چھتہ جھکا، اسے کیا معلوم تھا کہ یہ ناچھ کی
 مصیبت اس پر پڑے گی، اچانک یہ مصیبت ٹوٹی تو حال یہ ہو کہ اس سے ہر چہ بھی ہو جاسکتا تھا جاں
 بچانے کے لیے وہ زوئیں ناخود پر کھیر لکے ایک ناچھ کے کہ ہوئی تھی۔ اور یہ غریب مرد سے چھتہ چھتہ
 اور وہ لاشی باز کھل کھلا کر ہستا جا رہا تھا۔ فرقہ اس کا سینہ پھونگی تھا کہ جیسے اس نے کوئی بڑا نیر دار ہو۔
 انوار مصروفہ میں ہے یہ واقعہ مدینہ المنسی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک گلی میں پیش آیا، اسی گلی
 میں مسجد نبوی کا باب اسلام کھلتا ہے۔ اس دروازے سے قریب چھتہ چھتہ ہوتے تھے ابھی میں یہ غریب کن
 بھی تھا جس کی ناچھ ناحق توڑ دی گئی تھی، اتفاقاً کیسے یا اللہ کی مرضی کہ میں اس وقت اس گلی میں ایک اللہ
 والے داخل ہوتے آئے سے کن منگوانا چھتہ چھتہ چھتہ ناچھ فرنگ لکے ان کے ساتھ بھی لوگ تھے کچھ شاگرد،
 کچھ اہل علم، کچھ مصیبت مند، یہ مرد بزرگ وہ تھے جنہوں نے سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا تھا، اپنے
 وقت کے بڑے بڑے استاد سے علم حاصل کیا، نہ جانے کتنے کافروں کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، طول و عرض
 بجا رہی ہزاروں آدمی اس کے مرید تھے، ہر سال حج بیت اللہ کے موقع ہر حاضری کے لیے کہتا رہتے، وہ
 زیادہ وقت مدینہ منورہ میں گزرتے تھے۔ یہاں کا ذرا ذرا ان کے لیے کوہ حرا تھا یہاں کے رہنے والے ایک

ایک شخص کا وہ احترام کرتے۔ وہ نہایت ایسا تھا کہ عرب منورک اسیں تھے۔ ارض بھال سے جیسے ملے مسلمان اپنے ساتھ بہت کچھ لے جاتے۔ وہ وہاں لگا کر شاہ کام باہر ادھر جاتے۔ انہی لشکر کے ایک بندوں میں یہ مسافر حرم بھی تھا زمینوں سے ابھی عامی آمدنی ہوتی تھی۔ بکر بادشاہ کے جہد میں ان کے بزرگ شیراز سے بہار وستان آئے اور پنجاب کے علاقے علی پر سیدیاں (سیالکوٹ) میں ٹھہر گئے تھے۔ شہنشاہ نے اسی صوفی شخص بزرگ کی مدد سے ان کے گاؤں کے گاؤں بند کر دیئے۔ زمینوں کے علاوہ مردوں، عقیدت مندوں اور نظام حیدر آباد وکن کی طرف سے ان کے بیٹے (سید نور حسین شاہ) فرزند مرقدہ کو بہت کچھ پیش کیا جاتا سب جمع کر کے لے آئے اور دیار حبيب (صل اللہ علیہ وسلم) میں لے آئے۔ آدمی تو خیر اشرف المہمقات ہے ان کے لیے عیہ کے جانور چرند سے پنہاں سب ہی قابلِ محترم تھے۔ باب اسلام کی طرف یہی بزرگ جا رہے تھے کہ وہ سے بے شمار لشکر آتا ہوا آگ پاس سے گزرا بہت عقیدت مند بھی ساتھ تھے پوچھ کیا معاملہ ہے کسی نے بتایا کہ ایک ہے وہ سونے سے لافنی ہادی سے۔ یہ کہتا تھا کہ وہیں ٹھہر گئے تھے کو پاں بنی کچھ دیر سے جھکا رہے تھے۔ مولوی داؤد فرہانی (فرقہ) اسی وقت سید جماعت سی شاہ صاحب علی پوری کے ساتھ تھے کہنے ہیں کہ کتنے نے جہیں سے وہ دیکھا تو ہیں سے وہ دن ٹائپ دیکھ کر سربادگسے لے۔ ہوں سے پڑتی تھی، اسے چہارہ زخم پر دھکا ایک مرنے سے (دیکھا دو) کہ جاؤ کہ اس کے کھانے کے لیے کچھ ہے آؤ۔ وہی گئی تو حور ہے ہاتھوں سے اسے کھانے اور پوچھ وہ کون کا وقت جس سے یہ حرکت کی کسی نے کہا کہ حور ہی ہیں وہ بھائی یہ کھڑا ہے حضرت جی اس کے پاس گئے ہوئے تو نے یہ نہ دیکھا کہ عیہ شریف کا کن ہے۔ (مولیٰ صفحہ ۲)

یہ تھے قدوة الہ کلین، زبدۃ العارفین علی الملت، بقیم السنۃ، حامی شریعت، امیر الملت، صاحبِ مافظ پر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری فرزند مرقدہ جنہوں نے دینِ منورہ کے کتوں کے احترام کرنے کی بھی تعلیم دی ہے آپ بھی ریر بکٹ مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ جو بزرگ غیر سید ہو کر سید دیوں سے نکاح کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو کچھ سیدوں کہہ سکتے ہیں، ہر کار میں اللہ صل علی محمد وعلی آل محمد پڑھتے ہیں اگر یہ نہ پڑھیں تو نماز نہیں ہوتی۔ پھر سید راہبوں کے ساتھ نکاح کرتے ہیں حالانکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سید کا نکاح غیر سید کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ (طہر طالت امیر ملت)

ظاہر ہے کہ جو شخص مسلمان ہے وہ جب نماز پڑھتا ہے تو اسی میں وہ آل رسول پر ورد پڑھتا ہے اور ورد پڑھنے سے مقصد آل رسول کی عزت و تعظیم ہے۔ اگر نکاح کسی کا تو ظاہر ہے کہ حقِ ذہبیت کی

صورت میں سیدہ بیری کا احترام ہرگز برقرار نہیں رہا کیونکہ وہ صرف تیار ہی نہیں بلکہ مسلمان کی کوئی عبادت اور دعا قبول نہیں ہوتی جب تک حضور اللہ حضور کی آل پر مدد پاک نہ پڑھا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔ جب دعا مانگنے والا درود پڑھتا ہے تو قبول ہوتی ہے۔ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابو داؤد نے اپنی اپنی سند کے ساتھ فضل بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے ایک صاحب نے انہوں نے نماز پڑھی پھر ان الفاظ اللہم الخذول وارحمہنی کے ساتھ دعا مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تمہاری تم نے حمد کی جب تم نماز پڑھو تو ازل اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرو جیسے اسی کی ستائش کے مناسب ہے پھر پھر درود پڑھو پھر دعا مانگو۔ حضرت عبداللہ بن عبیدہ فرماتے ہیں پھر ایک ایک صاحب آئے انہوں نے بعد نماز اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا تو حضور نے ان سے فرمایا تمہاری دعا کر تمہاری دعا قبول کی جائے گی۔ حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ وحیب سے روایت ہے کہ کوئی دعا ایسی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے درمیان حساب نہ ہو یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ جب دعا مانگنے والے درود پڑھتا ہے تو وہ محراب حتم ہو جاتا ہے اور دعا مقام قبولیت میں پہنچ جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب تم دعا مانگو تو اس میں درود کو بھی شامل کرنا ضروری ہے اور نہ درود نہ قبول ہے اللہ نے کریم سے یہ عید سے وہ کچھ قبول کرے کہ کچھ نہ کرے یعنی جو دعا اس کے ساتھ ہوگی وہ ضرور قبول ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پھر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کا حفاظت کرنے والا ہے اور تمہارے رب کی رضا کا بھی سبب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا مانگی دہتی ہے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ جب تک درود پاک نہ پڑھا جائے کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اور دعا جو یہ عبادت کا خلاصہ اور مغز ہے اور جو عبادت کا خلاصہ اور مغز ہے یہ سونے درود پاک کے قبول نہ ہوگی تو عبادت کیسے قبول ہوگی۔ جب عبادت اور دعا میں درود کا ہونا ضروری ہے تو ایک طرف آل محمد پر درود پڑھنا اور دوسری طرف غیر سیدہ کا سیدہ زادیوں کے ساتھ نکاح کرنا مکمل تضاد ہے۔ جو آدمی عیسیٰ تضاد کا شکار ہو اس کی عبادت کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ کیا یہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہ فرماتا ہیں کہ جو غیر سیدہ سیدہ زادیوں کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان کیسے کہہ سکتے ہیں یعنی

ایک طرف تو وہ نماز میں آل رسول پر دود پڑھتے ہیں جس میں دُوب کا مظاہرہ ہے دوسری طرف سعید زادی کے ساتھ نکاح کر کے بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں ایسے بڑی سے اسلامی تعلیمات کی کیا امید ہو سکتی ہے اور جو علماء شیعہ کہتے ہیں کہ ادب کا تعارض ہے کہ کوئی غیر سعید سعید زادی کے نکاح نہ کرے اگر کرے تو اس سے زادی کی جوتی اٹھائے اور بھی مانتے آئے اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جائے وغیرہ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ تمام افعال و ادب جو یہاں کہے گئے ہیں یہ نکاح کے مقصد کے خلاف ہیں کیونکہ ہم پہلے بیسوا کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں کہ نکاح کرنے کے بعد عورت مرد کی غلامی میں آجاتی ہے جب عورت مرد کی غلامی میں ہوگی تو وہ مرد کی جوتی اٹھائے گی ذکر و ابس کی جوتی اٹھائے گا۔ نکاح کا مقصد یہ ہے کہ مرد عورت سے ہر جائز قسم کا فائدہ اٹھائے۔ نکاح کا شرعی معنی یہ ہے **هو عقد بيرة على ملك المستعنة قعداً**۔ نکاح ایک عقد ہے جو وارد ہوتا ہے ملک مستعیر قعداً، جس کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کی اصطلاح اور زبان میں نکاح اس عقد مخصوص کا نام ہے جو بالقدہ فقہ حنبلیہ ملک مستعیر یعنی اس کے دائرہ مرد کا عورت سے نفع حاصل کرنا اعلان ہو جس کی تعمیل یہ ہے کہ نکاح کے دو حصے ہیں ایک لفظی اور ایک صفاً محلی۔ اور شیعہ لفظی میں صفاً محلی عبارت سے اختلاف کیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ یہ

۱۔ نکاح کا لفظ دلی اور عقد کے درمیان بعد مشترک ہے مستعیر فعلی وہ ہے جو کہ زیادہ سے نفع کے لیے وضع ہو اور ہر حصے کے لیے وضع متعدد ہو جیسے کہ عینی کا لفظ اپنے ہر حصے کے لیے وضع ہے سوئے، تکمہ، زانوف، پانی کا چشمہ وغیرہ۔

۲۔ کہ یہ ان دونوں معنوں میں معنی مشترک ہے اور مشترک معنوی وہ ہے جو وضع تو ایک معنی کے لیے ہے لیکن اس معنی کے افراد کثیر ہیں جیسے کہ انسان یہ حیوان نافع کے لیے وضع ہے لیکن ان لوگوں کے زیادہ ہیں جیسے کہ ذبیحہ، عجم، ایک، خالہ وغیرہ

۳۔ نکاح کے اصل معنی عقد ترحک ہے اور دلی کے لیے اس کو مجازاً استعمال کرتے ہیں۔

۴۔ اس کے اصل معنی دلی کے ہیں اور عقد کے لیے مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں ہر گز نہ کلام عرب سے شواہد پیش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن امام راضی صہبانی نے پورے زور کے ساتھ یہ دلی کیا ہے **اصل النکاح العقد المستعیر للجماع والجماع في الأصل للجماع ثم استعير للعقد** عقد نکاح کے اصل معنی عقد ہی کے ہیں پھر لفظ مجازاً جماع کے لیے استعمال کیا گیا ہے، اور یہ بات محال ہے

کہ اس کے اصل معنی جماع کے ہوں اور استعدا سے (جماع) کے طور پر ملتے عقد کے لیے استعمال کیا گیا ہو، اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ جتنے الفاظ بھی جماع کے لیے عربی زبان یا دنیا کی کسی دوسری زبان میں حقیقتاً وضع کیے گئے ہیں وہ سب فحش ہیں کوئی مشربینہ آدمی کسی مہذب مجلس میں ان کو زبان پر لانا پسند نہیں کرتا اب آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ حافظہ حقیقتاً اس فعل کے لیے وضع کیا گیا ہو جسے کوئی مسترد شادی یاہ کے لیے جماع و استعدا سے کے طور پر استعمال کرے، اسی معنی کو ادا کرنے کے لیے تو دنیا کی ہر زبان میں مہذب الفاظ ہی استعمال کیے گئے ہیں نہ کہ فحش الفاظ۔ جہاں تک قرآن اور سنت کا تعلق ہے ان میں نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے جس سے مراد یا تو بکر و عقد یا پھر مٹی بعد عقد لیکن وہی بلا عقد کے لیے اس کو کہیں استعمال نہیں کیا گیا ہے اس طرح کی مٹی کو تو قرآن اور سنت زنا اور سفاح کہتے ہیں نہ کہ نکاح۔ بعض علمائے شکیح کا حقیقی معنی ملنا اور جمع کرنا یہ ہے، مثلاً حنفیہ سے اس معنی کی تصریح بھی موجود ہے۔ چنانچہ صاحب محیط اور صاحب کافی اور دیگر محققین نے اس کو اختیار کیا ہے اور نکاح کا اصطلاحی معنی اس عقد مخصوص کا نام ہے جو بالفقد ملک متکاخضہ مطہرہ جو بیسی اسیر کے ذریعہ مرد و عورت سے نفع حاصل کر، مطلق ہو نیز چاہے کہ یہ چار حالتوں کا ہوا مرد کی ہے۔ حامل، مادی، مسخرہ، یا مال۔ لیکن میں علت یا حلیہ مرد اور عورت میں اور عدلت یا وہ یکاب و نفوس سے اور عدلت صحیحہ جزو و تقرب شرعی کا ارتبا ہے اور عدلت حلیہ استنجا و عورت سے نفع حاصل کرنا ہے اب نکاح کے شرعی معنی اور نکاح کی طریقی رعایت سے ظاہر ہے کہ نکاح اس لیے کرتا ہے کہ عورت سے ہر طرح کا جائز فائدہ اٹھائے، عورت اس کی خدمت کرے اور مرد کی جوتی اٹھائے، اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو قلب مضبوط لازم آئے گا جو کہ نکاح کے آداب کے منافی ہے صحیح حدیث ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سہرہ طلب کی تو حضور نے ارشاد فرمایا اس درخت کو جا کر کہو کہ تجھ کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلاتے ہیں حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے جھکا جس سے اس کی بوٹی ٹوٹ گئیں، چہرہ زمیں کو کھودا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ، اعرابی نے عرض کیا اس کو اپنی جگہ پر لوٹنے کا حکم فرمائیے تو حضور نے درخت کو حکم کیا وہ اپنی جگہ پر چڑھا، اعرابی نے بھڑک دیکھ کر عرض کرنے لگا حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو یہ حکم فرماتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو جتنا شک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خادم کو سجدہ

کرے۔ پھر اس نے عرض کیا تجھے اجازت دیجئے اب اقبل یدیت ورحیث فادث لہ کہ میں آپ کے
 ہاتھ دوپاؤں کو بوسہ دوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے یہ اجازت دے دی (شفاعت)
 اس حدیث سے واضح ہوا کہ ہر کا حق اتنا عاقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کسی
 کو سوسے اللہ تعالیٰ کے سجدہ جائز ہونا تو میں حکم کرنا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے یہ ہمیں فرمایا کہ
 مرد بچا بیوی کو سجدہ کرے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ عورت کے حقوق نہیں ہیں بلکہ علی نے اسلام نے مرد اور عورت
 دونوں کے حقوق بیان کیے ہیں۔ دیکھئے لکھتے ہیں کہ کو بیوی پر خاوند کے کیس حقوق ہیں۔

- ۱۔ مرد کی مرضی پوری کرے۔
- ۲۔ خاوند کی خوشنودی کے لیے اپنے آپ کو ذرا مستی رکھے۔
- ۳۔ خاوند کے گھر سے بغیر خاوند کی اجازت کے کسی کو کوئی چیز نہ دے۔
- ۴۔ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفس معذہ نہ کرے۔
- ۵۔ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔
- ۶۔ خاوند کی میت نہ کرے۔
- ۷۔ اس کا عیب ظاہر نہ کرے۔
- ۸۔ اپنے گھر نامحرم کی نظر سے بچائے۔
- ۹۔ خاوند کی ہمدردی نہ کرے۔
- ۱۰۔ خاوند کی مال کی حفاظت کرے۔
- ۱۱۔ اپنے گھر میں بیٹھی ہے اور خاوند کے دوستوں سے آشنائی نہ کرے۔
- ۱۲۔ خاوند کی اولاد پر جو بھائی بیوی سے ہے شفقت و مہربانی کرے۔
- ۱۳۔ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے خاوند پر غر نہ کرے۔
- ۱۴۔ اگر کسی وجہ سے خاوند بھانج ہو تو اس کو حقارت سے نہ دیکھے۔
- ۱۵۔ خاوند کے اختیار سے باہر فرمائش نہ کرے۔
- ۱۶۔ اگر خاوند بیمار ہو تو اس کی پوری حرا دیکھ بھال کرے۔
- ۱۷۔ اگر خاوند فقیر یا مریض ہو تو بیوی پر لازم ہے کہ سلائی یا دیگر کوئی کام کاج کرے اس کو بھی کھلائے۔
- ۱۸۔ اوقاتِ جلالت میں خاوند کی مدد کرے۔



- ۱۸۔ بیوی کو خود بھی اپنے گھر کا کلم کا کرنا چاہیے۔
- ۱۹۔ خاندان کو اچھائی سے یاد کرے۔
- ۲۰۔ خاندان کے لیے دعا کرے۔
- ۲۱۔ خاندان کے مرنے کے بعد چار ماہ دی دن غم اور سوگ کرے۔
- ۲۲۔ اور خاندان پر بھی بیوی کے حقوق اکیس ہیں۔
- ۱۔ حق ہر دا کرے۔
- ۲۔ طاقت کے مطابق خرچ دے۔
- ۳۔ عوام کے مطابق کپڑے بنا دیا کرے۔
- ۴۔ بھیسرے دن حق نہ دھیت لگا کرے۔
- ۵۔ ضروریات رنگ کا سداں صیب کرے۔
- ۶۔ اگر خود خوشہ و خندہ استغناء کیا کرتا ہو تو اس کے بے بھی خوشہ کا تنگ م کرے۔
- ۷۔ عورت کو عیساں مسکن اپنے کے یہ دے۔
- ۸۔ اگر ہو سکے تو عورت کے لیے عیساں مسکن دے۔
- ۹۔ بیوی کو عازا، مدنفہ، حج، زکوٰۃ، جینس دینا اور دیگر ضروریات دیں کے مسائل سکھا دے۔
- ۱۰۔ اگر خود علم نہیں رکھتا تو کسی عالم دین سے دریافت کر لے بیوی کو سکھا دے۔
- ۱۱۔ عورت کو بلاوجہ نادان بن نہ کرے۔
- ۱۲۔ قریش روئی اور سختی سے پیش نہ آئے۔
- ۱۳۔ عورت سے محبت سے باتیں کرے۔
- ۱۴۔ اگر طاقت ہو تو عورت کو زور پہنائے۔
- ۱۵۔ عورت کے سامنے من عورتوں کا ذکر نہ کرے۔
- ۱۶۔ اگر مرد کی ایک عورت مال دار ہو تو دوسری عورت کی بے عزتی نہ کرے۔
- ۱۷۔ بیوی کے رشتہ داروں سے اسی طرح برتاؤ کرے جیسے کہ اپنے رشتہ داروں سے کرتا ہے۔
- ۱۸۔ بیوی کو گالیاں نہ دے۔

۱۸۔ بیوی کو رشک نہ دلائے یعنی اس کے سامنے نونہ کی پرہیزگاری نہ دلائے۔

۱۹۔ بیوی پر خبیث کر کے احسان نہ بنائے۔

۲۰۔ صغیر سے بیوی کے لیے قتلہ لائے۔

۲۱۔ بیوی کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کے حقوق کی رعایت کا خیال رکھے۔

حدیث پاک میں ہے لا تَوَدَّی السَّوَادَ فَقِیْ رَمَحًا حَقَّ تَوَدَّی حَقَّ فَرَجَہَا، حُرْمَتِہٖ مَبْسُکَ حَقِّ اَوْدَانِہِیْ کر سکتی جب تک وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرد کی یہ کوئی شرعی ذمہ داری نہیں ہے کہ اگر سید زبوی کے ساتھ اس نے نکاح کیا ہے تو وہ اس کی بیوی اٹھائے پھر اسے اللہ ذی یہ حقوق نکاح میں داخل ہے، اس کو نکاح کے کتاب میں شمار کرنا ایک مضحکہ خیز بات ہے مودخواہ کتنا ہی شریف النفس کیوں نہ ہو وہ اپنی بیوی کے بونے، اٹھانے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہے اللہ ذی اٹھائے گا

سائل کا یہ سمجھ کر کہ سید زبوی سے غیر نفز میں ملی مرد کے ساتھ نکاح کر لیا وہ وہ علامہ شوقانی کے جین کر وہ آج معاشرت کے مطابق سید زبوی کے ساتھ رہتی کہ وہ تو سید زبوی اور سادات کی توہین نہ ہوئی، ایک نفس بند مدح جہاں ہے۔ یہ ادب نہیں ہے کہ پہلے سید زبوی کے ساتھ ملی نکاح کرے پھر اس کا ادب کرنا شروع کر دے۔

سادات کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے اس کو علی غریب کے ساتھ طوط نہیں بوجھنے دینا چاہیے اس میں کسی قسم کا ادب نہیں ہے بلکہ خون کی تلاوت سے سنگین ہے اولیٰ ہے۔

قارئین حضرات پر سید حافظ جاسط علی شاہ محدث علی پوری کے وقت میں پڑھ چکے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک تو کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے جو کہتے ہیں ان کا ادب و احترام لازم ہے۔ جب سائل نے ادب کی بحث چھیڑ دی ہے تو اب ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے قارئین حضرات اہل بیت اہلدار کے ادب کے سلسلہ میں بھی کچھ پڑھ لیں تو یقیناً پوچھیں کہ ادب کو اسلام میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے عبادات، احکامات اور معاملات شرعیہ کو دیکھئے کہ ہر جگہ ادب کو اسلام نے مرکزی حیثیت دی ہے۔ اگر ادب نہ ہو تو دل میں تعلیم پیدا نہیں ہوتی۔ تعلیم بہر تو انسان حیوانات و اسکادات اور معاملات کی تعمیل نہیں کرتا۔ جب تعمیل نہ ہوگی تو قرب خداوندی حاصل نہیں ہوگا۔ اسی لیے قرآن پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے ادب و احترام کے اندازہ طریقے بتائے گئے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کے محبوب بنو تو پہلے نبوت و رسالت کا احترام کرو تاکہ تمہیں محبت کی نعمت سے سرفراز کیا جائے مگر اس سلسلہ میں تم نے بے پرواہی سے کام لیا تو یاد رکھو تمہارے تمام اعمال صالحہ ضائع و برباد ہو جائیں گے چنانچہ فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ الْمَسْنُونِ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ** **وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ** ان تعجلتکم وانتم لا تسمعون، اے ایمان والو! جس کی گرواہی تادڑوں کو نبی کریم کی آواز سے اور نہ دوسرے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح مدرسے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو اس سے ادب سے کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال وہ نہیں جتنے کہ ہو ضیاء القرآن میں ہے کہ آیت مذکورہ نازل ہونے کے بعد حضرت فاطمہ علیہا السلام نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنالیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا میں وہ دوسری حضور سے آہستہ آہستہ بات کروں گا۔ جب کوئی حضور سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر اس کی طرف ادب کا مکرر ڈھکے جھکے جھراہیں حاضرین کے آداب بتانے اور ہر طرح ادب و احترام کو دلکشی کی تلقین کرتا تھا کہ تم جو پہلے گھاسرہ ادب و حسنہ آتے ہو آیت کے نازل ہونے کے بعد عربیہ نکلنا سوتے۔

حضرت امیر مومنین علی رضی اللہ عنہ جو قدرتی طور پر جلد آدرستے ہی تبت کے برسوں سے ان پر تو نوازیہ قیامت ٹوٹ پڑی تھیں بیٹھ بیٹھ دروازہ کو قفل لگا دیا اور دن رات زاد و قطار و مینا کش روک دیا۔ مرشدِ کَریم علیہ السلام نے انیسیم نے جب ایک دو درخت اب تک کو دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت کیا۔ عرض کیا میں انہیں تو دن رات دوسرے سے کام لے رہا ہوں۔ دروازہ بند کر رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا مجھ بلکہ اللہ مدد سے کی وجہ پوچھی۔ فلام اداحت شفاء نے عرض کیا یا رسول اللہ میری آواز اونچی ہے مجھے ہمیشہ ہے کہ یہ آیت میرے دل میں نازل ہوتی ہے میری تو عمر بھر کی کئی عمارت ہو گئی اس دل نواز آقا نے تسلی دی چوٹے یہ شرف جانکر سنایا، امانت رضی اللہ عنہ اذ قتل شہیداً و متدخل الجنت کی تم بس بات پر راضی نہیں کہ تم قابلِ تعریف زندگی بسر کرو اور شہید قتل کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عرض کیا ہے وہی کرم کی اس نواز کشش ہے پایاں پر بندہ راضی ہے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے لکھے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مسیح کذاب کے خلاف یاسر کے مقام پر گھسان کا دن پڑا تو مسلمانوں کے قدم

ڈانگے لگے، حضرت ثابت اور حضرت سالم نے آپس میں کہا کہ عید رسالت میں تو ہم کفار تھے اس طرح ہمیں
 لڑا کرتے تھے۔ وہ لوگ نے پنے پنے گڑھا کھودا اور اس عید کو کہ دشمن پر تیسروں کی پوچھاؤ مشرور کر دی
 حتیٰ کہ دونوں نے عام شہادت نوش کی۔ اس بعد حضرت ثابت نے ایک غلیس اور قیمتی زردم ہین رکھی تھی ایک
 شخص آپ کی غسل کے پاس سے گذرا تو اس نے وہ نہ تارلی اور جا کر چھپا دی۔ اسی شب حضرت ثابت نے
 ایک شخص کو خواب میں فرمایا میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، بخرواد یہ خیال نہ کرنا کہ یہ شخص خواب ہے
 اور اس کی کوئی اہمیت نہیں سنو۔ میں کل جب مشقوں (شہید) ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گذرا
 اور میری نہ تارلی، اس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آغوش کو رہا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے نیچے کے نزدیک
 ایک گھوڑا پر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک ٹکی دبی بندھی ہے۔ اس شخص نے میری زہر پر ایک دیچھو اتا رکھ دیا
 ہے۔ اس کے اوپر اونٹ کا کچا روہ ہے۔ تم صبح حضرت خالد کے پاس جاؤ اور اسیں کہو کہ میری زہر اس شخص
 سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض کرنا کہ ثابت یہ واقعہ سے وہ اٹا کر دینا کہ جس کے مدلی جناں قدم کا آواز دکر دیں۔ جب وہ شخص بدل
 ہوا تو حضرت خالد کے پاس گیا اور اپنا خواب سہیا، اہمیت حاصل سے وہ رہا وہاں سے ناش کر لی اور حضرت
 صدیق رضی اللہ عنہ سے معرفت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو مکمل جاسم پہنچا دیا۔

جن جو کس نصیبوں کے دہوں ہیں اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب پڑتا ہے
 ان کی رفعت شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے یقیناً ان جند مرتبہ ادب و رسول سے ہی ملا ہے۔

معارف القرآن میں ہے کہ جب صبح عید نبیہ کے شرٹہ لکھے جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قریش کے نایبند ہوسیل
 نے یہی سبب بحث شروع کر دی اور کہا کہ لفظ رحمن اور رحیم ہمارے عادات میں نہیں ہے، آپ یہاں وہی
 لفظ لکھیں جو پہلے لکھا کرتے تھے جسے "باسمک انہم" آپ نے اس کو بھی مان لیا اور حضرت علی سے فرمایا کہ ایسا ہی
 لکھ دو چنانچہ آپ ہی لکھ دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علی کو فرمایا کہ یہ لکھو کہ یہ وہ عید نامہ ہے جس کا
 فیصلہ محمد رسول اللہ نے کیا ہے۔ سہیل نے اس پر بھی ضد کیا کہ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو آپ کو ہم گز
 بیت اللہ سے نہیں دیکھتے۔ صلوات اللہ علیہ کوئی ایسا لفظ نہیں ہونا چاہیے جو کسی فرقے کے عقیدہ کے خلاف ہو۔
 آپ صرف محمد بن عبد اللہ لکھواتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی منظور فرما کر حضرت علی کو ہاتھ

وجہ سے فرمایا کہ برا لکھا ہے اسے شا کر محمد بن عبد اللہ مکہ دو۔ حضرت علی نے باوجود کسر پا اطاعت ہونے کے عرض کیا میں تو یہ نہیں کر سکتا کہ آپ کے نام کو مٹا دوں نیز حضرت اُمید بن جحیر اور سعد بن عبادہ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو ہرگز ہرگز نہ مٹائیں اگر قریش نہیں مٹائے تو کھڑے اور ان کے درمیان تم را فیصلہ کرے گی۔

اسرار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کا فائدہ خود اپنے دست مبارک میں لیا اور آپ نے یہ لکھ دیا ہذا امانت علی محمد بن عبد اللہ وسہیل بن عمرو اصلھا علی وفتح الحرب عن الناس عشر سنین یا من حیہ ان س ویکف بعضهم عن بعض یتن بہ وہ یصلیہ جو محمد بن عبد اللہ وسہیل بن عمرو نے دس سال کے لیے باجم جنگ نہ کرنے کا کیا ہے جس میں سب لوگ محفوظ رہیں۔ ایک دوسرے پر چڑھائی اور جنگ سے پرہیز کریں۔ (مصدق القرآن ص ۸۵)

یہ تھا نبوت اور رسالت کا حقیقی ہوس کا ثمرت عمل طور پر حضرت علی الرضی نے پیش کیا کہ حکم رسول کے باوجود نام رسول کو نہیں مٹایا۔

صاحب مصدق القرآن ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ کی آواز سے زیادہ آواز بلند کر دیا جسے آواز سے اس حشر گشتگر کا جیسے نہیں میں ایک دوسرے سے بے محابا کہنے بھی ایک قسم کی سے دلی گستاخی ہے خاصگی ہر جز بن عربی منقولی سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور ادب آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی واجب ہے جب (ظاہر) حیات میں تھا اسی لیے علیؑ نے کہا ہے کہ روضہ شریف کے سامنے بھی طنز آواز سے سلام و کلام کرنا ادب کے خلاف ہے۔ اور صاحب مصدق القرآن یہ بھی لکھتے ہیں کہ علماء کرام اور مشائخ بزرگ انبیا و عظام کے وارث ہیں لہذا ان کا ادب و احترام بھی لازم ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا ادب ضروری ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد جو حضور کے حکم میں ہے ان کا ادب و احترام پس از حد ضروری ہے جبکہ ان کے ادب و احترام پر نفوس شریعہ بھی دلد جو چکے ہیں۔ صاحب رشتہ انصاری لکھتے ہیں کہ ادب رسول سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کا بھی ادب و احترام کیا جائے۔ علامہ عبد الوہاب شمرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بھروسہ ایک احسان یہ بھی ہے کہ میں اہل بیت سے نفی نہیں رکھتا اور اللہ اولاد رسول کا ادب کرنے والوں کیونکہ جو حکم اصل کے لیے ثابت ہوتا

ہے وہ فرما کے یہ بھی ہوتا ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب فرمائی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اولاد کا ادب بھی فرمائی ہے۔

یہاں بیعت المودۃ ۲۷ میں ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک اپنے والد کے دور حکومت میں حج کرنے
کے لیے گیا تو جب حوافہ کعبہ شریف کی اور حجر اسود کو چومنے کا ارادہ کیا تو لوگوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے
وہ حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکا اللہ پیچھے بہت گیا اور اس کے لیے ایک کرسی رکھی گئی جس پر بیٹھ کر لوگ کو
دیکھنے لگا، اس کے ساتھ ملک شام کے وہ راجہ اور سردار بھی تھے، اسی دن میں امام زین العابدین علیہ السلام کعبہ کا طواف
کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ امام زین العابدین علیہ السلام بہت بڑے صحابہ و اہل بیت تھے لوگ آپ کو دیکھتے
ہی رہ جاتے تھے، آپ نے حوافہ شریف کا جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو تمام لوگ آپ کے ادب و احترام کے
لیے پیچھے ہٹ گئے اور آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو ایک شامی آدمی نے ہشام بن عبد الملک سے دریافت کیا
یہ کون ہستی ہے جس کے ادب و احترام کے لیے لوگ حجر اسود سے پیچھے ہو گئے ہیں، ہشام نے کہا مجھے پر نہیں
ہے یہ کسی سے تم علی حاداد کہہ لیتے ہیں اگر شامی لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی حرمت مبرا کریں
ہشام کے قریب قرزدق بہت بڑا شاعر موجود تھا اس نے کہا میں جانتا ہوں یہ کون ہیں شامی نے کہا قرزدق
کہتے ہیں یہ کون ہیں تو قرزدق نے امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں ایک فصیح قصیدہ پڑھا جس کا پہلا شعر
یہ ہے: ہمدند کی بھڑوں، بھڑاؤ، وحاشا، والبت یسیرۃ و حیل و الحور

یہ وہ ہیں جن کو سرزمین بعلی پہنچاتی ہے اور خانہ کعبہ پر عمل و حریم بھی؟

قرزدق نے کہا کہ اگر ہشام بن عبد الملک کہتا ہے کہ میں ان کو نہیں پہچانتا تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟

ابو ہشام بن عبد الملک میرا نام سے تعلق دیکھتے ہیں۔ خلافت کے بعد جب دور سلطنت شروع ہوا تو پہلے ہاشم اور
ابو حضرت معاویہ بن سیدان المصنفی مشہور ہوئے جن کا دور حکومت دس سال تین ماہ تھا، ان کے بعد یزید بن معاویہ تین سال
اور کچھ ماہ، اور اس کے بعد معاویہ بن یزید عرف چالیس دن، اس کے بعد مروان بن حکم سات ماہ حاکم رہا۔ اس کے بعد
عبد الملک بن مروان المصنفی ستر سال، اس کے بعد ولید بن عبد الملک نو سال، اس کے بعد سیدان بن عبد الملک
دو سال، اس کے بعد عمار بن عبد الملک ستر سال اور ہے۔ ان کے بعد ہشام بن عبد الملک، بن مروان المصنفی ستر سال
اور شاہ مختار ہوا۔ (مصنفی غلام رسول)

یہ وہ ذات ہے جس کو خدا کعبہ، محل اور حرم جانتا ہے۔ تمام سرزمین بھلی، بدی، جاتی ہے بلکہ رب دہلجہ جاتے ہیں۔ تو نے دیکھا نہیں جب یہ حجر اسود کو لاسہ دینے لگے ہیں تو حجر اسود نے خود اس کے ہاتھوں کو چوم کر اپنے آپ کو معطر کر لیا ہے تو بتا تو سہی دنیا میں کون ہے جس کی گردن میں ان کی نعمتوں کے پاد نسب ہیں۔ یہ وہ میں جن کی محبت فرض عین ہے اور ان کے ساتھ نغیر رکن کفر مسدود ہے۔ اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر ہی تو مقدم ہے یہ اللہ کی زمین پر قدم سے بہتر ہیں ان کے ساتھ ذکر کی مشرقت میں برابر ہے اور مذہبی سخاوت میں۔ یہ مصیبت کے وقت لوگوں کی امداد مند رہتے ہیں۔

جب ہشام نے یہ حال بھرا تفسیر سنا تو حکم کی کہ فرزدق کو قید کر دیا جائے۔ فرزدق کو مقام مضاف میں قید میں ڈال دیا گیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے جب یہ سنا تو آپ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بھیجے۔ فرزدق نے یہ رقم واپس امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دی اور یہ بھی عرض کیا کہ میں نے آپ کی تعریف اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کے لیے کی ہے کوئی انعام کے حصول کے لیے نہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے پھر یہ فرزدق کو عطا فرما دی اور ساتھ ہی بھی فرمایا کہ اہل البیت۔ دھبہ شیعہ لاسنیدہ و حسبہم اہل بیت رسول کوئی چہرہ کہہ دیتے ہیں تو وہیں ہیں۔ فرزدق نے یہ قبول کر لیا۔

طوبہ کعبہ عبادت ہے اہل بیت کا وہ جیسے کہ دیگر عبادت میں لازم ہے کسی طرح عبادت میں بھی لازم ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے تو تمام لوگ حجر اسود سے دیجے ہو گئے جس سے ظاہر ہوا کہ اہل بیت اطہار کا وہ ہر عبادت میں لازم اور منسردی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں عبوروں (سادات) کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا ان میں سے ایک سیدہ کو میں نے دیکھا جو کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے تھا وہ بے پوش پڑا ہے اور اس نے تے کی بوٹی ہے اور سنی میں تھرا ہو ہے تو میں نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ اب اس سال اس سیدہ کو اس کا سفر کر دے وغیرہ اور روزینہ نہیں دوں گا۔ جب وہ مسیگر ہاں آیا اللہ وظیفہ کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا کہ فلاں دن میں نے تمہیں فلاں مقام پر بے پوش پڑا ہوا دیکھا تھا تمہاری حالت ٹھیک تھی ہذا تم چلے جاؤ تمہارا روزینہ اللہ وظیفہ ہم نے بند کر دیا ہے۔ وہ سیدہ پس چلا گئی جب میں رات کو سو رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہیں میں

عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد اس کے پاس آتے تو عمر بن عبد العزیز خود نیچے بیٹھتے اور ان کو بلند بلند پر بٹھاتے۔ علامہ ابو بکر امی شہاب الدین شافعی المعروف اپنی کتاب "رشفۃ الصادق" کے خطبہ میں فرماتے ہیں، تمام قرعین اس سے بڑے دیکھ کر کہ بے ہوشی سے اپنے نبی کے جلوہٴ کرام کو عظیم معارف و مناقب سے آراستہ کیا اور انہیں عظیم مظاہر و مواہب کی وجہ سے قربت سے نوازا، انہیں ان بلند کیا کہ اس کی انتہا کو کوئی زبان اور کسی کا قلم بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اودھ نزل سے اس کریم حنظل کو پاکیزہ بخشش اور اعلیٰ مراتب و مناقب پر پہنچایا۔ فتنوں کی فتنائی کے وقت انہیں سفیرِ نبیات بنایا۔ امت کے لیے انہیں پناہ گاہ و پناہ جگہ مستوں کے جھگڑا چلیں۔ ہر بیت کے ساتھ بنایا جبکہ مصائب کی رتیں سیاہ پڑ جائیں انہیں اللہ کے ہاتھ رسول اللہ کی قربت ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ ہر جنوں کی وجہ سے اور ان کے باپ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کریم اللہ وجہ کے واسطے سے محکم و محترم بنایا، ہم اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر حمد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو تیار کیا اللہ علیہ بیت کی تغیر و ادب کی توفیق دی۔

جب اہل بیت کا والد و حمولہ بھارت سے فرس سے فرس میں دو گامہات کی لڑکی سے نکاح رکھا جائے کیونکہ نکاح سے بھر خوں کے ساتھ ملاوٹ ہوگی اس سے سادات کی سنگین توہین ہوگی۔ چنانچہ وامت کا سب سے پہلا عمل یہ تھا کہ اس کی طرف منسوب ہوئے کہ وہ اس سے تاحیب دی ہے اس کو کسی دیگر خوں کے ساتھ حرمت نہیں ہو، جیسے یہی وجہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب حضرت زید بن حارثہ کو تنسی بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس متبنی والی رسم کو ختم فرما کر حضرت زید کو منصب رسول کے عظیم کر دیا، قرآن پاک میں ہے اذ عنہم لا یفسدوا فیما یتواصون اللہ بلایا کرو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے یہ انصاف کے زیادہ قریب ہے۔ تمام علماء تفسیر کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت زید کے حق میں نازل ہوئی ہے نیز حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ بھی ان کی موافقت نہ ہو سکتی کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبی رشتہ دار تھیں صورتِ طلاق تک منقطع ہوئی تاکہ تنسی والی غلط رسم کا خاتمہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت زید کا بہت زیادہ پیار تھا اور حضور بھی ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے لہذا یہی وجہ تھی کہ انہیں اس مشکل کا سہارا بنایا گیا جو تفسیر دوم کی بات قدمی کہ مدینے کے لیے سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا۔ ان کی قیادت میں اس روز شہرے بڑے جمیل القدر صحابہ تھے۔ یہی وہ زید ہیں جنہوں نے غزوہ موتہ میں دلا لاکھ دشمن کے سپاہ کے مقابلہ میں دیکھ کر اسلام کی قیادت کی اور اسلام کے پرچم کو بلند رکھنے کے لیے اپنی جان کی قربانی دی۔ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کے صدقے

میں تاج شہادت نصیب ہوا، اس اتفاق نظر کو مٹانے والے کے ذکر کو جادواں بتا دیا۔ قرآن پاک میں نسب سید
علیہم السلام کے سوا کسی بڑے سے بڑے صحابی کا نام بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ بجز یہ بن حاتم کے۔ صاحب معارف
القرآن لکھتے ہیں کہ بعض حضرات نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ ان کی نسبت ولایت کو حکم قرآنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطع کیا گیا قرآن کے لیے بہت بڑے اعزاز سے شرفی ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے اس کا
بدلہ اس طرح کر دیا کہ قرآن پاک میں ان کا نام نہ کر ذکر فرمادیا اور لفظ قرآن کا ایک لفظ ہونے کی حیثیت سے
اس کے ہر لفظ پر حسب وعدہ حدیث اس نیکیاں نازل ہمالی میں مکھی جاتی ہیں، ان کا نام جب قرآن میں پڑھا
جائے تو حرف ان کے نام پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

غرضیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حضرت زید بن حارثہ بہت مقدر رہے، آپ کو زید بن محمد
کے نام سے پکارا جاتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک میں غیر نسب کی شرکت نا پسند
تھی، لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ حضرت زید کی مطلقہ بیوی سے نکاح کریں تاکہ
مثنیٰ والی غلط رسم ختم ہو اور اس طلاق رسم کو ختم کرنے کی وجہ سے حضرت ہوسے دلالت کی جائے، مثنیٰ
حضرت زید کو سب سے سب سے عیدہ کو، مقصود نکاح۔ جب حضرت زید بن حارثہ جب آؤں گے سب رسوں میں
شریک نہیں ہو سکتا تو پھر ایک جبر سید علی کی نسب میں کیسے شریک ہو سکتا ہے۔ لہذا اگر کسی سید زادی
سے اپنی رضا اور اپنے دل کی رضا سے جبر سید مرہ کے ساتھ نکاح کر لیا تو نکاح بنیادی طور پر مستحق نہیں ہوگا۔
اس پاک نسب میں علی کی شرکت، اس نسب پاک کی سنگین توہین اور بے ادبی ہے جہاں ادب رکھے یہ توہین
اور سنگ و عار برقرار ہے وہاں ہی گنہ نہیں ہوتا اور جہاں گنہ دو وہاں نکاح نہیں ہوتا۔

اختتامیہ

جو مسئلہ زیر بحث ہے، کوئی سہولی نہیں ہے بلکہ نہایت ہی بڑا ہے۔ ظاہر ہیں یہ ایک فقہی حقیقت
معلوم ہوتا ہے لیکن جہاں جا کر آخر میں اس کی جان فرشتی ہے وہاں یہ ایک عقیدہ کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ نسب
دوسری کے معاملہ میں فقہوی کی کوتاہی اہل انسان کو ایمان سے کوسوں دُور لے جا سکتی ہے۔ پس میں نے نہایت
ذمہ داری سے اس مسئلہ کی تحقیق لکھی ہے وہی صحیح مقصد صرف اللہ کے سامنے اور اس کے رسول کی اہلیت
کی مدد کے لئے اس سے کسی پرستیہ واقعاتی، دنیوی مفاد اور نہ کسی دیندار کی رضا مقصود ہے۔

میں کروں حدیث اہل دین رضا پر ہے، اہل دین ہی جلا

میں گناہوں پہنے کر دلا مسرور بن پارہ نان نسبیں

ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ہر صورت میں اہل بیت نبوی کا ادب و احترام عموماً خاطر رکھے تمام لوگوں کے
نسب سے جو اہل بیت اہل بیت کے نسب کو عظمت و برتری اور پاکیزگی عطا فرمائی گئی ہے وہ کسی اور کو نہیں ملے ان
کے نسب کے ہم مشن ہونا تو کیا شریک و ہم جہ کا تصور کرنا بھی ایک سنگین جرم ہے قرآن پاک میں ہے انصاف
یومئذ اللہ لیزہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اسے نبی
کے مکر و الحول سے ہر ناپاک دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب سترا کر دے۔

امام نزدیکی، طبسزانی، ابن مردودہ، ابن ابی شیبہ نے کتاب البدائع میں حضرت امی حبیبہ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا مجھے بہترین قسم
میں پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یحب البغیة و لا یحب البغیة و لا یحب البغیة و لا یحب البغیة
۔ مسین (دو انہی جانب والوں) میں سے ہوں اور ان سے افضل ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے دو قسموں کو تین حصوں
میں تقسیم کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاصحاب السیمینۃ و اصحاب السیمینۃ و اصحاب السیمینۃ و اصحاب

المشائمة والسابتون لسانہوں، برکت دینے کی ہی برکت دینے میں نحوست دینے کی ہی نحوست دینے میں
اور سائقین ترسبقت دینے کی ہی میں تو میں سائقین سے ہوں اور ان سے باغض ہوں پھر تین حصوں کو قبیلوں میں
تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں بنایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان
اكرمکم عند اللہ اتقاکم، اور ہمیں شاخیں اور قبیلے بنایا تاکہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کے
خدا یک تم سے زیادہ عزت والا اور ہے جو زیادہ مستحق ہے، پھر حضور نے فرمایا کہ میں اولاد آدم سے سب سے
نیا و دشمن ہوں اللہ کے نزدیک سب سے مکرم ہوں یہ بات اذرنے فرماؤ فرور نہیں کہہ رہا ہوں پھر
قبائل کو بیعت، مگر ان میں تقسیم کیا اور مجھے سب سے بہترین بیعت (مکرانہ) میں چیا کیا چنانچہ فرمایا انما یرید
اللہ لیذہب عنکم الذرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا، ہذا میں اور میرے اہل بیت میں ہوں سے
پاک ہیں۔

امام احمد بن حنبل، ابی جریر، ابن کثیر ابن منذر، ابن ابی حاتم حیدرانی، مردیہ اور طبرستان
نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چاند آؤٹھے جو نے تشریف فرما تھے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء
سلام اللہ علیہا سے حضور کی خدمت میں آئیں کہ میں کھانا پینی کیا حضور نے ساتوں حست کو ارشاد فرمایا کہ حضرت
صلی المرتضیٰ اور سہیل کر میں کو بھی بلاؤ، جب یہ تشریف لائے تو کھانا کھانا شروع کیا تو آیت انما یرید

لہ عربوں کی تقسیم تھائی کے لاد سے چھ حقیقت پر ہے، وہ شعب و قبیہ و عمامہ و بطن و فخذ
و عسید شعب بھی کرتا ہے قبائل کو، قبیہ جمع کرتا ہے عمار کو اور عمار جمع کرتا ہے بطن کو اور بطن جمع کرتا ہے
فخذ کو اور فخذ جمع کرتا ہے فضائل کو پس مخر شعب ہے، کہ قبیہ ہے، قریش عمار ہے، قسطنطنیہ ہے، ام شہم
فخذ ہے اور عسید الطلب قبیہ ہے، بعض دفعہ قبیہ پر بیعت کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں
ہے ثم جعل القبائل بیوتاً فجعلانی من حیرھا بیتا پر بیت شریف پر ہے قول انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الذرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا ہے، نسیم ارباض ص ۲۵
فتح الباری ص ۵۰ ۶۵

(مفتی غلام کسور)

اللہ لیذہب عنکھ الروح حسن اناذل ہوئی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا دامن ان پر ڈال دیا چادر اتار مبارک آسمان کی طرف بلند فرما کر عرض کیا ہے اللہ یہ میرے اہل بیت میں اور میرے خاص ہیں ان سے جس کو اللہ کر دے اللہ ان کو پاک کر دے یہ زمین رتبہ کمالات فرمائے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تو بھی جھٹائی کی طرف ہے۔

اہم مسلم، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرماتی ہیں کہ مجھ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ پر چادر تھی جس میں سیاہیوں کی دھاریاں تھیں پھر حضرت حنین کریمین آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی

سوال: بعض روایات میں آتا ہے کہ وقت کر رہا یہ یزید، اللہ لیذہب عنکھ کے نائب ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک میں حضرت علی اور فاطمہ زہراؑ کی پہلی کو داخل فرمایا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ بیت تعمیر نازل ہوئے پہلے چادر مبارک میں داخل فرمایا اس کے بعد یہاں ظاہر تعارض ہے۔ جواب: یہ واقعہ دو تہم ہوا ہے۔ ایک مرتبہ آیت کریمہ نازل ہوئے پہلے اور دوسری مرتبہ آیت کریمہ نازل ہوئے سکھ لے۔ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو مرتبہ سکھ لیا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ یہ ایک اہم واقعہ ہے اور نیز آیت کریمہ نازل ہوئے سے قبل جب ان حضرات کو چادر مبارک میں داخل فرمایا تھا تو چادر مبارک پر جو سکھ تھا کہ بعض لوگوں نے کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ذاتی عمل فرمایا ہے اور جب آیت کریمہ نازل ہوئی تو پھر ان حضرات کو چادر مبارک میں داخل فرمایا کہ اس بات کی وسعت کر دی گئی کہ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذاتی عمل فرمایا ہے اور جب آیت کریمہ نازل ہوئی تو پھر ان حضرات کو چادر مبارک میں داخل فرمایا ہے اس میں میں اور اللہ تعالیٰ سے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی ہے، جب واقعہ متعدد ہوا تو تعارض نہ ہوا تعارض تو یہ تھا جب ایک مرتبہ ہی واقعہ اور عمل ہوا جب عمل اور واقعہ متعدد مرتبہ ہوا تو تعارض نہ ہوا۔

(یعنی غلام رسول)

پیارے مہدیؑ کیسے داخل فرمایا پھر حضرت داخل آئیں ان کو بھی داخل فرمایا پھر حضرت علیؑ آئے ان کو بھی داخل کر دیا پھر مشرہ یا اصحاب سید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا ،
خاتمہ المحققین مسیحی بنی بن حروف تہجی کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انصا میرید اللہ لیدھب
عنکم الرجس کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیت کو پاک کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اذن اللہ تعالیٰ کی صفات ہے اللہ
اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم میں بعد از ارادہ بھی قدیم ہے لہذا قدیم میں تغیر و تبدل محال ہے جب اللہ تعالیٰ
کا ارادہ ازل اور قدیم ہوا تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی بیت اطہار کے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے
وہ فی الواقع ہو گیا ہے اس میں یہ وہم تک نہیں ہو سکتا کہ وہ واقعہ نہ ہو سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں تبدیلی
ناممکن اور محال ہے لہذا ہر مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیت سے جس کو زائل کر دیا
ہے اللہ ان کو پاک کر دیا ہے۔ حرف پاک ہی نہیں فرمایا بلکہ تطہر کہہ کے بعد تطہیر مسند لا کہ اس کی طوٹ
بھی اٹھ کر فرما دیا ہے کہ اہل بیت کو حرف پاک ہی نہیں کیا گیا بلکہ پاک کرنے کے بعد ان کو تمام پاکیزگیوں کا حصہ
و منیع میں دیا گیا ہے کہ جسے اللہ سے ملے وہی بیت اطہار کی وجہ سے پاک ہوں گے۔ مگر اس
پر دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہر دست پاک ہے جو جانتے ہو جب تک اس کو توسل اختیار نہیں کرے گا وہ کبھی بھی
پاک نہیں ہو گا۔

رشتہ انصاری میں ہے کہ نہ کورہ ہوا حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت کریم میں جب بیت سے رخصت علی
حضرت سیدۃ النساء فاطمہؑ اور ہر اللہ ان کے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ مراد ہیں اللہ ان کے جہان کی تولا اچھے دنیا
اس میں داخل ہے کہ لفظ "اہل بیت" کا اس پر بھی صادق آتا ہے جبکہ احادیث نبویہ میں اس کی تصریح موجود ہے
چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں جب سے اپنے مدح پر کسی قابل تک پہنچوں گا یا ہوں مگر تم ان
سے وابستہ رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اللہ صریح اپنی حرمت دہلی بیت۔ یہ دونوں جہاد
ذہن کے یہاں تک کہ محض کو ٹرے لے جیے گئے اللہ یہ بھی فرمایا کہ میری اگلی امت سے ہر آنے والے گمراہ میں
صاحب عدل ہوں گے جو میرے اہل بیت سے ہوں گے۔ اللہ متعدد احادیث میں یہ بھی ہے کہ آخر زمان میں مہدیؑ
کو محمد میری اہل بیت سے ہوں گے۔

اہل بیت سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسلی قیامت تک رہنے والی ہے تو
ظاہر ہے کہ حضور کی تمام اولاد جو قیامت تک برتنے والی ہے وہ اس آیت تطہیر میں داخل ہے۔ جب تمام

مذہب فطری ہے کیونکہ فقہ میں جو مسائل ہیں وہ شرعاً و حدیث سے ہی تو مستند ہیں۔ احمد کے مطابق فقہی فقہی
بہزنیات سے دیا جائے گا۔ ہر قواعد و ضوابط کے ساتھ فتویٰ دیا منع ہے اور فقہانہ حسن بن نیا کی روایت کہ

ذکر البیان فی المناقب عن الامام البخاری الرجل لا یصیر محدثاً کاملاً الا ان یکتسب اربعاً
اربعاً کاربعم مع اربع فی اربع عن اربع یریم علی اربع عن اربع لاریم وھذا الر یا علی لا یتسم الا بأربع مع
اربع فاذا اقتت نہ کلھا عاشت علیہ اربع وایتقی اربع فاذا اصبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم وایتقی اربع وایتقی اربع وایتقی اربع
اربع فاذا اقتت نہ کلھا عاشت علیہ اربع وایتقی اربع فاذا اصبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم وایتقی اربع وایتقی اربع وایتقی اربع
الحدیث وقرآنہم مع اربع اسرارہا بعد کلامہ واکتھم وارتھم بفریم التجدید واکتھب واکتھب واکتھب واکتھب
مع السورۃ واکتھب مع الاصولات مع اربع المسندات واکتھب واکتھب واکتھب واکتھب واکتھب واکتھب واکتھب واکتھب
فی مشاہدہ فی کلامہ عن اربع عند شطہ عند فخر عند فخر عند فخر عند فخر عند فخر عند فخر عند فخر عند فخر
علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع علی اربع
عن وفہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ ورویہ
اللہ تعالیٰ وشرھا بین طالیقھا وراحمھا وکرہ بعد موتہ ثم ما یتسم ہذا الاشیاء لا یارب من کتب العبد وھو
مہرۃ نکتہ واللغة والصرف والصحیح مع اربع من عطاء اللہ تعالیٰ الصحة والقدرة والحرص والحفظ والاداء
تحت نہ ہذا الاشیاء طلت علیہ اربع الاھل والولہ والعمال والوطن ویتقی اربع بشیئہ لا عداد وطلعت
الاصوات وطلعت نجاتھا وحسد العلماء فلا اصبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم وایتقی اربع وایتقی اربع وایتقی اربع
التحس وادۃ العلم وھیاۃ الابد واثابہ فی الاخرۃ وایتقی اربع بالشیئہ لمن اراد من شغراہ وطلعت العرش حیث لا
خلی الاخذہ والتریب من انکوار وھو السبب فی اعلیٰ علیین۔ فان لم یطوّر احتمال ہذا الحقائق نصیب بالفقہ
الذی یمکن تعلیمہ وھو فی بیتہ تلمیذ کان لا یحتاج الی بعدہ اسفار وطنی ویدر وکوب بخار وھو مع ذالک
شرفاً الحدیث وایس ثواب اللغز وھو اقل من ثواب المحدث وھو

لہ قصہ وہ ہے جو مشرقی اہل کے قواعد کو جمع کر کے اور ضابطہ وہ ہے جو ایک باب کے قواعد کو جمع کر کے۔

(والشہادۃ والافتاء ص ۱۰۰)

مفتی غلام رسول

منفی ہوا قرار دیا ہے بعد از کفر میں نکاح نہیں ہوگا۔ اور نکاح نہ ہونے کی وجہ ہجرت حرمت اہل بیت ہے ۔
فسد زمانہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے حضرت خواجہ خواجگان گوٹروی المتوفی ۷۵۹ھ نے اس نکاح مذکورہ کے منقذ نہ
ہونے کی وجہ اہل بیت کی ہجرت قرار دی ہے اپنے فتویٰ میں فسد زمانہ کو علت نہیں بنایا اور نہ ہی فسد زمانہ
کی بحث کی ہے اور نہ ہی حدیث اہل بیت کے دل کی رضایا عدم رضا کا ذکر کیا ہے بلکہ فرمایا یہ مذکورہ نکاح وجہ
ہجرت حرمت اہل بیت منقذ نہیں ہوا۔ لوگوں پر فرض ہے کہ وہ مسیہ کو لگی سے ہٹا کریں۔ اگر نکاح منقذ ہونے
کا احتمال بھی ہوتا تو آپ فتح کرنے کا حکم فرماتے جو کفر منقذ نہیں ہوا تھا لہذا تفریق اور جدائی کرنے کا حکم کیا
اور اصول کے مطابق آپ نے اس فتویٰ میں حسن بن زیاد کی رائج روایت کا ذکر کر دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے
نکاح کے منقذ ہونے پر فقہ کے مفسرین نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس فتویٰ دینے والے نے جو غیر کفر میں نکاح
کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس نے صرف سادات پر ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں پر ظلم شریک کیا ہے۔ اسی کے صورت میں کہ
کاشف مسیہ دی ہے حق میں سے اہل بیت کی توحید اور ہجرت حرمت اہل بیت کے مطابق اہلیت
کی عزت فرض ہے کہ غیر کفر میں نکاح ہے جو کاشف میں دینے والے نے تمام مسلمانوں پر ظلم کیا ہے اور یہ نکاح بدعت
حرمت اہل بیت منقذ نہیں ہوا اور اسی مذکورہ نکاح سے جیسے وجہ میں سادات کی توحید ہوتی ہے اسی طرح شرع
میں بھی نہیں ہوتی کیونکہ شریعت میں اہل بیت کی توحید اور رتہ قرار دیا ہے مگر سب سے پہلی اور پہلے دل کی ہوا
سے غیر کفر میں لگی مرد کے ساتھ نکاح کرنا تو یہ خوب کی حادثات میں اہل بیت کی حادثات کا نسب طیب و طہار
میں جیسے کہ عرف میں حادث نکاح و عار ہے اسی طرح شرع میں بھی نکاح و عار ہے یہ احوال ہے کہ عورت اور اہل
بیت کے دل کی رضا سے خون کی حادثات تک نہیں لگے گی تو ظاہر ہے کہ جب حادثات ہوگی ۔ تو نکاح و عار بھی ساتھ ہوگی
یہ نکاح و عار ہرگز ہرگز حادث سے جدا نہ ہوگی۔ جب نکاح و عار کسی حکم ہو تو وہاں کفر نہیں ہوتا اور جب نہ کفر
نہ جو وہاں طہی سادات کے مطابق بالکل نکاح منقذ نہیں ہوتا اور حضرت امیر مہدی علیہ السلام کا حافظ جاحظ علی شہاد
حادث علی پوری بھی پہلے غلطیات میں اس نکاح کے منقذ نہ ہونے کی علت توحید اہل بیت کی قرار دیتے ہیں چنانچہ
فرماتے ہیں ایک طرف تو وہ حد و شریف چمکتے ہیں اور دوسری طرف مسیہ زادیوں سے نکاح کرتے ہیں یہ کیسے ممکن
ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیہ زادی کا نکاح ہر مسیہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا حضرت امیر ملت کا یہ فرمانا کہ
فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیہ زادی کا نکاح ہر مسیہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ نکاح چنانکہ
غیر کفر میں ہے اور غیر کفر میں نکاح منقذ نہیں ہوتا۔ نیز مسیہ زادی کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف

مخسوب ہونے کی وجہ سے طیبہ ولی ہر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کفو اور مثل کوئی نہیں ہے چنانچہ موسیٰ
عبدالصلیٰ بحوالہ عدم بقول قتادہ "میرزا نادر دہلوی قطبیت کے حوالے میں لکھتے ہیں لعید اللہ ہر عقلہ من الامم
و لعید اللہ لعید من اللہ من فی السموات والارضات کفوا بعد یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ازل
سے کے گراہنگ کوئی پیدا نہیں ہوا اور آسمانوں اور زمین میں کوئی آپ کا جسر لہ ہم کفو نہیں ہے اور ابن جریر
مکی فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم کفو کوئی نہیں ہے تو حضور کی اولاد کا بھی ہم کفو کوئی نہیں
ہے مگر وہی حوالے کے نسب حرمت میں سے ہوا اس سے ظاہر ہے کہ سید زوی کا ہم کفو سید ہی ہو گا۔ لہذا سید زوی
کا نکاح غیر سید کے ساتھ نہیں ہو گا۔

صاحب رشتہ احمدی کہتے ہیں کہ سید زوی کا نکاح غیر سید کے ساتھ جائز نہیں ہے اگرچہ حدیث اور
اس کا ولی دونوں راہی ہوں کیونکہ اس نسب کا ہر کائنات ہی کو پہنچا ہے جو حسین کریم کی طرف منسوب ہو اور جو
حسین کریمین کی اولاد سے ہیں، ہے صاحب زوی کا ہم کفو نہیں ہو سکتا۔ لہذا سید زوی کا نکاح غیر کفو میں کسی
بھی مرد سے نہ ہو سکتا۔ صاحب رشتہ احمدی کے تصریح کر دی ہے کہ اگر سید زوی اور اس کی اولاد
اولادوں یا حتیٰ بھی جو حاکم کو نہیں پہنچا ہو تو یہ نسب ہوں دوسرے لوگوں سے نسروں کی طرح نہیں ہے
اسی وجہ سے حرمت اہل بیت علیہم السلام پر ہی بقول قتادہ "میرزا نادر دہلوی" کہ اس کے ولی کی رضا یا عدم رضا کا ذکر نہ
ہیں کیا بد سلف فرمایا کہ لہذا کن کنوں میں لکھا ہے کہ سید زوی کا نکاح غیر سید کے ساتھ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ
نکاح غیر کفو میں سے اور غیر کفو میں نکاح، انکی منع نہیں ہو تا اور آپ صغریٰ نکاح غیر کفو میں منع نہ ہونے
کی علت بحکم حرمت اہل بیت ہی ذکر کی ہے کہ دو د شریف نے فرمایا ہیں علت ہے اور سید زوی سے غیر سید بھی
مرد کا نکاح کرنا دلیل توہین و تنگ ہے جہاں توہین و تنگ وہاں ہو وہاں کفو نہیں ہے اور جہاں کفو نہیں ہے
وہاں نکاح نہیں ہوتا۔ لہذا سید زوی کا نکاح غیر کفو میں بھی مرد کے ساتھ ہرگز ہو سکتا نہیں ہو گا۔

ہم پہلے متعدد مرتبہ ذکر کر چکے ہیں کہ یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ شرف نسب ایک بہت بڑی قیمت ہے،
اور اس کی اہمیت پر قرآن و حدیث بھی شاہد ہیں خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اہل بیت
تو اظہر من الشمس ہے اور حضور نے عموماً فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے قریب سے بہتریک حالت میں پیدا فرمایا اور
سادات کرام کا نسب جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور یہ شرافت سبھی صرف سادات
کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں ہے۔ لہذا سادات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ اپنی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ

داروسلم کی تعینات کے مطابق پھر کہ یہی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اقدس کی عزت کا خیال کر رہا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت کو خدا سے ڈرنے کا حکم کرتا ہوں یہ بھی حکم کرتا
ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمائش برداری کریں۔ اللہ اپنی امت کو اہل بیت کی اقتدار کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے
اہل بیت معذرت میرا دامن پکڑ لے ہوں گے۔ وہ ان کے تابع رہیں ان کا دامن تھامے ہوئے ہوں گے۔ میرا بیت
قہیں مگر ایسی کے وہ دانے میں داخل نہ کریں گے اللہ ہدایت کے دو در سے باہر قدم نہ لیکنے دیں گے۔ اور اس سے
ظاہر ہے کہ سادات کو ایسے محل کیے چاہئیں کہ وہ سو گناہ ثابت ہوں تاکہ لوگ ان کی اتباع کریں۔ یہ نہیں
ہونا چاہیے کہ سادات کو دم علی صورت میں شتہ چٹھے ہوں کہ وہ لوگ جو از قسم حواری اور نواسب ہیں سادات
کرام کو ملامت ملن بناتے ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ سادات پر جو جہولادوسوں چہنے کے زیادہ ذمہ داری ملتی
ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی شریعت محمدی کے مطابق گزاریں۔

چنانچہ اوقات و مقامات میں آتا ہے کہ حضرت حسن بصری ملتونی سلام فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج
کے لیے گیا تو رات کو میں حرم شریف میں قیام کرتا تھا کہ تھوڑی مدت عبادت میں کہہ سکے اور میں ہر رات
کو دیکھتا کہ ایک صاحب تشریف لاتے ہیں وہ بحر کے ذلت کعبہ کے دروازہ کے سامنے رکھ کے بیٹھے ہاتھ نہ
کرتے ہیں وہ ہدایت پر سوار ناطق ہیں وہ مانگتے ہیں۔

تسے اللہ تعالیٰ میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ میری مغفرت اور بخشش فرما۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں بنی دھاریہ الفاو سے مناسرت ہو جاتا۔ ایک دن جب وہ دعا مانگ کر صوم
سے باہر جانے لگے میں نے عرض کی حضورؐ کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا نہاری کیا تعریف ہے۔ میں نے عرض کی میرا
نام حسن ہے بعمرہ کا بیٹے والا ہوں۔ فرمایا میرا نام بھی حسن ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ ہوں
میں نے عرض کیا حضورؐ آپ ایسے دعا مانگتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ فرمایا
اے حسن بصری! کیا ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کریں کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات
عبادت میں مصروف رہتے پڑیں بعد کہ میں دم آجاتا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ تو معصوم ہیں
آپ کو انہی عبادت کی کیا ضرورت ہے تو آپ سے فرمایا انکو انکو عبد! شکوہ نہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار
بندہ رہوں گا۔ سادات کو چاہیے کہ وہ حضورؐ کی تعینات پر عمل کر کے دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ ثابت ہوں۔
اگر سادات عمل و عقیدہ میں کوتاہی کرتے ہیں تو پھر بھی دوسرے لوگوں کو چاہیے جو سادات کو نسبت حضورؐ

کی طرف نسبتی ہے، اس کی وجہ سے حق الامکان ان کی عزت و عظمت کا خیال کر رکھیں۔

شیخ محمد صبان مصری المتوفی سنہ ۱۰۸۰ھ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو بیان ہے کہ میں مدیر منورہ کے ملاقات حسینید سے ان کے اظہار و نفی کے باعث کدورت رکھتا تھا پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ مدیر منورہ کے سامنے تشریف فرما ہیں آپ نے میرا نام لے کر مجھے مخاطب فرمایا کیا معاملہ ہے کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو میری اولاد سے نفی رکھتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وصلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں میں ان سے نفرت نہیں کرتا میری پسندیدگی کی وجہ اہل سنت کے خلاف ان کا تعصب ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ فقہی مسئلہ میں تاویل پر باپ کی طرف ہی غصوب نہیں رہتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ غصوب رہتا ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا ایک نافرمان بیٹا ہے۔ جب میں غصوب سے بیدار ہوا تو اس کے بعد اہم حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے جس کی بھی میں ملاقات کرتا اس کی تعظیم بجا لاتا۔ پس لازم ہے کہ اہل بیت سے اگر کوئی شخص خاستق ہو تو باعت و فعل اس پر نہ پسندیدگی کا اظہار کیا جائے۔ ایک اور بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرست کے باعث اس کا دہ و احترام کیا جائے اس سے ظاہر ہوا کہ سادات عقبہ و دوسرے میں کو تاہمی کوستہ میں ان کا بھی دہ و احترام ہی لازم ہے کیونکہ ان کا ادب و احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف غصوب ہونے کی وجہ سے ہے۔

امام ابوالمستخیر امام وینی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری اولاد کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا وہ منافق ہے۔

زید بن اترم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام قبول کریت ہے اس کو اس کے بعد میری اہل بیت کی بھائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ اہل حضرت علی المرتضیٰ کو مدح و حب سے رعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا جو کہ میری اہلیت کے معاملات کو چھوڑنے کی کوشش کرے جبکہ ان کو ضرورت ہو۔ روضۃ الصادقین

اس سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کے حقوق کی رعایت اللہ ان کے ضروریات کو پورا کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے جو شخص ان کے حقوق کی رعایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا میں نعم ابدی عطا کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک المتوفی سنہ ۱۰۸۰ھ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جب میں نے حج کا ارادہ کیا تو پانچ سو دینار لے کر کوثر کے کنارے میں اونٹ خریدنے کے لیے گیا تو میں نے

دیکھا کہ ایک جنگ ایک عورت مردہ تلخ کے پر اللہ بال فوہا رہی ہے میں نے اس سے پوچھا اس مردہ تلخ کو کیا
 کر دگی تو وہ بولی تے عبداللہ ایسی باتوں کے بچے پر گز نہ پڑو۔ اس کی بات سے میرا دل متاثر ہوا میں نے اصرار
 کیا تو وہ بولی تے عبداللہ تو نے مجھے راز کھو سزاؤں کا کیا ہے، میں سستیہ عورت ہوں چار بیٹے بیٹیاں ہیں چند بڑے
 ہونے ان کا باپ مر گیا ہے۔ یہ چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ کھایا ہی نہیں، میں بس تلخ کو صاف کر کے سے جاؤں گی اور
 کھائیں گے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت وہ پانچ سو روپے کا اس سیدیہ کے قدموں میں کھینچے،
 میں نے کہا کہ یہ اپنی ضرورت میں صرف کریں اور میں واپس چلا آؤں نہ خریدنا اور مجھے دل سے اس کمال
 کا کی خواہش نہیں لگتی اور میں اپنے گھر آئی یہاں تک کہ لوگ کچ کر کے واپس آئے شرمناک ہو گئے اور چھوٹے شہر
 کے حاجی صاحب واپس آئے تو لوگ ان کے استقبال کے لیے نکلے میں بھی استقبال کے لیے نکلا حضرت عبداللہ بن مبارک
 فرماتے ہیں کہ میں جس حاجی سے ملے اور اس کو کہا کہ اللہ قہر کا قبول فرمائے اللہ قہر کی کوشش مشکور ہو، وہ مجھے
 کہتا کہ عبداللہ قہر کا بھی کچ قبول ہو اور کوشش بھی مشکور ہو، وہ آپ فلاں فلاں جگہ جمع ہوئے تھے، جن
 حاجیوں سے میں ملے وہ مجھے ایسے ہی کہتے میں تمام رات سوچتا رہا میں تو ان کے بے گناہیوں سے کیا وجہ ہے۔
 چنانچہ مجھے میرے آٹھ بھائیوں سے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارات کی، حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا تے عبداللہ تو ابھی تو گھر کی بات سے تعجب کہ کیونکہ تو نے میری اولاد میں سے ایک

نے حضرت عبداللہ بن مبارک بن وئیج ابو عبدالرحمن کی پیدائش سنائی ہے آپ امام ابوحنیفہ استوفی مسند حاکم کرد
 ہیں اور امام احمد بن حنبل، استوفی مسند، ابی بن سعید، استوفی مسند، عبدالرحمن بن سعید، استوفی مسند، ابوہریرہ بن
 ابی شیبہ، استوفی مسند، اور عثمان بن ابی شیبہ، استوفی مسند، کے استاذ ہیں، یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک
 ثقہ اور مضبوط ہیں اور مسلمانوں کے سردار ہیں، عبداللہ بن مبارک نے حضرت امام ابوحنیفہ کے عدوہ امام مالک، استوفی مسند، اور یحییٰ
 ثقہ کی استوفی مسند، سے بھی علم حاصل کیا، علما بن عثمان بن مبارک کہتے ہیں کہ جب ہمدان الرشیہ مد شہر میں گئے تو وہاں عبداللہ
 بن مبارک بھی تشریف لائے ہوئے تھے، عبداللہ بن مبارک کے ساتھ بے شمار لوگ تھے، ہمدان الرشیہ کی کیز نے جب
 عبداللہ بن مبارک کے ساتھ بے شمار لوگ دیکھے تو ہمدان الرشیہ سے پوچھا کہ کون ہیں جن کے ساتھ تھے لوگ ہیں، ہمدان
 الرشیہ نے کہوئے غلامان کے عالم میں، کیز نے کہا حکومت ہو تو ایسی ہو۔

(حقیقی غلام رسول)

مصیبت زندہ عورت کی مدد کی تھی فتنا میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ تیری مصیبت کا ایک فرشتہ پیدا کرے جو قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے تو اب تیری اگر مرضی ہو جا کر اگر مرضی ہو کہ
 زبیر بن عبد الرحمن بغدادی نے روایت کی ہے کہ جب میر تقی میر نے لنگہ بخت پہنا تو ایک رات بہت
 پریشان ہوا اس کے چہرے کا رنگ فقیر ہو گیا۔ چند دن کے بعد جب اتفاقاً ہوا تو گھر سے میر تقی میر نے کہا کہ
 جب میں شدید بیمار ہو گیا تو مذاب دیکھ فرشتے مجھے نظر آئے لیکن پھر کیا دیکھتے ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو حضور نے فرشتوں سے فرمایا تم چلے جاؤ کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت
 رکھتا تھا اور ان کے ساتھ احسان کرتا تھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ کسی شخص کا یہاں نکل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرے۔
 حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ
 کی ایک دن کی محبت ساں بھر کہ عبادت سے بہتر ہے اور عبادت کی محبت پر سزا وہ جنت میں داخل ہوگا۔
 علامہ یوسف جہانی کہتے ہیں کہ سید گرب علی بھی ہر توہم کی عزت اور توجہ رام ہے اور ہر افتاد
 رکھا جائے کہ اس کے قیامت کے دن گدھے کا ٹکڑا ہو گا اس کے نقیضات سے وہ گذر کر جائیگا اگرچہ اس طرح
 ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت سے پہلے جانے تو بہ ک فوری عطا فرمائے کیونکہ رت و بدلی ہے صابرین اللہ
 لہذا مذہب علیہم انھیں اہل البیت و بیٹھ کر غلطیوں سے بچا دے اور توہم کی چابک سے بچنے کے لئے اللہ کے لئے ہر
 ناپاک اور فساد سے دور نہیں پاک کر کے خوب ستر کر دے۔ سید علی کی عزت اس کے عمل اور عدم عمل کی بنا پر
 نہیں ہے بلکہ وہ تو اسماہو لعنصرہ الظاہر و سبہ الزاھر و ہذا موجود فی کل لہم کل موجود فی
 صانعہم و لیسوا احدہم لا یعرفہ عن بیت النبوة و ہم بشر طیر معصومین فلا یطورا یبذلک
 عمل فی نسبہم صرف اس کے پاک عمل اور مبادک نسب کی بنا پر ہے اور یہ ان کے صالح کی طرح فاسق
 میں بھی موجود ہے۔ کسی کا بے عمل ہونا سے بیت نبوت سے خارج نہیں کرتا کیونکہ یہ بے عمل بھی ایسے انسان ہیں
 جو معصوم ہیں پس لہذا یہ بے عمل ان کے نسب میں خلل انداز نہیں ہوگا اور جس شخص کی نسبت حضور صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار اور حضرت علی کے خاندان سے ہوگا اس کی بے عمل سے اس نسب عالی سے
 خارج نہیں کرے گی جب نسبہم و قرار ہے تو پھر اگر بے عمل بھی ہو تو نسب کے لحاظ سے عزت کرنی لازم ہوگی

نیز جب لوگ کسی دل اندھاغ آدمی کی ولادت کی عزت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ دلی کی اذیت دے تو پھر عمر میل شد
علیہ وآلہ وسلم کی ولادت جو حضور کی طرف بحیثیت نسب منسوب ہے اس کی عزت بطریق اولیٰ لازم ہوگی کاشف مغربہ
جلد ۳

بہر کیف سادات سے کوئی بے عمل ہو تو اس کی بے عملی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کا ادب و احترام لازم
اور ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا ادب و احترام بوجہ نسب ہوگا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بیت کرام سے ہے،
یہ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام ہے۔ سادات چونکہ اپنی بیت کرام سے ہیں لہذا ان کے
ساتھ یہ بھی حسن اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی بیت کرام کو پاک
کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ان فی الواقع ہو گیا ہے۔ مگر سادات سے کوئی عمل میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ اس کو موت
سے پہلے اسے توبہ کی توفیق عطا فرما کر پاک کر دے گا۔ لہذا ہر صورت میں اس کا ادب و احترام لازم اور ضروری
ہے۔

ان روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ سادات اگرچہ مشہد ان عمل میں کوتاہی بھی کر رہے تو یہ بھی
حق نہ مکان ان کا احترام لازم اور ضروری ہے کیونکہ اپنی بیت کرام اور اس مستبار سے کیا جاتا ہے کہ وہ ذریعہ
اور ولادت رسول ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھ مذہب فراموشی کے بعد بھی ان کے حق میں وہی ادب
اور سلوک روا رکھا جاتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں رکھا جاتا تھا جیسے کہ ان میں ابوبکر
بنی عرب کا قول ذکر ہو چکا ہے۔ فقہ زمانہ سلسلہ ادب و احترام پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ ان روایات
باب سے خونی رشتہ کا سلسلہ تو منقطع نہیں ہو سکتا خواہ کتنی دور تک ہی کیوں نہ چلا جائے۔

حضرت سیدنا سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اہل قرآن کان ابوہما
صالحا۔ اور ان دونوں کا باپ ایک تھا لہذا اسے میں فرمایا وہ دونوں (میں نے اپنے باپ کی صلاح و خیر کی وجہ سے محفوظ
ہے خود ان کے صلاح و خیر کا اللہ تعالیٰ نے ذکر نہیں کیا۔ روایت ہے کہ ان دونوں لوگوں کا باپ جس کو قرآن نے
صالح کہا ہے وہ ساتویں یا نویں پشت میں ان کا ولادت تھا جب اس صالح آدمی کی وجہ سے حوتنی نیچے اور دور
امداد سے محفوظ رہی ہے تو ان دونوں کیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے محفوظ ہو گیا اگرچہ کتنے ہی واسطے
درمیان میں گزرے ہوں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام استوفی مشائخ نے فرمایا ہے ہمارا اسی طرح پاس
کا ذکر رکھو جیسے ان دونوں کا پاس حضرت خضر علیہ السلام نے کیا تھا۔ کیونکہ ان دونوں لوگوں کا باپ صالح

اللہ نیک تھا۔

حضرت علی بن حسین علیہ السلام سے بھی روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت رسول ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلط آپ کی عزت کا ٹھکانہ رکھو۔ نیز صاحب رشفۃ العباد کی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس سے یہ صحیح روایت ہے کہ ابو بکر نے فرمایا ہے ابی بیت: واللہ تبتادی صدری مجھے اپنے قرابت واسوں کی طرح سے نیا وہ عزیز ہے کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت رکھتے ہو اللہ یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائسی داری ان کے بلی قرابت میں کرو۔ رشفۃ العباد کی ص ۱۱۱

جب حلق شرف انتساب سبب احترام ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد جو قیامت تک ہونے والے ہیں ان کا اعتقاد فرض اور ضروری ہے۔

حرفیکہ جیسے کہ سادات کا احترام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے اسی طرح سادات کے نسب کا بھی اعتقاد ضروری ہے۔ اللہ کسی غیر سید علی کو یہ سوجن بھی نہ دے گا کہ وہ سادات کی دیکھوں سے سادات اور شادی کرے گا۔ اگر دوسری جانب سے کسی سید زوی سے ہی اللہ چاہے ولی کی وجہ سے کسی غیر سید مرد کے ساتھ نکاح کی تو وہ نکاح مسند ہی ہوگا کیونکہ سید زوی کے لیے قرابت سبب محکم ہے۔ اس کا ہم کھوڑی ہوگا جو اس کی طرف قرابت سبب ہو۔ جہاں حریم ہو وہاں سید زوی اور اسی کے ولی کی رضا کا مشورہ اختیار نہیں ہے بلکہ وہاں عدت ٹوڑنے کا اعتبار ہوتا ہے۔ ایک دوا زوی کی وقتی رضامندی سے ملے مناسب اعدان کے احکام میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ سادات کے نسب کے علاوہ دیگر نسبوں میں چونکہ افراد نہیں ہے لہذا دیگر نسبوں سے اگر باہمی رضامندی سے نکاح کر لیتے ہیں تو ہو جاتا ہے لیکن سید زوی کا نسب چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اس کا ہر کفر صرف اور صرف وہی ہوگا جو اپنے نسب کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اگر غیر سید ہے تو چہ سید زوی کے ساتھ نکاح کرنے سے اگر چہ سید زوی اور اسی کا ولی ماضی میں اسوں تو ان کی رضا سے تنگ و حاد ختم نہیں ہوگا بلکہ انہی سے تہذیب و تعلیم ہوگی۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام اور محدثین خواجگان پر سید مہر علی شاہ گور زوی

سہ اہم بھادی عبد اللہ بن مرثی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے فرمایا ابو بکر! محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مفتی غلام رسول)

اہل بیت (فتح الباری ص ۹۷ ج ۲)

علیہ الرحمۃ اور اہل بیت پر سیدہ بیعت علی شاہ محدث علی ہدی نورانہ مرقہ نے کہا کہ یہ مذکورہ نکاح منیہ کی عورت
منفقتہ ہی نہیں ہوگا نیز صاحب رشادۃ اللہ الہی نے قرآن کی ہے کہ جملہ عادات ملوک منیہ جیسی گاہ قدیم و کسور
ہا ہے اور اب بھی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کی شادی شریفہ صحیحہ سے کہتے ہیں اس سبب ظہیر کی حفاظت
کے لیے وہ غیر شریف سے شادی کی اجازت نہیں دیتے اگرچہ محبت اللہ اس کا دل دلوں راضی ہوں کیونکہ وہ جانتے
ہیں کہ اس نسب ظاہر کا حق کسی کو پہنچتا ہے جو حسنین کریمین کی طرف منسوب ہو جتنے ذہن کسی محبت کو دے گا
کے دل کو اور سارے اولاد حسنین کا راضی ہونا ممکن نہیں ہے۔ نکاح کی پر عمل سے یہ لوگ بہترین غوث اور قابل تفسیر
ہیں کیونکہ ان میں فقیہ، صلحاء، خطباء و اولیاء ہیں جن کی مخالفت ہمارے لیے جائز نہیں یہ اس چیز میں جس کی انہوں
نے اساس رکھ دی ہے اور جس پر وہ عمل پیرا ہے ہیں یہی حرف ان کی میرت پر چلن اور ان کی اقتدار کرنا چاہیے نہیں
ایسے اختیارات اور ایسی نکاحی حالت میں کہ فقیہ ان کے سر کو نہیں پہنچ سکتا۔ (رشادۃ اللہ الہی ص ۱۷۶)

حقیقت یہ ہے کہ اس نسب کا تعلق ہے وہ جسے شرع میں معتبر ہے اسی طرح عرف میں بھی معتبر ہے
کیونکہ حضرت پانچ ہمت غمیش نے ہاتھ نہ لایا نہ جوہ نسباً میں رہے بن حدیث سے سب میں بہتر ہوں۔ اور ابھی
تو ما بعد فرمیں کہ میں قریش کی کشتہ بین روئی ہوں اور یہ کہ نسب محمد سے اور میرے ساتھ نسب میں وہ کسی حجت
وار نہیں ہے اور صاحبہ صحابہ و انصاریوں سے کوہ حدیث و ذکر یک ہے۔ نکاح کفو میں ہونا چاہیے اور جو حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں غیر کفو میں ہونے ہیں وہ سند کفایت پر اثر انداز نہیں ہیں جیسے کہ پہلے
تفصیل گذر چکا ہے اور فقہاء حنفیہ نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی پہلے
گذر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کا ہم کفو وہی ہوگا جو حضور کی عزت سے ہوگا اور جو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عزت سے ہیں ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے نسب کا ہم کفو نہیں ہوگا۔ اگر سہ زادی
نے اپنی اور پندہ ولی کی رضا سے غیر سیدہ مد کے ساتھ نکاح کر لیا تو خون کی ملاوٹ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی عزت کے نسب کی توہین و تذلیل ہوگی یہ تو جن و تذلیل جیسے حرف میں ہوگی اسی طرح شرط بھی ہوگی
کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا سبب جو شخصیں علیحدہ احکام رکھتا ہے، اور اس نسب میں نکاح
غیر کفو میں ہونے سے تذلیل اور توہین برقرار رہتی ہے اور نکاح غیر کفو میں ہونے کی وجہ سے ننگ و جارح نہیں
ہوتا بعد ازاں ننگ و جارح وہاں نکاح غیر کفو میں منع نہیں ہوتا۔ یہی صاحب رشادۃ اللہ الہی کا مطلب
ہے کہ اس نسب ظاہر کا حق کسی کو پہنچتا ہے جو حسنین کریمین کی طرف منسوب ہو یہ حق کسی ایک عزت

اور اس کے دلی کا نہیں ہے بلکہ یہ حق تمام اولاد حسنین یعنی سادات کا ہے اور نہ ہی ہر ہے کہ تمام سادات کسی سید زلفی
 کا نکاح غیر کفو میں کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہو سکتے بلکہ یہ ناممکن ہے۔ ہندو اگر سید زلفی اور اس کا دل
 رافضی بھی ہو جائے تو یہ نکاح غیر کفو میں مستند نہیں ہوگا۔ اور یہ کیا بات جو بعض فقہاء نے ظاہر روایت کے خلاف
 ذکر کیا ہے ان کے متعلق صاحب رشتہ العیاد کی کہتے ہیں کہ وہ فقیہ ابن بڑے جسے تخریج سادات میں فقہاء، صلحاء
 اقطاب اور اولیاء ہونے میں کے اسرار کو ہمیں پہنچ سکتے کیونکہ یہ مذکور سادات فقہاء، صلحاء، اقطاب، اولیاء ظاہر
 روایت کے موافق تو بھی وہ غریب حدیث ہم ہم کفو نہیں ہو سکتا اور حسن بن زیاد کی معنی بہا روایت کے مطابق تو کی ہے
 ہے جس کو غیر کفو میں جہاں عیب اور توہین برقرار ہے نکاح نہیں ہو سکتا اور جو فقیہ ظاہر روایت کے خلاف ذکر کرتا ہے
 یا یہ کہتا ہے کوئی عالم اور بھی بادشاہ یا مغل پٹن سید زلفی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یہ اس فقیہ کے تفکرات سے ہے
 جو کہ بیکسر ہے یہ فقیہ جو متغیر ہونے اور نکلے روایت کے ذکر کرنے کے ان اسرار تک نہیں پہنچ سکتا جہاں ظاہر
 روایت اور مغل سادات والوں کی سائی سولی ہے ہندو ظاہر روایت اور حسن بن زیاد کی معنی بہا روایت کے مطابق
 غیر کفو میں نکاح عیاد کی حد پر مستند ہیں سوائے ان کے سید زلفی نے ہر سید و آل کے ساتھ اپنی رفاقتی کے بعد
 نکاح کیا تو یہ نکاح غیر کفو میں ہوسے وہ جنگجو و مست ہیں بیعت حد برقرار نہیں کی وجہ سے سیدان کی عدم برحقہ نہیں
 سوائے اس کے جس سے جہاں بقول صاحب رشتہ العیاد یہ فقیہ سید پہنچ سکتا ہے ایک ترطیف یہ بھی ہے کہ صرف
 کفو اور غیر کفو کی تمنا بحث کرتے رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اہل کفر و کفر کی تحقیریں ذکر کیا ہیں اس
 فقیہ کی ایک سخی بات ہے بادجو کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم کفو اور مثل کوئی نہیں ہے کسی طرح حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اہل کفر کا بھی کوئی مثل نہیں ہے چنانچہ ابن حجر مکی، بحر العلوم، عبد العلی اور دیگر سادات
 سے فقہاء، صلحاء، اقطاب اور اولیاء اکرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کو صلحاً و محکم تہم کیا ہے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نسب کو صلحاً و محکم تسلیم کرنا یہ ایک ترطیف تھا جس کی طرف یہ فقیہ جو کہ تادم روایت کا سبب الے کہ فتویٰ
 دے رہا ہے نہیں پہنچ سکا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا نسب صلحاً و محکم
 ہو تو اب ظاہر ہے اگر سید زلفی باہمی جھانڈی کے بعد نکاح غیر کفو میں غیر سید زلفی کے ساتھ کرے تو یہ نکاح سید زلفی
 طور پر ہرگز مستند نہیں ہوگا۔ اسی خیال کرنا کہ صاحب رشتہ العیاد نے زیر بحث مسئلہ پر کوئی قرآن کی آیت یا
 حدیث پیش نہیں کی یہ ایک غلط فہمی ہے کیونکہ فتویٰ میں فقہی اقوال کا اعستہ رکھا جاتا ہے سیدان کے پہلے تفصیل سے
 ذکر کیا جا چکا ہے چنانچہ فقہاء اور علماء نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصال نفس اربہ میں سے یہ

بھی ہے کہ آپ کی صاحبزادی (سیدہ فاطمہ الزہراء) کی اولاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بحیثیت نسب منسوب ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کفو اور شریک کوئی نہیں ہے اسی طرح حضور کی اولاد کا بھی ہم کفو کوئی نہیں مگر وہی جو آپ کے نسب حضرت میں ہے ہو یہ ایک مستند اور تخریج طرازی حجت ہے۔ اسی علت طرازی کی وجہ سے صاحب رشتہ احمدی ہے کہ اگر سیدہ زادی اپنی اولاد اپنے ولی کی رضا سے ہم کفو میں نکاح کرے گی تو نکاح منفقہ نہ ہوگا۔ جب سادات کردہ کا مخصوص نسب اپنے احکام اور خصائص کے پیش نظر مطلقاً ناممکن ہو تو پھر اگر سیدہ زادی کا نکاح سیدہ کے ساتھ ہوا تو منفقہ ہوگا اگر سیدہ زادی نے باہمی جماعہ کی کے بعد نکاح فرمایا تو اس میں کسی مرد کے ساتھ کسی قوم کے ہرگز منفقہ نہیں ہوگا۔

واللہ وہدینا لصلوات

وعلیہم اجمعین

محمد مفتی محمد رفیع مسعود

دار العلوم قادیان حیدرآباد

سنہ ۱۳۰۰ ہجری

شخصیات کے اسماء بلا ترتیب حروف تہجی

علامہ عبد الغنی المتوفی ۳۲۵ھ	امام ابو حنیفہ المتوفی ۲۴۰ھ
ابو علی حنفیہ بن ابی حمزہ المتوفی ۳۲۰ھ	امام ابو یوسف المتوفی ۲۸۲ھ
ابو یوسف محمد بن یعقوب الاعم	امام محمد المتوفی ۲۴۱ھ
ابو عبد اللہ بن یعقوب النعم	ابن نجیم المتوفی ۸۷۴ھ
ابو یوسف محمد بن محمد	محمد بن زکی المتوفی ۳۲۵ھ
ابو یوسف محمد بن محمد	شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۱ھ
پشم بن عوفہ المتوفی ۳۲۵ھ	بامدین رشتہ رسول ۳۲۵ھ
عکرمہ بن ابی اییم	ابن رستم المتوفی ۳۲۵ھ
ابن عزمہ بن علی المتوفی ۳۲۵ھ	ابن سہامہ المتوفی ۳۲۵ھ
علامہ بقوی المتوفی ۳۲۵ھ	ابو اللیث مرقدی المتوفی ۳۲۵ھ
بشر بن حبیب	ابو یوسف المتوفی ۳۲۵ھ
علامہ زجاج بن یحییٰ قزوی حنفی المتوفی ۳۲۵ھ	شمس الایمہ غفری المتوفی ۳۲۵ھ
ابو یوسف شری المتوفی ۳۲۵ھ	ابو ہریرہ المتوفی ۳۲۵ھ
مقداد بن اسود المتوفی ۳۲۵ھ	علامہ خلیل المتوفی ۳۲۵ھ
زبیری عبد المطلب	ابو القاسم قشیری ۳۲۵ھ
غیاث بنت زبیر	شاہ عبد العزیز محمد بن عوفی المتوفی ۱۲۲۵ھ
ابو ہشام	ابو عبد اللہ بن منہج المتوفی ۳۲۵ھ

حضرت بلال المتوفى سنة ١٢٥هـ	ابن عامر بن شامي المتوفى سنة ١٢٥هـ
اسامه بن زيد المتوفى سنة ١٢٥هـ	امام مالك المتوفى سنة ١٢٥هـ
فاطمة بنت قيس	امام احمد بن حنبل المتوفى سنة ٢٤١هـ
ابو حذيفة بن عتبة بن ربيعة المتوفى سنة ١٢٥هـ	امام شافعي المتوفى سنة ٢٠٤هـ
سالم بن معقل	حسن بن زيد المتوفى سنة ١٢٥هـ
وليد بن عتبة بن ربيعة سنة ١٢٥هـ	امام زهري المتوفى سنة ٢٤٥هـ
ريش بنت حزن مشني	امام خفاف المتوفى سنة ٢٤١هـ
وليد بن عبد الملك المتوفى سنة ١٢٥هـ	ابو جعفر حمادي المتوفى سنة ١٢٥هـ
فاطمة بنت حزن مشني	ابو الحسن كرمي المتوفى سنة ١٢٥هـ
معاوية بن عبيدة الله	شمس الآية حلواني المتوفى سنة ١٢٥هـ
ميكه بنت حسن مشني	نحوه السلام بنادكا المتوفى سنة ١٢٥هـ
جعفر بن محمد بن بزم	قاضي حبان المتوفى سنة ١٢٥هـ
ام قاسم بنت مس مشني	فهد شهيد المتوفى سنة ١٢٥هـ
مروان بن يار بن مخاب	علاء بن مس المتوفى سنة ١٢٥هـ
حضرت خضر عليه السلام	ابو الحسن قدوري المتوفى سنة ١٢٥هـ
حضرت ابو طالب المتوفى سنة ١٢٥هـ	علاء بن مسي المتوفى سنة ١٢٥هـ
فاطمة بنت اسد	تاج الشريعة المتوفى سنة ١٢٥هـ
سمعان بن عيينة المتوفى سنة ١٢٥هـ	عبد الله بن مصلح المتوفى سنة ١٢٥هـ
شعب بن جبج المتوفى سنة ١٢٥هـ	ابن سحاق المتوفى سنة ١٢٥هـ
عاطف ابو مسعود مشني ابو يونس بن محمد المتوفى سنة ١٢٥هـ	شمس الآية كرمي المتوفى سنة ١٢٥هـ
ابو علي غسال	علاء بن مسي المتوفى سنة ١٢٥هـ
ولي الدين عراقي المتوفى سنة ١٢٥هـ	ابن جبر المتوفى سنة ١٢٥هـ
ابو بكر غسان المتوفى سنة ١٢٥هـ	ابن منذر المتوفى سنة ١٢٥هـ

- ابن أبي حاتم المتوفى ٣٢٤هـ
 امام حاكم المتوفى ٣٣٥هـ
 امام بسطي المتوفى ٣٥٥هـ
 امام يزار المتوفى ٣٩٧هـ
 امام طبراني المتوفى ٣٢٥هـ
 ابن سعد المتوفى ٣٢٥هـ
 بربان الدين يحيى المتوفى ٣٣٥هـ
 ابن مردويه المتوفى ٣٢٥هـ
 علاء قرطبي المتوفى ٣٤٥هـ
 اسماعيل حفي المتوفى ٣١٢هـ
 حضرت علي المتوفى ٣٢٥هـ
 سيدة النساء فاطمة الزهراء المتوفى ٣٢٥هـ
 ابن سيرين المتوفى ٣٢٥هـ
 حضرت عمر فاروق متوفى ٣٢هـ
 علامه اوسى المتوفى ٣٢٥هـ
 ابن حجر عسقلاني المتوفى ٨٥٧هـ
 امام نووي المتوفى ٨٤٥هـ
 ابن حجر مكي المتوفى ٨٤٥هـ
 ابو الشيخ المتوفى ٣٢٥هـ
 امام ديلمى المتوفى ٣٢٥هـ
 حنفية بنت عبد المطلب المتوفى ٣٢هـ
 سعد بن ابى وقاص المتوفى ٣٢هـ
 امام حنبل بن حنبل المتوفى ٣٢٥هـ
 امام حسين الشيبه ٣٢٥هـ
 امام مسلم المتوفى ٣٢٥هـ
 حضرت ابو هريرة المتوفى ٣٥٥هـ
 امام ترمذى المتوفى ٣٢٥هـ
 امام بنهاري المتوفى ٣٢٥هـ
 حضرت عائشة بنت المتوفى ٣٥هـ
 ابو سعيد خدرى المتوفى ٣٢٥هـ
 فخر الدين رازى المتوفى ٦٠٦هـ
 علامه سيوطى المتوفى ٩١٢هـ
 امام موسى كاظم المتوفى ٨٣٢هـ
 امام الرضا و المتوفى ٢٢٥هـ
 حضرت ام سلمة المتوفى ٣٢هـ
 عبد الرحمن حاكمى المتوفى ٣٢٥هـ
 حضرت ابن عباس المتوفى ٣٢هـ
 ابن مغاضى الشافعى المتوفى ٥٢٣هـ
 حضرت عباس المتوفى ٣٢هـ
 حضرت عبد الله بن عمر المتوفى ٤٢هـ
 قاضى حياض المتوفى ٥٣٣هـ
 زيد بن ثابت المتوفى ٤٥هـ
 عمر بن عبد العزيز المتوفى ٢٠٥هـ
 عبد الله بن حسن طه المتوفى ٢٢٥هـ
 جعفر بن سليمان جاكى المتوفى ٢٢٥هـ
 محمى الدين ابن عربى المتوفى ٣٢٥هـ

- یازید بسطامی المتوفی ۳۱۰ هـ
 امام جعفر صادق المتوفی ۳۳۵ هـ
 امام موسی رضا المتوفی ۳۴۰ هـ
 امام کرخی المتوفی ۳۴۰ هـ
 عبدالوهاب شعری المتوفی ۳۴۰ هـ
 سلیمان بن شعیب کسائی المتوفی ۳۴۰ هـ
 ابوبکر بن عیاش المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت علی قوامی المتوفی ۳۴۰ هـ
 محب الدین طبری شافعی المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت زینب بنت علی المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت ام کلثوم بنت علی المتوفی ۳۴۰ هـ
 جعفر بن عبد الله المتوفی ۳۴۰ هـ
 محمد بن جعفر المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت زینب بنت رسول المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت فاطمة بنت رسول المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت ام کلثوم بنت رسول المتوفی ۳۴۰ هـ
 محمد بن علی صبان مغربی المتوفی ۳۴۰ هـ
 شجاع بن ولید المتوفی ۳۴۰ هـ
 حضرت ام حبیبہ المتوفی ۳۴۰ هـ
 ابویعلی المتوفی ۳۴۰ هـ
 عمران بن فضل المتوفی ۳۴۰ هـ
 امام ورقطی المتوفی ۳۴۰ هـ
 بقیہ بن ولید المتوفی ۳۴۰ هـ
 محمد بن فضل المتوفی ۳۴۰ هـ
 ابن عدی المتوفی ۳۴۵ هـ
 علی بن حرره المتوفی ۳۴۵ هـ
 عثمان بن عبد الرحمن ۳۴۵ هـ
 امام بزار المتوفی ۳۴۵ هـ
 سلیمان بن ابی الجون المتوفی ۳۴۵ هـ
 ابن قطان المتوفی ۳۴۵ هـ
 ابن معدان المتوفی ۳۴۵ هـ
 مساذ بن جلیل المتوفی ۳۴۵ هـ
 ابوسفیان المتوفی ۳۴۵ هـ
 علاء بن یحیی المتوفی ۳۴۵ هـ
 امام سہیل المتوفی ۳۴۵ هـ
 ابن ماجہ المتوفی ۳۴۵ هـ
 یحیی بن معین المتوفی ۳۴۵ هـ
 سید شہاب الدین المتوفی ۳۴۵ هـ
 علاء قاسم بن قطریضا المتوفی ۳۴۵ هـ
 علاء طوسی المتوفی ۳۴۵ هـ
 علاء رسیہ حموی المتوفی ۳۴۵ هـ
 محمد بن یوسف کجی شافعی المتوفی ۳۴۵ هـ
 شمس الدین مفتی سہیل المتوفی ۳۴۵ هـ
 شہاب الدین عیسیٰ بن ابی ابراہیم المتوفی ۳۴۵ هـ
 نجم الدین زایدی المتوفی ۳۴۵ هـ
 علی حسامی المتوفی ۳۴۵ هـ

نور محمد بن محبوب المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 محمد بن مكي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 فضل الله محمد بن ابراهيم المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 فاضل لطف الله المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 ابي سكاك المتوفى
 اعلى حضرت فاضل برجلوس المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 ابراهيم قنصله دزلي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 همام ملا محمد بن المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 امام عبد الرزاق المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حبيب بن عبد الله المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 همام رزاق المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 علي بن داود الطحاكي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حماد بن حميد المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 طهرت بنوه اسلم المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 عبد الله بن مالك بن كحيد المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 امام جبري المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حضرت يار بن عازب المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 اسار بن زيد المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 جوشي بن جندو المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 شرف الدين طيسبي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حضرت انس بن مالك المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 سيد خديجة الكعبدي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حضرت ابراهيم القنصاري المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 سلمان فارسي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حفص بن محمد بن محمد المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 تاج الدين سبكي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 شاد عبد الحق محدث دهلوي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 اسماء بنت حمير التوقاة سنة ٩٨٠ هـ
 زبير بن عبد الرحمن بن عبد الله المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 اسير محمد طنج المتوفى
 ام فضل بنت حديث التوقاة
 يعلى بن مرو المتوفى
 محمد بن خلفه المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 زبير بن عازب المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 حكيم بن حرام المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 زينب بنت جهمس التوقاة سنة ٩٨٠ هـ
 حضرت ابراهيم بن اموي سنة ٩٨٠ هـ
 اسماء بنت عبد المطلب المتوقاة سنة ٩٨٠ هـ
 ام كثر بنت علي المتوقاة سنة ٩٨٠ هـ
 محمد بن يقرب كيسي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 محقق طوسي المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 زين الدين بن علي احمد سنة ٩٨٠ هـ
 جمال بن شبيب المتوفى
 يزيد بن معاوية ام سنة ٩٨٠ هـ
 عبد الله بن حمز المتوفى سنة ٩٨٠ هـ
 عمر بن قحادة المتوفى سنة ٩٨٠ هـ

حضرت عقیل بن ابی طالب المتوفی (سنة مساویة می
وفات هجری)

امام زین العابدین المتوفی سنة

امام بن غالب فرزدق المتوفی سنة

علی بن عیسی المتوفی سنة

خواجه گزینی المتوفی سنة

حسن بهری المتوفی سنة

عبدالله بن مہارک المتوفی سنة

مولانا سعید مصمم الدین مراد آبادی المتوفی سنة

علامہ بزازي المتوفی سنة

عبدالحسن بن سیدی المتوفی سنة

ابو یحییٰ بن ابی شیبہ المتوفی سنة

عزیز بن ابی شیبہ المتوفی سنة

سفیان ثوری المتوفی سنة

ابن فضال المتوفی سنة

عبدالله بن صفیہ المتوفی سنة

عبدالحی بن یعقوب المتوفی سنة

علاء بن قیس المتوفی سنة

عبدالله بن عمرو بن عثمان المتوفی سنة

عقبة بن عامر المتوفی سنة

حارث بن مشرک المتوفی سنة

سعد بن شیبہ المتوفی سنة

جعفر بن محمد المتوفی سنة

(مفتی علامہ رسول)

عمرو بن جعفر المتوفی سنة

حضرت حفصہ المتوفی سنة

ابو العاصم بن ریحان المتوفی سنة

عثمان بن عفان المتوفی سنة

ظاهر صنفی المتوفی سنة

حسن مفتی المتوفی سنة

غالب بن ولید المتوفی سنة

یونس بن جراح المتوفی سنة

نعمان بن حیدر المتوفی سنة

امام رجب المتوفی سنة

تاج بن قیس المتوفی سنة

حضرت سالم المتوفی سنة

زید بن ارقم المتوفی سنة

مسلم بن عبد الله المتوفی سنة

سید بن عمرو المتوفی سنة

اسید بن خنیز المتوفی سنة

سعد بن عبادہ المتوفی سنة

قاضی ابو یحییٰ المتوفی سنة

ہشام بن عبد الملک المتوفی سنة

سادیہ بن سفیان المتوفی سنة

عبد الملک بن مروان المتوفی سنة

تفسیر خرائن العرفان	مرقا ناسیجید بن محمد بن مراد آبادی المتوفی ۱۲۶۶ هـ
صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۵ هـ
صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیری المتوفی ۲۶۱ هـ
سنن ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ هـ
سنن ابن ماجه	ابن ماجه قزوینی المتوفی ۲۴۱ هـ
نسائی	احمد بن شعیب نسائی المتوفی ۳۰۳ هـ
ابوداؤد	ابوداؤد سجستانی المتوفی ۲۴۸ هـ
شرح صفاتی الآثار	ابو جعفر طبرسی المتوفی ۳۲۰ هـ
مشکل الآثار	ابو جعفر طبرسی المتوفی ۳۲۰ هـ
کتاب الآثار	امام محمد بن عبد الله المتوفی ۲۴۱ هـ
سنن محمد بن حنبل	مسند محمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ هـ
مسندک	امام حاکم المتوفی ۴۰۴ هـ
الادب المفرد	امام بخاری المتوفی ۲۵۵ هـ
سنن طبرسی	ابوداؤد طبرسی المتوفی ۳۲۰ هـ
سنن دارمی	ابو احمد دارمی المتوفی ۲۵۵ هـ
سنن دقطنی	علی بن عمر دقطنی المتوفی ۲۵۵ هـ
سنن کبری	امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ هـ
علیه الارباب	حافظ ابو نعیم صیقلی المتوفی ۳۲۰ هـ
فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۷۵۵ هـ
طبقات ابن سعد	محمد بن سعد المتوفی ۲۴۱ هـ
تاریخ بغداد	احمد بن علی الخطیب بغدادی المتوفی ۳۴۲ هـ
سعد الغابر	عزالدین ابن اثیر المتوفی ۶۳۰ هـ
الاستیعاب	حافظ ابو عمر ابن حنبل المتوفی ۳۴۲ هـ

حافظ ابن حجر عسقلاني المتوفى ٨٥٢هـ	الاصحاب
حافظ ابن حجر عسقلاني المتوفى ٨٥٢هـ	تهذيب التهذيب
شمس الدين ذبيح المتوفى ٨٥٥هـ	ميزان الاعتدال
محمد بن شبيب نسائي المتوفى ٨٥٥هـ	خصائص النسائي
حافظ نور الدين يميني المتوفى ٨٥٥هـ	جميع الروايات
علاء الدين حسيني المتوفى ٨٥٥هـ	كنز العمال
عبد الرؤف مناوي المتوفى ٨٥٥هـ	فيض القدير
عبد الرؤف منادي المتوفى ٨٥٥هـ	كنوز الحقائق
محمد الدين طبري المتوفى ٨٥٥هـ	رياض النضر
محمد الدين طبري المتوفى ٨٥٥هـ	ذخائر عيني
شهاب الدين بن عمر سبكي المتوفى ٨٥٥هـ	صواعق مرعية
علي شاذلي المتوفى ٨٥٥هـ	مرآة مشرق مشكوة
علاء الدين بن المتوفى ٨٥٥هـ	مشكوة المصابيح
سید امیر علی	مقدمت وکی ہندیہ
ابو محمد الخزازي المتوفى ٨٥٥هـ	معرفۃ الصحابة
مسلم بن قتيبة المتوفى ٨٥٥هـ	الامانة والسياسة
حافظ جلال الدين عيني المتوفى ٨٥٥هـ	عمدة القاري
ابو حاتم محمد بن حبان المتوفى ٨٥٥هـ	صحيح ابن حبان
علاء الدين عساكر المتوفى ٨٥٥هـ	تاريخ كنجبير ابن عساكر
علاء الدين كثير المتوفى ٨٥٥هـ	البداية والنهاية
علاء الدين جريز طبري المتوفى ٨٥٥هـ	تاريخ طبري
حافظ ذبيح المتوفى ٨٥٥هـ	تاريخ اسلام
علاء قسطلاني المتوفى ٨٥٥هـ	مواهب لادب

شرح مواهب مدنية	علامه تقي المتوفى ١٢٢٨ هـ
تاريخ المختار	علامه سيدي المتوفى ١٢١١ هـ
جامع صغير	علامه سيدي المتوفى ١٢١٠ هـ
كفاية الطالب	علامه يوسف بن شمس المتوفى ١٢٥٥ هـ
طيسی شرح مشکوة	علامه شرف الدين طيسی المتوفى ١٢٢٢ هـ
مجموع صغير	امام طيسی المتوفى ١٢٢٥ هـ
مناقب الاختيار	علامه ابن اثیر المتوفى ١٢٢٥ هـ
الکبر	حافظ ذهبي المتوفى ١٢٢٥ هـ
معرفة معلوم الحديث	امام حاکم المتوفى ١٢٢٥ هـ
سلان الميزان	ابن حجر عسقلانی المتوفى ١٢٥٢ هـ
مناقب علي بن ابي طالب	ابن مقدار شافعي المتوفى ١٢٢٥ هـ
كشف الظنون	عبد بن خليفه المتوفى ١٢٢٥ هـ
شرح حامی	علامه عبد الرحمن حامی المتوفى ١٢٢٥ هـ
لسان الكافي	ابن عسکب کفای المتوفى ١٢٢٥ هـ
كتاب الايعار	برهان نوري المتوفى ١٢٢٥ هـ
تهذيب الاحكام	ابن عسکب نوري المتوفى ١٢٢٥ هـ
محيط المحيط	المعلم بطرس البستاني ١٢٢٥ هـ
مصباح اللغات	علامه جيلاني
بحر اراتق	علامه زين الدين ابن نعيم المتوفى ١٢٢٥ هـ
تبيين الحقائق	علامه زبيح المتوفى ١٢٢٥ هـ
محيط مدی	علامه طوطاوی المتوفى ١٢٢٥ هـ
مبسوط	امام مسلم بن الحجاج المتوفى ١٢٢٥ هـ
شرح وقایع	عبد بن محمد بن مسعود المتوفى ١٢٢٥ هـ

علامہ بلال الدین المستوفی ۸۸۵ھ	در مختار
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المستوفی ۸۸۵ھ	عقد الجدید
علامہ ابن عابدین شامی المستوفی ۸۸۵ھ	منحة الموفق
اشرف علی تھانوی المستوفی ۸۸۵ھ	نشر الطیب
شہاب خفایہ المستوفی ۸۸۵ھ	نسیم الریاض
قاضی عیاض المستوفی ۸۸۵ھ	شفا
عبد الوہاب اشعرائی المستوفی ۸۸۵ھ	لطائف المنن
بلش الدین شاہ	طوبی
نور الدین سمہودی المستوفی ۸۸۵ھ	جواہر العقیدین
جمال الدین کشیشی المستوفی ۸۸۵ھ	لحد و مشقیہ
زین الدین علی المستوفی ۸۸۵ھ	الغفران بسینہ
	مساکب الفہام
علامہ عمر احمد عثمانی	تخصیص المراد
حافظ ذہبی المستوفی ۸۸۵ھ	فہمۃ المستقرآن
شاہ عبد الحق محدث دہلوی المستوفی ۸۸۵ھ	تذکرۃ الحفاظ
شیخ احمد ملا حسن المستوفی ۸۸۵ھ	درج النبوت
ابوبکر مرغینانی المستوفی ۸۸۵ھ	نور الانوار
ابو البرکات نسفی المستوفی ۸۸۵ھ	بدایہ
سید حموی المستوفی ۸۸۵ھ	کنز الدقائق
عبدالحی المستوفی ۸۸۵ھ	حاشی الاشبہ والنظائر
علامہ ابن ہمام المستوفی ۸۸۵ھ	عمدة الرعاہ
فخر الدین قاضی خان المستوفی ۸۸۵ھ	فتح القصد
	نفاذی قاضی خان



www.NATSESLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WALJAMAAT"

مکتوب بامر السلطان محمد ادهم گنج زب المتوفی ۱۱۱۰ھ	فتاویٰ عالمگیری
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی المتوفی ۱۲۲۸ھ	فتاویٰ رضویہ
مصنف (حسب و نسب) مفتی غلام رسول	فتاویٰ جمعیہ
اسحاق بن ابراہیم نظام الدین شامی المتوفی ۱۲۵۰ھ	اصول شامی
علامہ احمد شلبی المتوفی ۱۲۵۰ھ	حاشیہ تبیین الحقائق
ابن عابد بن شامی المتوفی ۱۲۵۰ھ	رد المحتار
سید امیر علی المتوفی	مقدمہ ہدایہ
امام عبد بن حمید المتوفی ۱۲۳۹ھ	مسند عبد بن حمید
مومن بن حسن الشیبانی المتوفی ۱۲۳۹ھ	نور الابصار
پیر حسہ علی شاہ گزدری المتوفی ۱۲۵۰ھ	فتاویٰ بہرہ
سید شعیب الدین المتوفی ۱۲۳۹ھ	مجموعۃ المسند
علامہ ابن نجیم المتوفی ۱۲۵۰ھ	رشفۃ الصحاح
علامہ سیوطی المتوفی ۱۲۵۰ھ	الاشیاء والنظار
ابراہیم قندوزی المتوفی ۱۲۵۰ھ	ذیل الفہام
علامہ سیوطی المتوفی ۱۲۵۰ھ	ینابيع المودة
محمد بن علی مسبک المتوفی ۱۲۵۰ھ	باب النقول
علامہ یوسف سبط ابن جوزی المتوفی ۱۲۵۰ھ	امعان الراغبین
موفق بن احمد غوازی المتوفی ۱۲۵۰ھ	تذکرہ خواص الامہ
علامہ سیوطی المتوفی ۱۲۵۰ھ	مقتل حسین
سلیمان بن احمد طبرانی المتوفی ۱۲۵۰ھ	المجملۃ الزمریہ فی سلاسل الزینہ
علامہ داؤد بن عمر انطاکی المتوفی ۱۲۵۰ھ	کتاب النوازل
علامہ طبرانی المتوفی ۱۲۵۰ھ	التذکرہ اولیٰ الالباب
	البیواقیۃ والجواب

علامہ ابن حجر مکی المتوفی ۸۵۰ھ	فتاویٰ کبریٰ
علامہ شعرائی المتوفی ۸۵۰ھ	کشف الغمہ
شاہ عبد الغفر محمدت دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ	بستان المحدثین
پیر سید مہر علی شاہ المتوفی ۱۳۵۹ھ	ملفوظات مہر
پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری المتوفی ۱۳۷۰ھ	ملفوظات امیر ملت
حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ	تخصیص ذہبی
علامہ سعیدی	اردو شریعہ صحیح مسلم
علامہ صدیقی ناصر دہلوی	معلم الاصول اردو شریعہ اصول الشافعی
ملا حسین واعظ کاشفی المتوفی ۱۱۰۹ھ	روضة الشہداء
علامہ شبلی المتوفی ۱۳۰۰ھ	الفاروق
علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	خصائص کبریٰ
علامہ یوسف کاشفی المتوفی ۱۱۰۹ھ	الشرع المزیہ

مفتی غلام رسول
(لندن)

مصنف کی دیگر تصانیف

- فتاویٰ جماعتیہ (حصہ اول)
- فتاویٰ جماعتیہ (حصہ دوم)
- نور العین قدین علی رفع الیسرین
- مذت سید الانام علی المتبراة خلف الامام
- انوار الشریعت
- منطق الحق والحق
- القول المنسوخ
- القول النقیح علی العمل بالست یقبح
- التعاقب علی التعاقب
- القول علی المقالہ
- مجتہد دین و ملت حضرت امیر ملت
- سیرت انوار
- المسبہ الحق فی کتب مختار الحق
- الصبا حقہ الوباب
- الصدقات حرام علی السلاوات
- خلل اندازی نماز کے متعلق منبر می



www.NAFSEI.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLI"